

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۳۱۱۰

پاسحاب الزماں اور کئی

DVD
VCL 111

لیکچر

غیر عباس
خصوصی تعاون
رشتوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری

www.zlarnat.com

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

www.sabeelsakina.page.tl

sabeelsakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

AB

کلام امام حسین علیہ السلام

خطبات، خطوط اور وصیتیں

ترجمہ: سید افتخار حسین نقوی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کا سفینہ ہیں۔“ (حضرت رسول اللہؐ)

کلام امام حسینؑ

حسینؑ سکینہ

حیدرؑ کا قلبؑ ہاں میں ہر گھر

ترجمہ و تالیف:

سید افتخار حسین نقوی النجفی

ایلیا بکس

H-7 کالج روڈ، لیاقت باغ چوک، راولپنڈی

PH: +92 51 5771469

سارن ڈوڈ
مکتبہ انجمنی

Tel: 4424286-4817888 Fax: 4812002

E-mail: anis60@cyber.net.pk

علم ہی سچائی ہے

کلام امام حسینؑ	نام کتاب
السید افکار حسین نقوی لنگھی	ترجمہ و تالیف
عباس	سرورق
سید علی حیدر، تصدیق مہدی	کمپوزنگ
شاعر آل عمران صفدر حسین ڈوگر، سید راشد صفیر رضوی	سلی و احترام
ایلیا بکس	ناشر
بارہ بچم	طبع
جون 2008ء	اشاعت
300/-	قیمت

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ایلیا بکس 7/H کالج روڈ لیاقت باغ چوک راولپنڈی
فون نمبر 051-5771469

صلوات کاملہ

يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 اے محمد و آل محمد کے رب جلیل
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 محمد و آل محمد پر صلوات بھیج
 وَعَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ
 اور آل محمد کی گشائش (حکومت کے قیام) میں جلدی فرما!

☆

نوٹ: بعض عالمین کا تجربہ ہے کہ جو شخص روزانہ اس صلوات کو ۳۱۳ مرتبہ پڑھے گا
 اسے امام زمانہ عج کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ صلوات حضرت جبرائیلؑ نے جناب
 یوسفؑ کو زندان میں تعلیم دی اور حضرت یوسفؑ اس کا ورد کرتے تھے۔

☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَوْلِيكَ الْحُجَّةُ بْنُ الْحَسَنِ
 اے اللہ تو اپنے ولی حضرت حجت ابن حسن عسکری
 صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰی آبَائِهِ
 (تیری صلوات ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر صبح و شام اور ہر آن ہو
 فِيْ هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ
 کا اس گھڑی میں اور ہر آن میں سرپرست و نگہبان
 وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَدَلِيْلًا وَعَيْنًا
 حامی راہنما مددگار دیکھنے والی آنکھ اور سرپرست
 حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلًا
 بنادے ہیں یہاں تک کہ تو اسے اپنی زمین میں اختیار کے ساتھ سکونت
 عطا فرما اور یہ کہ تو اسے اپنی زمین میں لمبی مدت تک فائدہ پہنچا۔

شب عاشورا امام حسینؑ کا اپنے عقیقہ بیٹے حضرت قائمؑ کا تذکرہ

حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے شب عاشورا فرمایا:

ابشروا بالحنة انا نمكث ماشاء الله بعد ما يحرى علينا ثم يخر جنا الله و رياكم حتى يظهر قائمنا فيتقم من الظالمين و انا و انتم نشاهدكم في السلاسل و الاغلال و انواع العذاب؟

فقليل له من قائمكم يا بن رسول الله؟

قال السباع من ولد ابنتي محمد بن علي الباقر و هو الحجة بن الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي ابني و هو يغيب مدة طويلة ثم يظهر و يملأ الارض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما و جورا.

ترجمہ: آپ سب کو جنت کی بشارت ہو۔ یہ بات جان لو کہ خدا کی قسم! ہمارے خلاف جو کچھ ہوتا ہے جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا اور جو اس کی مشیت میں ہوگا ہم (مقام مخصوص) میں ٹھہریں گے پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو وہاں سے باہر نکال لائے گا۔ ایسی حالت میں ہمارے قائمؑ کا ظہور پر نور ہوگا جائے گا۔ پس ہمارے قائمؑ سارے ظالموں سے انتقام لیں گے اس وقت میں خود اور آپ سب ان ظالموں کو ٹھکڑیوں، بیزیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے اور ہم انہیں مختلف قسموں کے عذاب میں مبتلا مشاہدہ کریں گے ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جا رہا ہوگا اور ہم سب اس منظر کو دیکھ رہے ہونگے۔

پس آپ سے سوال کیا گیا: یا بن رسول اللہ آپ کے قائم کون ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے بیٹے محمد بن علی الباقر کے ساتویں فرزند ہمارے قائم ہیں اور وہ حجت ہیں جو حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ہیں اور محمد میرے بیٹے علی کے فرزند ہیں اور وہ (ہمارے قائم) ایک لمبی مدت کے لئے غائب ہوں گے، پھر ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دیں گے جس طرح زمین قلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (بحوالہ اثبات الرجعة و مقتل الحسين للقرم)

فہرست

انتساب

- 19 پیش لفظ (سید افتخار حسین نقوی لنگھی)
- 20 لوح دل (مفسر حسین ڈوگر)
- 23 دستور حریت کلام امام حسین (حیدر جاوید سید)
- 24 سید الشہداء حضرت ابو عبد اللہ الحسینؑ کی حیات مبارکہ کا اجمالی تذکرہ
- 30 تاریخی پس منظر
- 31 مروان کا معاویہ کے نام خط
- 32 حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام معاویہ کا خط
- 33 حضرت امام حسین علیہ السلام کا معاویہ کو جواب
- 38 مکہ کا نفرس
- 47 معاویہ کا یزید کے نام ... وصیت نامہ
- 50 معاویہ کا انجام
- 51 یزید کا ولید بن عقبہ کے نام خط
- 54 ولید کا امام حسین علیہ السلام کو دربار میں بلانا
- 56 حضرت امام حسین علیہ السلام اور دربار ولید
- 58 حضرت امام حسین علیہ السلام کا دربار ولید میں پہلا تاریخی بیان
- 60 حضرت امام حسین علیہ السلام کی زبانی یزید کا تعارف
- 61 حضرت امام حسین علیہ السلام کی مروان کے ساتھ گفتگو
- 65 حضرت امام حسینؑ ناناکے مزار پر
- 65 دوسری دفعہ ناناکے مزار پر

- 67 حضرت رسول اللہ کا امام کو بیٹھام
- 68 حضرت رسول اللہ کا امام حسین کے لیے فرمان
- 70 حضرت امام حسین کی محمد بن حنفیہ سے گفتگو
- 70 جناب محمد حنفیہ کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کا جواب
- 71 حضرت حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں پر اعتماد
- 73 جناب محمد بن حنفیہ کی گفتگو کا ایک اور حصہ
- 74 حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد بن حنفیہ کے لیے وصیت
- 75 یزید لعین کے خلاف امام حسین علیہ السلام کے اہداف
- 76 حق کا ساتھ دینے کی دعوت
- 78 حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے بھائی عمر بن علی سے گفتگو
- حضرت امام عالی مقام کا اپنی شہادت کے بارے میں اعلان اور یزید کی بیعت نہ
- 78 کرنے کا واضح بیان
- 80 مدینہ سے مکہ کی جانب روانگی
- 81 مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام
- 83 حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ میں آمد
- 85 مکہ میں جناب عبداللہ بن عمر کا امام حسین کی خدمت میں حاضر ہونا
- 86 عبداللہ بن عمر کی امام سے گفتگو
- 88 امام عالی مقام کا جناب عبداللہ کے سوال کا جواب
- 88 حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن عمر کو حقائق سے آگاہ کرنا
- 90 عبداللہ بن عمر اور حضرت امیر المومنین کا دور خلافت

- 67 حضرت رسول اللہ کا امام کو بیٹھا
- 68 حضرت رسول اللہ کا امام حسین کے لیے فرمان
- 70 حضرت امام حسین کی محمد بن حنفیہ سے گفتگو
- 70 جناب محمد حنفیہ کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کا جواب
- 71 حضرت حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں پر اعتماد
- 73 جناب محمد بن حنفیہ کی گفتگو کا ایک اور حصہ
- 74 حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد بن حنفیہ کے لیے وصیت
- 75 یزید لعین کے خلاف امام حسین علیہ السلام کے اہداف
- 76 حق کا ساتھ دینے کی دعوت
- 78 حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے بھائی عمر بن علی سے گفتگو
- حضرت امام عالی مقام کا اپنی شہادت کے بارے میں اعلان اور یزید کی بیعت نہ
- 78 کرنے کا واضح بیان
- 80 مدینہ سے مکہ کی جانب روانگی
- 81 مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام
- 83 حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ میں آمد
- 85 مکہ میں جناب عبداللہ بن عمر کا امام حسین کی خدمت میں حاضر ہونا
- 86 عبداللہ بن عمر کی امام سے گفتگو
- 86 امام عالی مقام کا جناب عبداللہ کے سوال کا جواب
- 88 حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن عمر کو حقائق سے آگاہ کرنا
- 90 عبداللہ بن عمر اور حضرت امیر المومنین کا دور خلافت

- 91 عبد اللہ بن عمر اور یزید کی بیعت
- 92 عبد اللہ بن عمر اور حجاج بن یوسف
- 94 مکہ مکرمہ میں امام حسینؑ کا خصوصی خطاب
- 97 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی عبد اللہ بن عباس سے گفتگو
- 99 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی عبد اللہ بن زبیر سے گفتگو
- 99 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کا عبد اللہ بن زبیر کو جواب
- 101 مرحلہ اول
- 102 مرحلہ دوم
- 103 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی طرف کوفہ والوں کے خطوط
- 103 معاویہ کے مرنے کے بعد کوفہ کے حالات
- 105 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی طرف سے کوفیوں کے خطوط کا جواب
- 108 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی مسلم بن عقیلؓ سے گفتگو
- 109 حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ میں
- 110 حضرت مسلم بن عقیلؓ کی روانگی اور کوفہ تک منزل
- 112 حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ کی جانب
- 112 کوفہ کا تعارف
- 113 حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ میں
- 115 کوفہ میں حضرت امیر مسلمؓ کا تاریخی خطاب
- 116 حضرت مسلمؓ مسجد کوفہ میں
- 119 حضرت امام حسینؑ کی جانب سے بصرہ کے شرفاء کے نام خط

- 122 حضرت امام حسینؑ سے عبداللہ بن عباس کی گفتگو
- 124 حضرت امام حسینؑ کے نام حضرت عبداللہ بن جعفر کا خط
- 125 امام عالی مقامؑ کا جناب عبداللہ کے لیے جواب
- 125 حضرت امام حسینؑ کے لیے امان نامہ کا حصول
- 126 حضرت امام حسینؑ کے لیے امیر حجاج عمرو بن سعید کا خط
- 126 امام عالی مقامؑ کا دو ٹوک فیصلہ
- 127 حضرت امام حسینؑ کی طرف سے عمرو بن سعید کے لیے جواب
- 127 حضرت امام حسینؑ کو زبردستی مکہ واپس لانے کی کوشش
- 130 مکہ سے کربلاء پر راستہ مدینہ
- 131 حضرت امام حسینؑ کی دوبارہ مدینہ آمد
- 134 مفسرین الماوان سے مدینہ کو روانگی
- 137 مکہ تا مدینہ منازل اور فاصلے
- 138 مکہ سے کربلاء تک کی منازل پر راستہ مدینہ
- 139 مدینہ سے کربلاء منازل کی تفصیل
- 140 پانچویں منزل
- 141 چھٹی منزل
- 141 ساتویں منزل خزیمہ
- 143 آٹھویں منزل قیر العبادی
- 143 نویں منزل ثوق یا زبالہ
- 145 دسویں منزل واقعہ

- 145 گیارہویں منزل ذوحسم یا المعشیۃ
- 146 دوران سفر لشکرِ حرکی آمد
- 147 بارہویں منزل بیضہ بنی یربوع
- 148 مدینہ تا کر بلا منازل کا اجمالی خاکہ
- 149 منزل اول مجمعیم
- 150 یمنی کاروان سے اموالِ خمس کی وصولی کا راز
- 151 منزل دوم سے پہلے صفاح نامی جگہ پر مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات
- 152 امام عالی مقام کا فرزدق کے لیے جواب
- 153 منزل سوئم ذات العرق
- 155 منزل السبع
- 156 منزل مادان (مغیۃ المادان) کے واقعات
- 157 نانائے کے حزار پر
- 158 ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے حضرت امام حسینؑ کی گفتگو
- 160 حضرت امام حسینؑ کی حضرت ام سلمہؓ کے لیے وصیت
- 161 حضرت امام حسینؑ کی بنی ہاشم کی خواتین سے گفتگو
- 162 حضرت ام ہانی سے امام حسینؑ کی گفتگو
- 164 حضرت امام حسینؑ کی جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے گفتگو
- 166 مدینہ سے عراق کے لیے روانگی
- 168 حضرت امام حسینؑ کی نصرت کے لیے فرشتوں کی حاضری
- 168 امام حسینؑ کی نصرت کے لیے جنات کی حاضری

- 172 منزل سرفراز مدینہ تا کربلا
- 174 منزل چہارم حاجز
- 174 امام کے خط کا متن
- 174 جناب قیس کی گرفتاری اور شہادت
- 175 منزل پنجم میاۃ العرب
- 176 حضرت سیدہ زینب (صلو اللہ علیہا) کی بھائی سے گفتگو
- 177 منزل ہفتم زرد
- 178 منزل ہشتم تعلیمیہ پر گفتگو
- 180 حضرت علی اکبر کا نوجوان کے نام پیغام
- 182 دوران سفر امام عالی مقام کی ریاضی نامی شخص سے ملاقات
- 184 منزل نہم زبالہ
- 186 حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہمراہیوں کو کوفہ سے آمدہ خط پڑھ کر سنانا
- 187 ہلال بن نافع کی آمد
- 188 حضرت امام حسینؑ کے اشعار کا ترجمہ
- 189 عقبہ میں بنی مکرمہ کے سن رسیدہ شخص سے مکالمہ
- 190 حضرت امام حسینؑ کا اپنے اصحاب کو اپنے قتل کی خبر دینا
- 191 منزل شراف
- 192 منزل دوحسم
- 194 لشکر حر کو پہلا خطاب
- 194 حر کے لشکر سے دوسرا خطاب

- 196 حر کا امام حسینؑ کو داپہی سے روکنا
- 198 درمیانے راستے کا انتخاب
- 198 مجھے موت کا خوف نہیں (حضرت امام حسینؑ)
- 199 دوران سفر امام حسینؑ کی اپنے اصحاب سے گفتگو
- 200 حضرت امام حسینؑ کی حمایت کا اعلان
- 201 منزل یثربہ لشکر سے تیسرا خطاب
- 203 مقام مذہب السجائات
- 204 جناب طرمح کی پیشکش
- 205 منزل قصر بنی مقاتل
- 206 امام کی ابن جھنی سے گفتگو
- 207 حضرت علی اکبرؑ کا اعلان
- 208 عمرو بن قیس سے ملاقات
- 209 مقام قطانیہ حضرت امام حسینؑ کی شیر سے گفتگو
- 210 حضرت امام حسینؑ اور حضرت یحییٰؑ میں مشابہت
- 212 حضرت امام حسینؑ کا کربلاء میں ورود
- 213 ابن زیاد کا خط کر کے نام
- 213 ابن زیاد کا قاصد
- 215 زہیر ابن قیس کی حضرت امام حسینؑ سے درخواست
- 215 بنی ہاشم کے نام خط
- 217 حضرت امام حسینؑ کا کربلاء میں پہلا خطاب

- 218 جناب زہیر بن قین کی تجویز
- 219 حضرت امیر المومنین علیؑ اور کربلاء
- 219 کربلاء کی خاک
- 221 حضرت امام حسینؑ کے نام ابن زیاد ملعون کا خط
- 221 ابن زیاد کے خط کا جواب
- 222 حضرت امام حسینؑ کا کربلا سے کوفہ کے معززین کے نام خط
- 223 حضرت امام حسینؑ کی اپنے شیعوں کے لیے دعا
- 224 ایک اہم استفادہ اور قابل توجہ امر
- 226 ہرثمہ کی امام حسینؑ سے ملاقات
- 228 حضرت امام حسینؑ کی عمر ابن سعد کے زمانہ سے ملاقات
- 232 حبیب ابن مظاہر کو بنی اسد کے پاس بھیجنا
- 234 عبداللہ بن حصین لعین کے خلاف امام حسینؑ کی بددعا
- 234 امام حسینؑ کی شان میں گستاخی کی سزا
- 235 حضرت امام حسینؑ کا اپنے اصحاب کو کوثر پلانا اور جنت کے کھانے کھلانا
- 236 غیر مسلم سیاح کا پانی پلانا
- 237 حضرت عباسؑ کو پانی کے لئے روانہ کرنا
- 239 حضرت امام حسینؑ کی عمر بن سعد سے ملاقات
- 242 حضرت امام حسینؑ کی طرف سے عراق چھوڑنے کی پٹیکش
- 243 عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط
- 243 ابن زیاد کا عمر بن سعد کے لیے جواب

- 244 حضرت اُمّ البنینؓ کے بیٹوں کے لیے امان نامہ اور اس کا جواب
- 245 9 محرم الحرام کی عصر اور ابن سعد کی لشکر کشی
- 246 اہم استفادہ
- 247 حضرت امام حسینؓ کا ایک رات کی مہلت مانگنا
- 249 دفاعی انتظام
- 251 مالک بن حوزہ کے لیے دنیا کی آگ
- 252 شب عاشورہ اصحاب کی طرف سے مخدرات عصمت کو یقین دہانی
- 253 اصحاب حضرت امام حسینؓ کا جذبہ انار
- 254 اصحاب کے نام خیام حسینیؓ سے خواتین کا پیغام
- 255 شب عاشورہ انصار کی طرف سے اعلان وقاداری کے بعد
- 256 امام حسینؓ کا شب عاشورہ اپنے قتل کی خبر دینا
- 257 حضرت شہزادہ قاسمؓ کا شوق شہادت
- 259 زہیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ کا سوال
- 259 محمد بن بشیرؓ کو اجازت دینا
- 260 شب عاشورہ کے واقعات
- 263 اصحاب کی شب عاشورہ گفتگو
- 264 شب عاشورہ کی کیفیت
- 265 حضرت امام حسینؓ اور اصحاب کی آگاہی
- 267 شب عاشورہ غم و اندوہ کی رات
- 269 حضرت امام حسینؓ کی طرف دشمن کی افواج سے افراد کا آنا

- 270 حضرت امام زین العابدینؑ اور شب عاشورا
- 272 امام حسینؑ کی اپنی بہن کے نام وصیت
- 274 حضرت امام حسینؑ اور حقوق العباد
- 275 صبح عاشورا حضرت امام حسینؑ کی دُعا
- 276 روز عاشورہ امام حسینؑ کا پہلا خطاب
- 277 خطبہ کے دوران خیام سے رونے کی آوازیں
- 282 امام حسینؑ کے خطاب کا شریعتین کی طرف سے جواب
- 284 امامؑ کی طرف سے بار بار اتمامِ حجت
- 285 روز عاشورا امامؑ کا دوسرا خطاب
- 286 امام حسینؑ کی طرف سے عمر بن سعد کے لشکر یوں کو خاموش ہونے کی تلقین
- 287 کوفیوں کی خاموشی کے بعد امامؑ کا خطاب
- 291 روز عاشورا امام حسینؑ کی دُعا
- 292 حضرت امام حسینؑ کی عمر بن سعد سے گفتگو
- 293 حضرت امام حسینؑ کی کوفیوں سے ایک اور گفتگو
- 294 عمرو بن حجاج کو امام حسینؑ کا جواب
- 296 جنگ کے آغاز کے وقت امام حسینؑ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب
- 297 حضرت امام حسینؑ کے انصار سے متعلق نبی کریمؐ کے تعریفی کلمات
- 298 خدا کے ناراض ہونے کے اسباب
- 299 حضرت امام حسینؑ بعض اصحاب کے پاس وقت آخر
- 300 مسلم اور حبیبؑ ابن مظاہرؑ کا ایک دوسرے سے خطاب

- 301 عبد اللہ بن عیسٰی والدہ سے گفتگو اور عیسٰی کی زوجہ کی شہادت
- 303 حضرت امام حسینؑ سے ابو ثامہ صائدی کی درخواست
- 304 ابو ثامہ کے اغراض کا ایک واقعہ
- 305 حضرت امام حسینؑ کی سعید سے گفتگو
- 306 عمرو بن قرظہ کعبی کو امام کا جواب
- 308 سعد بن حارث اور ابو الحنفیہ کی شہادت
- 309 حضرت امام حسینؑ کی زہیر بن قین سے گفتگو
- 310 حنظلہ شامی سے خطاب
- 312 سیف بن حارث اور مالک بن عبد اللہ سے مولاؑ کی گفتگو
- 313 حضرت امام حسینؑ کا جناب جون سے مکالمہ
- 315 نماز ظہر کے بعد حضرت امام حسینؑ کی اپنے بقیہ اصحاب سے گفتگو
- 316 کوفہ میں حبیبؑ ہاشمیؑ ہر شیداء ہجری کی باہمی گفتگو
- 317 جناب حبیبؑ کی طرف سے حسینؑ ملعون کی سرزنش
- 317 حبیبؑ امینؑ مظاہر کی شہادت کے وقت مولا امام حسینؑ کا جملہ
- 318 ابو شعساء کندی کے متعلق امام حسینؑ کی دعا
- 319 روز عاشورا حربین یزید ریاحی سے گفتگو
- 320 جناب حُرّی شہادت
- 312 حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت
- 322 حضرت علی اکبرؑ کا امام حسینؑ سے پانی مانگنا
- 326 حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد دیگر آل ابوطالب

- 326 شہزادہ حضرت امیر قاسم
- 328 شہزادہ علی اصغر کی شہادت کے بعد موٹا کی اعداء پر نفرین
- 329 عہدِ ائمہ بن حسن
- 331 حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت
- 333 عظمت حضرت عباس کے متعلق ایک واقعہ
- 334 حضرت امام حسینؑ کا مخدرات عصمت سے آخری الوداع
- 336 حضرت امام حسینؑ کا خانوادہ تطہیر سے آخری خطاب
- 338 حضرت امام سجاد علیہ السلام سے آخری الوداع
- 340 میدان شہادت سے حضرت امام حسینؑ کا پیغام
- 343 حضرت امام حسینؑ کی آخری مناجات
- 346 حضرت امام حسینؑ کا مومنین کے لیے ناصحانہ خطاب
- 348 رومی و قد کے سوالات کے جواب
- 350 اختتامیہ
- 351 اظہار تشکر
- 352 حضرت امام حسینؑ کے حضرت امام مہدیؑ کے بارے فرمودات
- 355 حضرت امام حسینؑ کی زیارت پڑھنے کا ثواب
- 356 حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی زیارت
- 363 حضرت علی اکبرؑ کی زیارت
- 364 زیارت حضرت ابو الفضل العباسؑ



صاحب الزمان (عج)..... آپ! کی نذر

میں اپنے اس معمولی سے ہدیہ ”کلام امام حسین“ کو مسند غیبت پر قادرانہ ہیبت کے ساتھ جلوہ گر جاہ و جلال و وحدت کے آخری ٹھکانے کی نذر کرتا ہوں جو ۱۱۶۸ سال سے مسلسل خون کے آنسوؤں کا پرسہ پیش کر کے بھی اپنے تشنہ ہونے کے احساس سے سواگوار ہیں۔

جو ہر عصر جمعہ اپنے جبار، قہار، قادر و عادل، مکبر و مقتدر کے حضور اذن ظہور کی حسرت کے ساتھ عصر جمعہ کو اداس کر کے پھر دے ہوئے جذیوں کی نوری تپش و تجسس کے ساتھ مظلوم کائنات کی تنہائیوں کے غم میں گھلتے لگ جاتے ہیں۔

اے وارث کساءے ختم آل محمدؑ

اس انتہائی فرض مضمین کی ادائیگی کے لئے ہم بزدل حیلہ سازوں کی توجیہات سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے اعلیٰ اہداف کی خاطر سوگوارانہ تطہیر کی دلجوئی کے لئے اللہ کی جبروتی، قہاری، جلالی اور انتقامی تصویر بن کر ظہور فرما۔

ہم آپ کے جدا مجد کے نورانی کلمات کو آپ سے ہم کلام ہونے کا ذریعہ گردانتے ہوئے ”کلام امام حسین“ کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور وہ لمحہ میری زیست و نجات کی شفاعتی ساعت ہوگی جب شب جمعہ اعمال ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ کی نورانی نگاہ اس پر پڑھ کر آپ جنتہم اعزاز میں اسے ملاحظہ فرمائیں گے۔

کلام منظرین ظہور ختم آل محمدؑ

سید افتخار حسین نقوی النجفی

۲۵/۱۰/۲۰۰۲ء پکی شاہ مردان میا نوالی

پیش لفظ

واقعات کر بلا پر مشتمل کتاب کی ہر دور میں انسان کو اشد ضرورت رہی ہے اور رہے گی کیونکہ واقعہ کر بلا ہر حق پرست انسان کیلئے ایک مکمل گائیڈنس رکھتا ہے مثلاً ایک طرف واقعہ کر بلا میں ڈسپلن کا نمونہ ہے، صبر و استقامت ہے، عزم ہے، جوش ہے، ہوش ہے، انداز اطاعت ہے، جذبہ شجاعت ہے، صبر ہے عبادت ہے، ارادت ہے، حسنیہ ہے، تو دوسری طرف کر بلا میں بے حجابی ہے سرکشی ہے ظلم ہے، بربریت ہے لاقانونیت ہے، یزیدیت ہے۔ یزیدیت ہر دور میں آ سکتی ہے کیونکہ یزید کی ماں جیسی کروڑوں مائیں یزید پیدا کر رہی ہیں مگر حسینؑ کی ماں جیسی نہ کوئی دنیا میں آئے گی اور نہ حسینؑ جیسا کوئی پیدا ہوگا اس لئے ہر انسان کو حسینؑ کے اصول اپنانے کے لئے حسینیہ کا سہارا لینا پڑے گا اور حسینیہ کا سہارا اس وقت تک میسر نہیں ہو سکتا جب تک کر بلا کے واقعہ کو یاد نہ کیا جائے۔

اس لئے علامہ افتخار حسین نقویؒ نے اس موضوع پر اس کتاب کا اہتمام کیا ہے کہ تشنگان تعلیم حسینؑ کے لئے ایک نمونہ اور چشم تعلیم کو حیات حاصل ہو جائے اور واقعات کر بلا سے مکمل آگاہی ہو جائے۔ ہمیں علامہ صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے آسان اور خوبصورت انداز میں کتاب کو رقم کر کے ملت اثنا عشریہ کیلئے بلکہ ہر مظلوم زمانہ کے لئے مشعل ہدائی ہے۔

خداوند متعال مؤلف و ناشر کے درجات میں اضافہ فرمائے!

طالب دُعا

سید علی حیدر نقوی

پیش لفظ

واقعات کر بلا پر مشتمل کتاب کی ہر دور میں انسان کو اشد ضرورت رہی ہے اور رہے گی کیونکہ واقعہ کر بلا ہر حق پرست انسان کیلئے ایک مکمل گائیڈنس رکھتا ہے مثلاً ایک طرف واقعہ کر بلا میں ڈسپلن کا نمونہ ہے، صبر و استقامت ہے، عزم ہے، جوش ہے، ہوش ہے، انداز اطاعت ہے، جذبہ شہادت ہے، صبر ہے عبادت ہے، ارادت ہے، حسیت ہے، تو دوسری طرف کر بلا میں بے حجابی ہے سرکشی ہے ظلم ہے، بربریت ہے لاقانونیت ہے، یزیدیت ہے۔ یزیدیت ہر دور میں آ سکتی ہے کیونکہ یزید کی ماں جیسی کروڑوں مائیں یزید پیدا کر رہی ہیں مگر حسین کی ماں جیسی نہ کوئی دُنیا میں آئے گی اور نہ حسین جیسا کوئی پیدا ہوگا اس لئے ہر انسان کو حسین کے اصول اپنانے کے لئے حسیت کا سہارا لینا پڑے گا اور حسیت کا سہارا اس وقت تک میسر نہیں ہو سکتا جب تک کر بلا کے واقعہ کو یاد نہ کیا جائے۔

اس لئے علامہ افتخار حسین نقوی لٹھی صاحب نے اس موضوع پر اس کتاب کا اہتمام کیا ہے کہ تشنگان تعلیم حسین کے لئے ایک نمونہ اور چشم تعلیم کو حیات حاصل ہو جائے اور واقعات کر بلا سے مکمل آگاہی ہو جائے۔ ہمیں علامہ صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے آسان اور خوبصورت انداز میں کتاب کو رقم کر کے ملت اثنا عشریہ کیلئے بلکہ ہر مظلوم زمانہ کے لئے مشعل بنائی ہے۔

خداوند متعال مؤلف و ناشر کے درجات میں اضافہ فرمائے!

طالب دُعا

سید علی حیدر نقوی

﴿ کہ ہے کر بلا کو نسبت کسی سازش کہن سے ﴾

زیر نظر کتاب کلام امام حسینؑ حضرت سید الشہداء کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے ان نوری خطبات پر مشتمل ہے جو آپؑ نے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ارشاد فرمائے امام کا کلام بھی کلام الامام ہوتا ہے کسی موقع کی مناسبت سے کہا جانے والا خطبہ یا کوئی جملہ صرف اسی وقت کی مناسبت سے ہی کامل نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک کے لیے یہ فرمان ہر دور کے اسی کردار کے لیے موزوں رہتا ہے اس سلسلے میں معصومینؑ کے ارشادات بھی موجود ہیں مثلاً کر بلا معلیٰ میں آپؑ کے ارشاد فرمائے ہوئے پہلے خطاب کا اقتباس ہے کہ

”دین لوگوں کی زبان کا چمکنا بن چکا ہے اس میں وہ اتنا لیتے ہیں جتنا ان کے روزگار کے لیے کافی ہو“

اب انہی چند جملوں کو لے لیں یہ آج اور قیامت تک آنے والے خود غرض بادہ پرست ظاہری دین داروں پر اتنا حق صادر آتا ہے جتنا کہ کر بلا میں سلطان کر بلاؑ نے اپنے مخاطب طبقے سے فرمایا اور یہ ماحول تاجپور حضرت ولی العصرؑ (عج) رہے گا بلکہ ان کے ظہور پر نور پر بھی اکثر لوگوں پر درست آئے گا۔

اُردو زبان میں کسی بھی ایک کتاب میں حضرت سلطان کر بلاؑ کے خطبات موجود نہیں پائے جاتے اس کے لئے جستجو رکھنے والوں کو کئی کتب سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

زیر نظر کتاب ایران کے معروف دانشور آقای محمد صادق نجفی کی کتاب ”سخن حسینؑ ابن علیؑ از مدینہ تا کربلا“ کا اُردو ترجمہ ہے۔

مگر فاضل مترجم نے کئی مقامات پر ان خطبا کے کے لئے دیگر کتب سے بھی بھرپور مدد لی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مظهر اور پس منظر کو انتہائی عمیق نظر سے وضاحتی نوٹ یا اہم نکات کا عنوان دے کر قاری کے لئے اسے مزید سمجھنے کی سہولت مہیا کی ہے۔

علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی کی گزشتہ تالیفات اور تراجم اگر آپ پڑھ چکے ہیں جن

میں عصر ظہور حضرت امام زمانہ (عج) اور ہماری ذمہ داریاں بھی شامل ہیں تو آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ وہ انتہائی سادہ سہل اور آسان بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں بولی جانے والی اردو زبان میں ترجمہ کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک بڑی خوبی ہے کہ کوئی بھی مؤلف یا مصنف تحریر لکھتے یا ترجمہ کرتے وقت اپنی تمام تر علمی اصطلاحات، منطق، مسموع، عبارات سے قاری کے ذہن کو بوجھل کر دے اور قاری مطالعہ کے دوران دشواری کی ضرورت محسوس کرے اصل اہلیت یہ ہے کہ آپ کا قاری آپ کی بات کو سمجھ کر ذہن نشین کر لے۔

زیر نظر کتاب میں بھی آپ کتاب کے مطالعہ میں کوئی وقت محسوس نہیں کریں گے بلکہ آپ اس میں اپنے آپ کو گھو پائیں گے اور حقیقت ترجمہ کتاب لکھنے سے زیادہ مشکل ہے اور جب ترجمہ بھی معصوم کی وحی طہیت اور الہام سرشت زبان سے نکلے ہوئے قرآن ناطق کے ارشادات ہوں وہ خطبات ہوں جن میں سلونی کے جھرنوں کی آبشار کا صوتی انداز موجود ہو اور ذوالعشیرہ سے غدیر خم تک الہی کلام کی بازگشت شامل ہو تو پھر اس کلام کی گہرائی اور گیرائی تک جانے اور اسے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے صرف اور صرف خاندانِ تطہیر کی عطا کی ہوئی بصیرت ہی کا رآمد ہو سکتی ہے اللہ نے صرف چہروں اور آنکھوں پر ہی پردہ واجب نہیں کیا بلکہ اچھے الفاظ و مفادیم بھی اپنے نادان قاری سے اپنا حجاب برقرار رکھتے ہیں خطبات حضرت سید الشہداء میں آپ حج کے دوران میدانِ عرفات میں اقوامِ عالم سے خطاب بھی مطالعہ فرمائیں گے۔

نیز خاندانِ بنی اُمیہ کی ریشہ و دانیوں، سازشوں سے آپ کھل آگاہ ہو سکیں گے اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسینؑ کے نام معاویہ کا خط اور حضرت امام عالی مقامؑ کا جواب ان چہروں سے نقاب اُلٹنے میں مدد و معاون ثابت ہو گا جنہوں نے کربلا بپا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ان خطبات کو دقیق نظر سے سمجھنے کے لیے اس پس منظر میں معاویہ کی بڑبڑ کے نام و صیت بھی دی گئی ہے تاکہ ایک عام قاری بھی سانچہ کربلا کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو

سکے ساتھ ہی اموی خاندان کے یزید لعین کے رشتہ داروں کے کردار کا ایک اجمالی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ یزید لعین کا حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کے نام خط بھی شامل کیا گیا ہے۔ ان تمام امور کا مختصر سا حوالہ مدلل جائزہ اس لیے دیا گیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے کلام کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے!

کتاب کے مطالعہ سے جہاں جہاں آپ کے احساسات پر اس مظلوم کا نکلیت کے کلام کا اثر ہو وہاں وہاں اس خاندان کے آخری معصوم حضرت ولی العصر (عج) کے ظہور کی دعا فرمائیں کیونکہ وہ جہاں ہمارے زمانے کے امام ہیں وہاں مستقم آل محمد (عج) بھی ہیں، انہیں خدا و رسول کے دشمنوں کے علاوہ تمام معصومین علیہم السلام کو اذیت دینے، شہید کرنے اور ظلم و تشدد روا رکھنے والوں سے بدلہ لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے انصاف میں شامل فرمائے اور غایت قدم رکھے۔

شاعر آل عمران

ملک صفدر حسین ڈوگر

مسلم ناؤن راو پینڈی

﴿دستورِ حریت کلامِ امام حسین﴾

فرات کنارے اُترنے والے محبوبانِ خدا کے قافلہ سالار سبطِ نبیؐ امام حسین علیہ السلام کے افکار و کلامِ کرۂ ارض پر بسنے والے ان سارے انسانوں کیلئے ناقیامتِ مشعلِ راہ ہیں جو جبر و ستم، جہل، استحصال اور نا انصافیوں کے خاتمے اور ایسے عادلانہ نظام اور فلاحی معاشرے کے قیام پر یقین رکھتے ہوں جو کرداری سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہو۔ امام عالی مقام شہید مظلوم امام حسین علیہ السلام نے اپنے کردار و عمل اور علم و کلام کے ذریعے یہ واضح کر دیا تھا کہ ان کی جدوجہد ریاستی اقتدار کے لئے نہیں بلکہ انقلابِ محمدؐ کی تعلیمات کے مطابق انسانیت کی رہنمائی کے لئے ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی اس صاحبِ فکر کی ہی بدولت ہر دور کے مظلوم طبقات آپ کے کردار و عمل اور قیام سے رہنمائی پاتے ہیں۔ کلامِ امام حسینؑ شہید مظلوم کے خطبات، خطوط اور وصیتوں پر مشتمل ہے۔ فکرِ حسینؑ سے آگاہی و رہنمائی کے خواہشمندوں کے لئے اس کا اردو ترجمہ استادِ مکرم حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید افتخار حسین نقوی لکھی قبلہ نے کیا ہے۔ مقصد قیامِ حسینؑ کو خود امام حسینؑ کے اپنے خطبات، خطوط اور وصیتوں کی روشنی میں زیادہ بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ فکرِ حسینؑ کی پرسعات و پیروی کو مقصدِ حیات بنالینے والوں کے لئے یہ کتاب صرف مطالعے کی ایک کتاب ہی نہیں بلکہ دستورِ حریت کا کام بھی دے گی تاکہ اس عہد کے مظلوم طبقات یزیدی فکر اور نظام کے مقابلہ کے لئے ان محبوبانِ خدا کی پیروی کرتے ہوئے انھیں جو امام حسینؑ کی قیادت میں فرات کنارے اُترا اور تعداد میں کمی کے باوجود اس نے اپنے عہد کے استعمار کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

حیدر جاوید سید

کالم نگار

دورنامہ ”مشرق“، پشاور

﴿سید الشہداء حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام﴾

کی حیات مبارکہ کا اجمالی تذکرہ ﴿﴾

﴿نام و نسب﴾

حسینؑ نام اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے نواسے اور حضرت علیؑ و فاطمہ الزہراء (صلوٰۃ اللہ علیہا) کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کا یہ نام اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود رکھا، یہ نام پہلے کسی کا نام نہ تھا۔

﴿ولادت باسعادت﴾

ہجرت کے چوتھے سال تین شعبان شیخ شہبہ کے دن ولادت ہوئی۔ اس خوشخبری کو سُن کر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ بیٹے کو گود میں لیا۔ دہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبان مبارک دہن اقدس میں دے دی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس لعاب دہن حسینؑ کی غذا بنا۔ ساتویں دن حقیقہ کیا گیا۔ آپؑ کی پیدائش سے تمام خاندان میں خوشی اور مسرت محسوس کی جاتی تھی مگر آنے والے حالات کا علم پیغمبرؐ کی آنکھوں سے آنسو برساتا تھا اور اسی وقت سے امام حسینؑ علیہ السلام کے مصائب کا چرچا اہل بیت رسولؐ کی زبانوں پر آنے لگا۔

﴿نشو و نما﴾

حضرت پیغمبر اکرمؐ کی گود جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی اب ان دو بچوں کی پرورش میں مصروف ہوئی ایک حسنؑ اور دوسرے حسینؑ اور اسی طرح ان دونوں کا اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پر وان چڑھ رہے تھے۔ ایک طرف پیغمبر اکرمؐ جن کی زندگی کا مقصد ہی اخلاق انسانی کی تکمیل تھی اور دوسری طرح حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؓ جو اپنے عمل سے خدا کی مرضی کے خریہ اتر جن چکے تھے تیسری طرف حضرت سیدہ زہراءؑ (صلوٰۃ اللہ علیہا) جو خواتین کے

طبقہ میں پیغمبر کی رسالت کو عملی طور پر پہنچانے کے لیے ہی قدرت کی طرف سے پیدا ہوئی تھیں اس نورانی ماحول میں امام حسین علیہ السلام کی پرورش ہوئی۔

﴿حضرت رسول اللہ کی محبت﴾

حضرت محمدؐ اپنے دونوں نواسوں کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے تھے سینہ پر بٹھاتے تھے کاندھوں پر چڑھاتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ ان سے محبت رکھو مگر چھوٹے نواسے کے ساتھ آپؐ کی محبت کے انداز کچھ امتیاز خاص رکھتے تھے ایسا ہوا ہے کہ نماز میں سجدہ کی حالت میں امام حسین علیہ السلام پشت مبارک پر آگئے تو آنحضرتؐ نے سجدہ میں طول دیا یہاں تک کہ بچہ خود سے بخوشی پشت پر سے علیحدہ ہو گیا اس وقت سر سجدے سے اٹھایا اور کبھی خطبہ پڑھتے ہوئے امام حسین علیہ السلام مسجد کے دروازے سے داخل ہونے لگے اور زمین پر گر گئے تو رسول اکرمؐ نے اپنا خطبہ قطع کر دیا اور منبر سے اتر کر بچے کو زمین سے اٹھایا اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو تنبیہ کیا کہ:

”دیکھو یہ حسینؑ ہے اسے خوب پہچان لو اور اس کی فضیلت کو یاد رکھو۔“

حضرت رسول اکرمؐ نے امام حسین علیہ السلام کے لیے یہ الفاظ بھی خاص طور پر فرمائے تھے کہ ”حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔“

مستقبل نے بتا دیا کہ رسول اللہؐ کا مطلب یہ تھا کہ میرا نام اور میرا کام دنیا میں امام حسینؑ کی بدولت قائم رہے گا۔

رسول کریمؐ کی احادیث ہیں کہ ”میں اس سے محبت کرتا ہوں جو حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرے اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرے اس کو وہ جنت میں داخل کرتا ہے اور جو ان دونوں سے بغض رکھے اس سے میں بغض رکھتا ہوں اور جس سے میں بغض رکھوں اس سے اللہ بغض رکھتا ہے اور جس سے اللہ بغض رکھے اس کو جہنم میں داخل کرتا ہے اور آپؐ نے فرمایا ”بے شک میرے یہ دونوں بیٹے دنیا میں میرے دو گلدستے

ہیں "ایک مقام پر فرمایا "جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔"

اور دونوں نو اسے اللہ کی طرف سے میدان مہلبہ میں اس کے نبی کی دو دلیلیں اور جتیں تھے اور اپنے باپ امیر المؤمنین کے بعد امت پر دین و ملت میں دونوں اللہ کی طرف سے محبت تھے۔

﴿حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر ابھی چھ سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان پچیس برس تک حضرت علی ابن ابی طالب کی خانہ نشینی کا دور ہے

اس زمانہ کے طرح طرح کے ناگوار حالات حضرت امام حسین علیہ السلام دیکھتے رہے اور اپنے والد بزرگوار کی سیرت کا بھی مطالعہ فرماتے رہے یہی وہ دور تھا جس میں آپ نے جوانی کے حدود میں قدم رکھا اور پھر شباب کی منزلوں کو طے کیا۔ 35 ہجری میں جب امام حسین علیہ السلام کی عمر اکتیس برس کی تھی عام مسلمانوں نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بحیثیت خلیفہ اسلام تسلیم کیا یہ حضرت امیر المؤمنین کی زندگی کے آخری پانچ سال تھے جن میں جمل و صفین اور نہردان کی لڑائیاں ہوئیں اور امام حسین علیہ السلام ان میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی نصرت اور حمایت میں شریک ہوئے اور شجاعت کے جوہر بھی دکھائے۔ 40 ہجری میں حضرت امیر المؤمنین مسجد کوفہ میں شہید ہوئے اور اب امامت و خلافت کی ذمہ داریاں حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد ہوئیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک باوقار اور اطاعت شعار بھائی کی طرح امام حسن علیہ السلام کا ساتھ دیا اور جب امام حسن علیہ السلام نے اپنے شرائط کے ماتحت جن سے اسلامی مفاد محفوظ رہ سکے معاویہ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا تو امام حسین علیہ السلام بھی اس مصلحت پر راضی ہو گئے اور خاموشی کے ساتھ زندگی گزارنے لگے۔ دس برس تک حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد آپ خاموش اور گوشہ نشینی کے ساتھ عبادت اور شریعت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف رہے مگر معاویہ نے ان شرائط کو جو امام

حسن علیہ السلام کے ساتھ ملے ہوئے بالکل پورا نہ کیا۔ خود امام حسن علیہ السلام کو سازش ہی سے زہر دیا گیا۔ حضرت امیر المومنینؑ کے شیعوں کو جن جن کر قید کیا گیا، سر قلم کئے گئے اور سولی پر چڑھایا گیا اور سب سے آخر اس شرط کے بالکل خلاف کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر کرنے کا حق نہ ہوگا۔ معاویہ نے یزید کو اپنے بعد کے لیے ولی عہد بنادیا اور تمام مسلمانوں سے اس کی بیعت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور طاقت کے بل بوتے پر دنیائے اسلام کے بڑے بڑے صحابہ کا سر جھکوا دیا گیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے اخلاق و اوصاف﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام سلسلہ امامت کے تیسرے فرد تھے عصمت و طہارت کا مجسمہ تھے آپؑ کی عبادت آپؑ کے عبادت آپؑ کی سخاوت اور آپؑ کے کمال اخلاق کے دوست و دشمن سب ہی قائل تھے۔

بچپن سے آپؑ نے پایادہ رکھے۔ آپؑ میں سخاوت و شجاعت کی صفت کو خود حضرت رسول اللہؐ نے بچپن میں ایسا نمایاں پایا کہ فرمایا ”حسینؑ میں میری سخاوت اور میری جرأت ہے۔“ چنانچہ آپؑ کے دروازے مسافروں اور حاجتمندوں کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اور کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوتا تھا اس وجہ سے آپؑ کا لقب ”ابو المساکین“ ہو گیا تھا۔ راتوں کو روٹیاں اور کھجوروں کے ٹوکڑے اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر لے جاتے تھے اور غریب، محتاج، یتیموں اور یتیم خانوں کو پہنچاتے تھے جن کے نشان پشت مبارک پر پڑ گئے تھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ”جب کسی صاحب ضرورت نے تمہارے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلا دیا تو گویا اس نے اپنی عزت تمہارے ہاتھ بچ ڈالی۔ اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرو، کم از کم اپنی ہی عزت نفس کا خیال کرو۔“

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ آپؑ عزیزوں کا سا برتاؤ کرتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر انہیں آواز نہ کرتے تھے۔ آپؑ کے عملی کمالات کے سامنے دُنیا کا سر جھکا ہوا تھا۔ مذہبی مسائل اور

اہم مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی۔ آپ کی دعاؤں کا مجموعہ ”صحیفہ حسینیہ“ کے نام سے اس وقت بھی موجود ہے۔

آپ رحمہ اللہ ایسے تھے کہ دشمنوں پر بھی وقت آنے پر رحم کھاتے تھے اور ایسا رہا تھا کہ اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔

ان تمام صفات کے ساتھ متواضع اور منکسر مزاج ایسے تھے کہ راستے میں چند مساکین بیٹھے ہوئے اپنے بھیک کے گلوے کھا رہے تھے اور آپ کو پکار کر کھانے میں شرکت کی دعوت دی تو حضرت فوراً زمین پر بیٹھ گئے اگرچہ کھانے میں شرکت نہیں فرمائی اس بناء پر کہ صدقہ آل محمد پر حرام ہے مگر ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی عذر نہیں۔

اس انکساری کے باوجود آپ کی بلندی مرتبہ کا یہ اثر تھا کہ جس مجمع میں آپ تشریف فرما ہوتے لوگ نگاہ اٹھا کر بات نہ کرتے تھے جو لوگ آپ کے خاندان کے مخالف تھے وہ بھی آپ کی بلندی مرتبہ کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حاکم شام معاویہ کو ایک سخت خط لکھا جس میں اس کے اعمال و افعال اور سیاسی حرکات پر کٹکتہ چٹنی کی تھی۔ اس خط کو پڑھ کر معاویہ کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی۔ پاس بیٹھنے والے خوشامدیوں نے کہا کہ آپ بھی اتنا ہی سخت خط لکھیے تو معاویہ نے کہ ”میں جو کچھ لکھوں وہ اگر غلط ہو تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں اور اگر صحیح لکھنا چاہوں تو خدا کی قسم حسینؑ میں مجھے ڈھونڈنے سے بھی کوئی عیب نہیں ملتا۔“

آپ کی اخلاقی جرأت راست بازی اور راست کرداری، قوت اقدام، جوش عمل اور ثبات و استقلال صبر و برداشت کی تصویریں کر بلا کے مرقع میں محفوظ ہیں، اس سب کے ساتھ آپ کی امن پسندی یہ تھی کہ آخر وقت تک دشمن سے اسلامی اصولوں کی بقاء پر مذاکرات کرنے کی کوشش جاری رکھی مگر عزم وہ تھا کہ جان دے دی جس صحیح حق راستہ پر پہلے دن سے موجود تھے اس سے ذرا بھر نہ ہٹے۔ انہوں نے یہ حیثیت ایک فرزند کے باپ کی اطاعت کی اور چھوٹے بھائی ہو کر بڑے بھائی کی اطاعت کی اور پھر بحیثیت ایک سردار کے کر بلا میں ایک پوری جماعت کی

قیامت کی۔ اسی طرح کہ اپنے وقت میں وہ اطاعت بھی بے مثل اور دوسرے وقت میں یہ قیادت بھی لا جواب تھی۔ آپؐ نے کر بلا قائم کر کے دین اسلام کی قیامت تک کے لیے حفاظت کا انتظام فرمادیا۔ کر بلا ہی رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا موثر ہی نہیں بلکہ واحد ذریعہ ہے۔ آپؐ نے اپنے نانا کے اس فرمان کو حقیقت کا لباس پہنا دیا کہ ”میرا بیٹا حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے۔“ جو بھی کر بلا کی کشتی پر سوار ہو گیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے ظلمت و تاریکیوں کے عظیم سمندر میں اس کشتی پر سوار ہونے سے رُکروانی کی وہ ابدی ہلاکت میں جا پڑا۔ پس اسی جذبہ اور مقصد کو سامنے رکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ان بیانات، کلمات و خطبات و وصایا اور نصائح کو ”کلام امام حسینؑ“ کی شکل میں متلاشیانِ راہِ نجات کے لیے یکجا جمع کر دیا ہے جن سے کشتی نجات کر بلا کے خدوخال واضح ہوتے ہیں۔ اُمید ہے ہماری یہ کوشش بارگاہِ امامتؑ میں مورد قبول ہوگی اور ہمیں بھی اپنی کشتی نجات میں اپنے غلاموں کے ہاں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

﴿زائرین امام حسینؑ اس اُمت کے صدیق ہیں﴾

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امیر المومنین حضرت امام حسینؑ کو صغیر سنی میں اٹھا کر آپؑ کے گلوئے مبارک کا بوسہ لیتے اور گریہ فرماتے تو امام حسینؑ اپنے والد گرامی سے دریافت کرتے کہ آپؑ کیوں روتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں اس جگہ کے بوسے لیتا ہوں جہاں تیرے دشمن کی تلواریں چلے گی۔ بخدا تو اور تیرا بھائی اور تیرا باپ سب شہید ہوں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پوچھتے کہ اے پدر بزرگو! کیا ہم سب کی قبریں جدا جدا ہوں گی؟ فرمایا جی ہاں۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت نبی اکرمؐ سے پوچھا تو آپؐ کی اُمت سے ہماری زیارت کون کرے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا: تم سب کی زیارت وہ لوگ کریں گے جو میری اُمت کے صدیق ہوں گے۔

﴿تاریخی پس منظر﴾

زیر نظر کتاب میں آپ حضرت سید الشہداءؑ کے زبان اقدس سے فرمائے گئے ارشادات و بیانات، وصایا، دعائیں اور خطبات ملاحظہ کریں گے۔

ہم نے حضرت امام حسینؑ کے ان فرمودات سے پہلے بنی امیہ کے چند افراد کے بارے میں تاریخی حقائق درج کئے ہیں جس سے حضرت سید الشہداءؑ کے خطاب کو سمجھنے میں مزید مدد ملے گی۔

ہمارے قارئین کو یہ جاننے میں بھی وقت نہیں ہوگی کہ 60 ہجری میں مرگ معاویہ کے بعد یزید ملعون کے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام کا وہ ٹوک فیصلہ اچانک رونما نہیں ہوا بلکہ اس کے اسباب پہلے سے مہیا ہو چکے تھے اور اس کے اعلان کے لئے صرف وقت کا انتظار تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب سے عہدہ امامت (50 ہجری) کو ذی انتہائی اسی وقت سے آپؑ کی نظر امت اور بیعت حاکمہ کے تمام اقدامات پر غمی جیسی آپؑ نے اس دور کے جبری حاکم معاویہ کو ہر مقام پر اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور امت پر بھی واضح فرماتے رہے کہ حکمرانوں کو اسلام سے کوئی سروکار ہی نہیں رہا البتہ ایک امر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے حکمرانوں کے خلاف عملی اقدام کرنے سے مانع تھا اور وہ یہ تھا کہ جب ایک امام وقت مصلحت دین کی خاطر کوئی قدم اٹھا لیتا ہے تو بعد میں آنے والے امام معصوم اس عمل کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام سے حضرت امام زما نہ علیہ السلام تک سیرت ائمہ علیہم السلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب کوئی امام کسی ایک کو کوئی قول دے دیتے ہیں تو پھر امام اس پر آخرت وقت تک قائم رہتے ہیں اگرچہ طرف مخالف اپنی بات کی مخالفت ہی کیوں نہ کرے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی زندگی اس امر کی گواہ ہے جب کہ معاویہ نے جنگ بندی کے معاہدے کی کبھی ایک شق پر بھی عمل نہ کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی

اسی بات کو باقی رکھا کیونکہ بعد والے امام اپنے سے پہلے امام کے قول کا پاس رکھتے ہیں البتہ امام اُمت کو ہر قسمی حالات سے آگاہ رکھتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ سے کربلا تک ارشادات و خطبات شروع کرنے سے پہلے ہم نے 50 ہجری کے حوالہ سے ہیئت حاکمہ کے خیالات، ان کے بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے نظریات اور پھر اُمت مسلمہ کے علماء و دانشوروں کو حالات و واقعات سے آگاہ کرنے اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لیے حضرت امام حسین نے جو اقدامات کئے ہیں اسے بھی دے دیا ہے واقعہ کربلا اچانک رونما نہیں ہوا اس کے لیے خیر و شر کی طاقتوں کا ایک تسلسل موجود ہے جو ازلی اور ابدی ہے چند اموی کرداروں کا اجمالی سا تذکرہ ان کے مکمل یعنی خاندانی اور معاشرتی حوالوں سے حدیث کربلا کو نکھارنے میں مدد و معاون ثابت ہوگا ہماری اس تحریر سے شاید کوئی حربین کے یزید عصر کے لشکر سے انصاران امام عصر علیہ السلام میں آ شامل ہو۔

﴿مروان کا معاویہ کے نام خط﴾

مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اس نے معاویہ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا مجھے عمر بن عثمان نے یہ خبر آ کے دی ہے کہ اہل عراق سے ایک جماعت اور حجاز کے کچھ بزرگان امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں آ کر خلافت اور حکومت لینے کی لالچ دلائی ہے میں اس خبر سے خوفزدہ ہو گیا ہوں کہ کہیں اس وجہ سے کوئی فتنہ نہ پانہ ہو جائے۔ آج تک تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے خلافت اور حکومت لینے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اس بارے میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا کھڑا کیا ہے لیکن میں آئندہ کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں ہو سکتا ہے ان کی طرف سے کوئی فساد اور شورش پیا ہو جائے، لہذا میں نے اس بارے میں آپ کو اطلاع دی ہے تاکہ آپ کی اس مسئلے کے متعلق جو رائے ہو آپ وہ مجھے لکھ بھیجیں تاکہ میں اس پر عمل کروں۔

﴿معاویہ کا مروان کے نام جواب﴾

معاویہ نے مروان کے خط کے جواب میں لکھا کہ جو کچھ تم نے اپنے خط میں امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھا میں نے اس مطلب کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے لیکن آپ کے لیے دستور یہ ہے کہ آپ ان سے ہرگز معترض نہ ہوں جب تک وہ آپ کو نہ چھیڑیں آپ بھی ان کے متعلق کچھ نہ کریں کیونکہ ابھی تک انہوں نے ہمارے ساتھ عہد و پیمان کو نبھایا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ بلا وجہ میں ان سے معترض ہوں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام معاویہ کا خط﴾

پھر معاویہ نے ایک خط امام حسین علیہ السلام کے نام تحریر کیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:
بعد از سلام و احوال پرسی معاویہ لکھتا ہے:

”آپ کے متعلق میرے پاس کئی باتیں پہنچی ہیں اگر وہ باتیں سچ ہوں تو میرا آپ کے لیے مشورہ ہے کہ آپ ایسی باتیں ترک کر دیں کیونکہ جس شخص نے خدا سے عہد و پیمان باندھا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس عہد و پیمان پر وفادار رہے اور جو کچھ آپ کے متعلق مجھ تک پہنچا ہے اگر وہ غلط ہے تو بھی آپ کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ آپ اس قسم کی باتوں کا ارادہ کریں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے آپ کو نصیحت کریں اور اپنے عہد و پیمان پر قائم رہیں۔ آپ پر یہ بات واضح رہے کہ جب آپ عہد شکنی کریں گے تو پھر میں بھی عہد شکنی کروں گا اور اگر آپ میرے خلاف مکر و حیلہ سے کام لیں گے تو میں بھی آپ کے خلاف مکر و سازش کروں گا۔ پس آپ کو چاہیے کہ آپ اس اُمت کے اجتماع کو برہم نہ کریں اور کسی قسم کے فتنہ برپا کرنے کا باعث نہ بنیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی جان، اپنے دین اور اپنے جد بزرگوار کی اُمت پر رحم کریں اور بے عقلوں کے فریب میں نہ آئیں۔“

جب معاویہ کا یہ خط حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے معاویہ کو اس مضمون کا جواب تحریر فرمایا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا معاویہ کے نام خط﴾

”اے معاویہ! یہ جو تو نے اپنے نامہ میں لکھا ہے کہ کچھ باتیں میرے حوالے سے تھیں کچھ پہنچی ہیں۔ توں یہ لکھ کر مجھ سے اپنی جان چھڑوانا چاہتا ہے اور جو کچھ تو نے میرے لیے لکھا ہے تو اس لائق نہیں ہے کہ توں ایسی باتیں میری طرف تحریر کرے تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ اچھائیوں کی طرف ہدایت کرنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور جن لوگوں نے تیری طرف خط لکھا ہے تو اس قسم کی باتیں لکھنے والے چالیس خوشامدی اور تین جہنم ہیں۔

واضح رہے کہ میں تجھ سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا یہ اس وجہ سے ہے کہ میرے بھائی کا تجھ سے جنگ بندی کا معاہدہ تھا ورنہ میں تجھ سے جنگ نہ کر کے اس خوف میں رہتا ہوں کہ کہیں خدا مجھ سے اس وجہ سے باز پرس نہ کر ڈالے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ خداوند تیری مخالفت کرنے پر راضی ہے کہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے خلاف ضرور بات کی جائے جو دین خدا سے نکل گئے ہیں اور بدعتوں پر قائم ہیں اس حال پر تمہیں چھوڑ دینا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کے خلاف کوئی بات نہ کرنا کسی بھی صورت میں مرضی خدا نہیں ہے۔ اے معاویہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا تو حجر بن عدی کنڈی اور ان کے نماز گزار اور عبادت گزار پارسا شب زندہ دار اور عابد ساتھیوں کا قاتل نہیں ہے؟ ان کا جرم فقط یہ تھا کہ وہ تجھے ظلم کرنے سے روکتے تھے اور بدعتوں کے مخالف تھے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے تو نے بلا وجہ ظلم و ستم سے ان کو قتل کروا دیا جب کہ تو نے انہیں اپنے پاس بلانے کے لیے بڑے بڑے پختہ عہد و پیمان دیئے تھے کہ انہیں کسی قسم کا گزند اور نقصان نہ پہنچائے گا۔ لیکن تو نے عہد شکنی کی انتہا کر دی۔ ان کو قتل کرنے کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قدیم زمانے سے ہماری محبت پر قائم تھے جب کہ تو قدیم الایام سے ہماری دشمنی پر تھا اور ان سے اس وجہ سے دشمنی کرتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ محبت کرتے تھے۔ اور سوائے ہماری محبت کے اور تیری ان کے ساتھی پرانی دشمنی جو کہ ہماری محبت کی وجہ سے تھی ان کو قتل کرنے کی اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔

اے معاویہ! کیا تو صحابی رسول حضرت عمرو بن حنق کا قاتل نہیں ہے؟ وہ عمرو جو خدا کا ایسا نیک

اور صالح بندہ تھا کہ جس کو کثرت عبادت نے غڑ حال کر دیا تھا اس کا جسم گھل گیا تھا اس کا رنگ شب زندہ داری کی وجہ سے زرد ہو گیا تھا اسکو بھی تو نے عہد و پیمان دیے تھے ایسے عہد و پیمان دیئے کہ اگر اس قسم کے عہد و پیمان کسی اڑتے پرندے کو بھی دیے جاتے تو وہ بھی تیرے دام میں آ جاتا لیکن تو نے ان کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا تھا اس کو بھی توڑ دیا اور انہیں بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اے معاویہ تیرا ایک اور بڑا جرم یہ ہے کہ جس میں تو نے اپنی جرأت کی انتہا کر دی ہے اور مسیح نامی عورت کے بیٹے زیاد کو اپنا بھائی بنا ڈالا ہے جب کہ وہ ثقیف قبیلہ کے غلام کے بستر پر پیدا ہوا تھا اور حضرت رسول کا ارشاد ہے کہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوتا ہے اور زنا کار کے واسطے سنگساری کی سزا ہے۔ لیکن تو نے جرأت کی انتہا کر دی اور اسے اپنے باپ کا بیٹا بنا ڈالا اور دانستہ طور پر سنت رسول اللہ کو ترک کیا اور اپنے نفسانی خواہش کی پیروی کی اور سنت رسول کو پامال کیا۔

اے معاویہ تو نے بغیر کسی معقول وجہ کے اور بے دلیل و برحان زیاد کو عراقین (بصرہ، کوئٹہ) پر مسلط کر دیا اور تو نے یہ اس لیے کیا کہ وہ بے گناہ مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں قلم کرے اور ان کی آنکھوں کو پھوڑے، اور انہیں کھجور کے درختوں پر سولی لٹکائے۔

اے معاویہ تیرے اس عمل سے ایسے لگتا ہے کہ تو اس امت سے نہیں ہے یا یہ لوگ تیری رعیت سے نہیں ہیں حد تو یہ ہے کہ مسیح کا بیٹا تجھے لکھتا ہے کہ بنی خرم کے لوگ علی ابن ابی طالب کے دین پر ہیں تو تو اس کے جواب میں اسے پہ لکھتا ہے کہ جو شخص علی کے دین پر ہو اسے قتل کر ڈالو اور پھر کیا ہوتا ہے اس شقی اور بد بخت نے بڑی سختی اور شدت کے ساتھ ان لوگوں کو بے جرم و بے خطا قتل کر دیا۔

خدا کی قسم علیؑ تو وہ ہستی ہیں جنہوں نے تیرے بھائیوں، تیرے باپ اور تیرے منہ پر تلوار چلائی اور تم سب ان کی تلوار کے خوف سے بظاہر دین میں آ گئے آج جو تو اس تخت پر بیٹھا ہے تو یہ علیؑ کی برکت سے ہے جس حکومت اور امارت کو توں نے غصب کر رکھا ہے اگر علیؑ کی تلوار نہ ہوتی

تو ہرگز تو اس مقام پر نہ ہوتا تیرا اور تیرے باپ کا کاحشر یہ ہوتا کہ تم تھوڑے سے مال کو مکہ سے شام لے جاتے اور اسے وہاں پر بیچ کر تھوڑی سی منفعت حاصل کر کے واپس لوٹتے اور اسی پر تمہارا گزارا ہوتا۔

اے معاویہ! تو مجھے لکھتا ہے کہ ”میں اپنے اوپر اپنے دین پر اور اپنے ہد کی امت پر رحم کروں اور اس امت میں فتنہ پاند کروں“۔

عجب ہے! تیری اس امارت اور حکومت سے بڑھ کر بھی کوئی اور فتنہ ہوگا میرے نزدیک سب سے بڑا فتنہ تیرا حکومت پر قبضہ کر لینا ہے اگر میں تیرے خلاف جہاد کروں تو اس جہاد میں خدا کا تقرب ہی چاہوں گا اور اگر میں جہاد نہ کروں تو اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کروں گا اور اللہ سے یہ سوال کروں گا کہ وہ مجھے توفیق دے کہ ہر وہ امر جو اچھائی اور بہتری میں ہو میرے لیے خدا سے اختیار کرے اے معاویہ! اس کے بعد تو نے لکھا ہے کہ اگر میں تجھ سے عہد شکنی کروں گا تو توں بھی مجھ سے عہد شکنی کرے گا اور اگر میں تجھ سے عہد کروں گا تو توں بھی مجھ سے عہد کرے گا۔

اے معاویہ! اب تک جو تو کر چکا ہے اس کے علاوہ جو کر تجھ سے ہو سکتا ہے اسے بھی کر ڈال اس سب کا نقصان مجھے نہیں ہوگا بلکہ اس سب کا نقصان خود تجھے پہنچے گا تو ہمیشہ اپنی جہالت پر بضد رہا ہے اور اپنے کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑنے پر حریص رہا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو نے ہرگز کسی ایک شرط پر بھی وفا نہیں کی اور جنہوں نے تجھ سے صلح کی تھی میں یقین سے کہتا ہوں کہ توں نے اس جماعت کے ساتھ عہد شکنی کی اور صلح کرنے کے بعد ان کو قتل کر ڈالا اور تو نے یہ اقدام ان کے خلاف اس لیے کیا کہ وہ لوگ ہمارے فضائل اور مناقب بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو عظیم جانتے تھے اور تو نے اس خوف سے انہیں قتل کیا کہ کہیں توں مر جائے اور وہ زندہ نہ رہ جائیں۔

اے معاویہ! میں تجھے اس بات کی خبر دے رہا ہوں کہ جن جن کو توں نے ناحق قتل کیا ہے وہ سب اپنے خون کا قصاص تجھ سے لیں گے اور قیامت کے دن تجھے حساب کے لیے کھڑا کریں گے اور تمہیں یہ بات معلوم رہے کہ اللہ کے ہاں ایک کتاب ہے جس میں ہر چھوٹا بڑا جرم درج ہے اور

اللہ تعالیٰ نے تیرے جرائم کو بھلا نہیں دیا۔ کتنے لوگوں کو قوتوں نے فقط گمان اور شک کی بنیاد پر قتل کر ڈالا کتنے اولیاء اللہ کو چھین لگا قتل کر ڈالا۔ کتنے اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو ان کے گھروں سے باہر نکال کیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔ اور یہ لعین جیسے شراب خور اور کتوں سے کھیلنے والے شخص کو قوتوں نے جبری طور پر لوگوں پر مسلط کیا اور لوگوں سے جبری بیعت اس کے لیے لی لی تیرے یہ سارے جرائم اور تیری یہ سب حرکات خدا کے سامنے ہیں خدا ان سب کو فراموش نہیں کر سکتا۔

اے معاویہ! تو نے اپنی ذات کے ساتھ برا کیا ہے تو نے خود اپنے دین کو برباد کیا ہے اور اپنی رعیت سے خیانت کی ہے اپنی امارت کو ضائع کیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے۔ اے معاویہ جو لوگ بے عقل، جاہل، اور بے قوف ہیں تو ان کی باتوں کو سنتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے اور جو لوگ پرہیزگار نیک اور صالح ہیں نہ فقط ان کی اچھی باتوں کو نہیں سنتا بلکہ جاہل اور بے عقل لوگوں کے کہنے پر انہیں خوف و ہراس میں ڈالتا ہے۔

﴿نکات﴾

- ۱۔ مروان کی دشمنی واضح ہوتی ہے کہ شروع دن سے خاندان رسالت کا بدخواہ تھا۔
- ۲۔ اس خط سے واضح ہوا کہ امام وقت کسی بھی حال میں صیحت کرنے کو نہیں چھوڑتے اور نہ ہی کسی کی دھمکی میں آتے ہیں اور کوئی بھی کتنی بڑی طاقت ہو وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔
- ۳۔ اس خط میں معاویہ کی طرف سے خلاف اسلام اٹھائے گئے اقدامات کی نشاندہی فرمائی ہے اور معاویہ کی جرائم سے پردہ اٹھایا ہے۔
- ۴۔ معاویہ کے خلاف جنگ نہ کرنے کی وجہ بیان کی ہے کہ جنگ نہ کرنا کسی خوف و ہزدلی کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی معاویہ کے عمل پر رضایت ہے بلکہ یہ اس جنگ بندی کے معاہدہ کا پاس ہے جو امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے کیا تھا۔
- ۵۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ایک امام کوئی اقدام کر جاتے ہیں تو بعد والے امام اس اقدام کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

۵۔ معاویہ کی عہد و بیان شکنی کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

۶۔ اس میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ معاویہ سنت رسول کا مخالف ہے اور اصحاب رسول کا بھی قاتل ہے۔

۷۔ زیاد بن سمیہ کو معاویہ نے اپنا بھائی بنا کر شریعت کی کھلی مخالفت کی ہے اس کے اس جرم سے آپؐ نے برملا پردہ اٹھایا ہے۔

۸۔ اس خط کے ضمن میں امت کے نام واضح پیغام بھی ہے کہ تمہاری ایسے افراد کے سامنے خاموشی ان خدا مخالفوں کو جرأت دینے کا موجب و سبب بنتی ہے۔

۹۔ اور اس خط سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایک دن ظالموں نے خدا کے سامنے جواب دینا ہے اور خدا ایک جرم کی ان کو سزا دے گا۔

۱۰۔ مظلوموں کو روز قیامت یہ حق دیا جائے گا کہ وہ ظالموں کو عدالت الہیہ کے کٹہرے میں کھڑا کریں اور ان سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا بدلہ چکا لیں۔



حضرت امام حسین علیہ السلام اور عزادار و زائرین

اللہ تعالیٰ میری شہادت کے بعد ایک ایسی قوم ظاہر کرے گا جو حق و باطل کی پہچان رکھتے ہوں گے اور ہماری قبروں کی زیارت کریں گے ہماری مصیبت پر گریہ کریں گے ان لوگوں کو میں اور میرے جد بزرگوار دوست رکھتے ہیں یہ روز قیامت ہمارے ساتھ محصور ہوں گے۔

مکہ کانفرنس ذوالحجہ الحرام ۵۹ ہجری

(بحوالہ صحف القبول)

﴿حج کانفرنس میں امام حسین علیہ السلام کا خطاب﴾ (موعظہ، نصیحت، امر بالمعروف، ونہی عن المنکر)

اس خطبہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بیان کیا ہے یہ خطبہ علماء اور دانشوروں کے سامنے دیا گیا ایسے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ۵۹ھ میں جو آخری حج کیا آپ نے حج کے موسم کی مناسبت سے قادمہ اشحات ہوئے یہ خطاب فرمایا مکہ میں عالم اسلام کی نامور شخصیات اس اجتماع میں موجود تھیں اس خطاب میں آپ نے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور باطل کے خلاف قیام کرنے اور گمراہوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنے کی اہمیت بیان کی۔

اسی طرح یہ مفت حکمرانوں کے خلاف قیام کی ضرورت سے انہیں آگاہ کیا اور انہیں یہ باور کرایا کہ ظالم حکمرانوں کی موجودگی میں مومنین و صالحین کے لیے زندگی گزارنا انتہائی مشکل ہے علماء، دانشوران امت، اصحاب رسول اور مومنین و صالحین اپنے لیے ذلت کی زندگی پر عزت کی زندگی کا انتخاب کریں۔ دوسروں کے لیے صومند اور اسوہ بنیں۔ یہ ایک تاریخی خطبہ ہے بعض روایات کے مطابق اس کانفرنس میں ایک ہزار سے زیادہ علماء، صحابہ رسول، تابعین اور معروف اسلامی شخصیات موجود تھیں۔

آپ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد حاضرین کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور دوستوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لیے علماء یہودی کی جو

خدمت اپنی کتاب میں فرمائی ہے اس سے عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہودیوں کے علماء اور دانشور لوگوں کو حرام خوری اور گناہوں پر مبنی اعمال سے کیوں نہیں روکتے؟ اسرائیلیوں کی وہ جماعت جو کافر ہو گئی تھی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبان پر انہیں لعنت بھیجی گئی ہے یہ اس لیے تھا کہ وہ لوگ معصیت کا رتھے اور حد سے آگے بڑھ جانے والے تھے اور وہ ناپسندیدہ اعمال بجالاتے تھے۔

خداوند نے ان علماء کی خدمت اس وجہ سے کی ہے کہ وہ ظالموں کو روکتے نہیں تھے وہ ظالم جوان کے سامنے منکرات و برائیوں اور حرام کو انجام دیتے تھے، وہ یہ جو تباہ کاریاں دیکھتے تھے لیکن ان سے انہیں روکتے نہ تھے کیونکہ وہ علماء لالچی تھے اور لوگوں کے اعتراضات کا سامنا نہیں کر سکتے تھے وہ ان سے ہدایا اور تحائف وصول کرتے اور ان ستمکاروں کے سامنے خاموش ہو جایا کرتے تھے۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

”لوگوں سے مت ڈرو تم مجھ سے ڈرو“ نیز اللہ کا فرمان ہے ”مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے اولیاء اور دوست ہیں۔“ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے ایک دوسرے کو روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکات ادا کرتے ہیں، خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔“

خداوند نے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک واجب کے عنوان سے ذکر فرمایا ہے کیونکہ خداوند اس بات سے واقف ہے کہ اگر اس فریضہ کو انجام دیا جائے تو پھر باقی فرائض و واجبات چاہے سخت ہوں یا نرم ہوں ان کا بجالانا اور انجام دینا آسان ہوگا کیونکہ امر بالمعروف کی ادائیگی سے کافروں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جائے گی مظلوموں کو ان کے حقوق واپس دلانے جائیں گے۔ ظالموں کی مخالفت میں قیام کیا جائے گا۔ مال غنیمت اور بیت المال کی عادلانہ تقسیم ہوگی اور صحیح مستحقین تک ان کا حق پہنچ جائیگا، زکات کی صحیح طریقہ پر وصولی ہوگی اور اس کا صحیح طریقہ سے استعمال ہوگا۔

﴿علماء کا عنوان اور حیثیت﴾

آپ نے حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تم ان لوگوں سے ہو جو اہل علم کہلاتے ہیں، علم کے عنوان سے آپ کی شہرت ہے، آپ کا نام لوگوں کی زبانوں پر اچھے الفاظ سے لیا جاتا ہے، آپ حضرات صیحت و خیر خواہی کے حوالے سے معروف ہیں۔ علماء ربانی اور علماء حق کے عنوان سے لوگوں کے درمیان تمہارا رعب و دبدبہ ہے، شرفاء آپ کے بارے خاص لحاظ کرتے ہیں، کمزور اور ضعیف آپ کا احترام کرتے ہیں، تمہارا احترام وہ لوگ کرتے ہیں جن پر تمہارا کوئی احسان نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے تم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ جس جگہ حاجات پوری نہیں ہوتیں وہاں پر تمہاری سفارش سے حاجت مندوں کا کام ہو جاتا ہے۔ جب راہ چلتے ہو تو بادشاہوں کی ہیبت تمہارے اوپر ہوتی ہے اور بزرگوں کا وقار تمہارے اوپر نظر آتا ہے کیا یہ سارا احترام اور عزت جو آپ کے لیے ہے کیا یہ سب کچھ اس لیے نہیں ہے کہ وہ لوگ تم سے یہ انتظار رکھتے ہیں کہ تم الٰہی فریضہ کو ادا کرو گے اور خدا کے حق کی خاطر قیام کرو گے؟ پس کیوں ایسا ہے کہ عمرہ اور کمزور طبقہ کے لوگوں کا حق پامال ہوتا ہے اور ان کی خاطر آواز بلند نہیں کی جاتی جب کہ تمہارے خیال میں جو تمہارا حق بنتا ہے تو تم اس کے مطالبہ کے لیے فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہو اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے ہو۔

تم تو ایسے ہو کہ نہ تو تم نے خدا کے راستہ میں کوئی مال خرچ کیا ہے اور نہ ہی اپنی جان، جان آفرین کے راستہ میں غار کی ہے اور ان سستیوں، کاہلیوں کے ہوتے ہوئے کس طرح تم اس بات کی امید لگائے بیٹھے ہو کس طرح تم خود کو عذاب الٰہی سے محفوظ سمجھتے ہو؟ اور تم کس طرح خدا کے غضب سے بچ سکتے ہو؟

مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم نے امید اور آرزو کا سہارا لے رکھا ہے اور عمل کچھ بھی نہیں کیا اور بغیر عمل کے خدا سے اجر و بدل کی توقع لگائے بیٹھے ہو، مجھے تمہارے بارے یہ ڈر ہے کہ کہیں تم عذاب الٰہی اور خدائی انتقام میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ خداوند کے لطف و کرم سے تمہیں ایسے امتیازات اور خصوصیات نصیب ہیں جو دوسروں کے لیے نہیں ہیں تمہارے پاس جتنے امتیازات

ہیں یہ سب خدا کا لطف و کرم ہی تو ہے۔

جبکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ جو لوگ خدا پرستی میں مشہور ہیں تم انہیں اہمیت نہیں دیتے ہو اور تم خود تو خدا کے نام کی وجہ سے اور حق پرستی کے عنوان پر خدا کے بندگان میں محترم بنے ہوئے ہو۔ اور اپنا الوسید حاکم کر رکھا ہے۔

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ طاقتوروں کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے عہد و بیان توڑے جارہے ہیں جنہیں انکی کوئی پرواہ نہیں ہے پیغمبر اکرمؐ کے سب بیان پامال ہو رہے ہیں، اندھوں، گونگوں اور بہروں کے لیے شہروں میں نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی پناہ گاہ۔

اور تمہاری حالت یہ ہے کہ نہ تو ان کی خاطر کوئی قدم اٹھاتے ہو اور نہ ہی اپنے مقام و حقیقت سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے واسطے کوئی فائدہ پہنچاتے ہو۔ اور تمہاری ان افراد پر بھی کوئی توجہ نہیں ہے جو ان بے سہارا لوگوں کے لیے اپنی حیثیت و مقام سے گزر جاتے ہیں اور جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے وہ اسے انجام دیتے ہیں۔ ظالموں کے ساتھ روابط اور ان کے ساتھ ساز باز کر کے تم نے خود کو ناپاک کر لیا ہے یہ تمہارے سارے اعمال ناپسندیدہ ہیں کہ تمہیں ان سے دوری اختیار کرنا چاہیے یہ سب منکرات ہیں جو تم سے سرزد ہو رہے ہیں۔ خداوند کا دستور ہے کہ منکرات سے دور رہو۔ لیکن تم ہو کہ اس سے غافل ہو۔

تمہاری مصیبت اور پریشانی تمام لوگوں سے زیادہ ہے کیونکہ تم سب علم کی مسند پر بیٹھے ہو اور تم نے غاصبانہ طور پر سچے اور صادق دانشوروں اور علماء حقہ کی جگہ کو سنبھال رکھا ہے۔

ہائے افسوس! تم میں احساس ہوتا تمہارے سننے والے کان ہوتے تم میں سوچ ہوتی یہ سارے مصائب اس وجہ سے ہیں کہ ادا کام و معاملات کا صلہ فتح یہ سب کچھ خدا شناس، توحید پرست دانشوروں اور علماء کے پاس ہونا چاہیے علماء ہی تو خدا کے حلال و حرام کے امین ہیں۔ لیکن اس مقام اور حیثیت کو تم سے چھین لیا گیا ہے یہ جو تم نے عقب نشینی کی ہے اس کی کوئی وجہ نہیں کہ تم اپنی حیثیت کو چھوڑ دو یہ عقب نشینی کیسی؟ ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ آپ نے حق کو چھوڑ دیا ہے اور سنت پیغمبرؐ میں اختلاف کر بیٹھے ہو جب کہ واضح اور روشن دلائل

آپ کے پاس موجود ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر تم دشمن کی طرف سے تکالیف اور اذیتوں کو حق کی خاطر برداشت کرتے اور دشمن کا مقابلہ کرتے اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں دریغ نہ کرتے تو خدا کے کام اور مسلمانوں کے معاملات انجام دینا اور انکی نگرانی و نظارت تمہارے ہاتھ میں ہوتی اور ہر کام کا مرکز و محور اور مرجع آپ ہی ہوتے۔

لیکن افسوس ہے کہ تم نے ستمکاروں اور ظالموں کو اپنے مقام و مرتبہ و حیثیت پر مسلط کر دیا ہے اور انکی امور کو دوسروں کے سپرد کر دیا ہے۔ تاکہ وہ شبہ کی بنیاد پر اور اندھا دھند بغیر ثبوت کے جو چاہیں کریں۔ ثبوت دانی اور ذاتی اغراض کے لیے قدم اٹھائیں۔

جس چیز نے ظالموں کو تم پر غلبہ دیا ہے وہ بات یہ ہے کہ تم موت سے فراری ہو۔ اور تم نے اس پست اور نکلین زندگی سے دل وابستہ کر رکھا ہے۔ کمزور مخلوق کو تم نے ان کے حوالے کر دیا ہے کچھ ظلام قسم کے لوگ ہیں اور کچھ مظلوم و محروم ہیں کچھ بھوکے اور تنگے ہیں وہ ستمگر اور ظالم جیسے چاہتے ہیں امورِ مملکت میں تصرف کر رہے ہیں اور اپنی ہوس اور رسوائیوں کو وجود میں لائے ہوئے ہیں انہوں نے شر پسندوں کی سیرت کو اپنا رکھا ہے۔

وہ خداوندِ جبار کے خلاف نبرد آزما ہیں اور اپنے رب پر جزا ت دکھا رہے ہیں اور ہر شہر میں ان کے حق میں گفتگو کرنے والا منبر پر خطیب موجود ہے انہوں نے پوری مملکت پر قبضہ کر رکھا ہے ان کے ہاتھ ہر جگہ کھلے ہیں پچارے عوام ظالموں کی مانند ہیں ان کے پاس دفاع کی طاقت موجود نہیں ہے، یہ بے انصاف جابر اور سرکش ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو پوری سختی سے بے سہارا اور کمزور لوگوں پر اپنی پوری طاقت اور قدرت کا استعمال کر رہے ہیں حکمرانِ خدا کی معرفت سے نا آشنا ہیں۔

خداوند جو سب کا خالق ہے اور سب نے اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے انہوں نے اس سے روگردانی کر رکھی ہے، انکا اپنے آغا پر ایمان نہیں ہے اور نہ ہی آخرت کے دن (قیامت) پر انکا ایمان ہے۔

حیرانگی ہے اور ہم حیران کیوں نہ ہوں کہ سرزمینِ اسلام ایسے لوگوں کے قبضہ میں آ چکی ہے کہ یا تو وہ خلیفہ کا راور ستم کار ہیں، ظالم ہیں یا رسد گیر، غنڈہ ٹیکس لینے والے، نا اہل، بد کردار ہیں۔ یا

بے انصاف، بے رحم حکمران ہیں۔

ہمارے اور آپ کے درمیان جس بات کی بحث و گفتگو ہے اس بارے داوری اور انصاف کرنے والا خداوند ہے۔ ہمارے درمیان اختلافات کو ٹہننے والا بھی خداوند ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت امام حسین علیہ السلام کی فریاد﴾

یہ خطبہ دینے کے بعد امام نے مکہ کی سر زمین پر اپنے رب سے اس طرح مناجات فرمائی۔
اے رب تو آگاہ ہے، فاسد اور منکرات کے خلاف ہم نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے اور منکرات کے خلاف ہم نے جو آواز بلند کی ہوئی ہے تو اس ساری بحث و گفتگو اور اقدام کرنے میں نہ تو بادشاہی اور حکمرانی نہ جاہ و منصب اور نہ عہدہ و اقتدار کا لالچ درمیان میں کار فرما ہے اور نہ ہی مال و ثروت و دولت کی طلب مد نظر ہے ہماری خواہش اس ساری گفتگو سے یہ تھی کہ ہم تیرے دین کے راستوں کی نشاندہی کر دیں۔

تیرے شہروں میں جو فسادات پھیل چکے ہیں اور شہروں کا امن تباہ ہو رہا ہے ان میں امن و امان لے آئیں۔ اے اللہ ہم چاہتے ہیں کہ تیرے مظلوم بندے آسائش اور امن سے زندگی گزار سکیں اور امن و سکون سے تیری عبادت کو بجالائیں۔

ہم فقط یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی فرائض و واجبات پیغمبر اکرم کی سنتیں اور تیرے احکام کا نفاذ کریں۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی خطاب کے آخر میں دوبارہ سامعین سے گفتگو﴾

اس مختصر مناجات کے بعد دوبارہ حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے سامعین آپ ہماری مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ہمارے حق میں انصاف سے کام لیں۔ شکر اور عالم لوگ آپ پر مسلط ہو چکے ہیں وہ تمہارے پیغمبر کے نور کو بجھانے کے درپے ہیں۔ مولایہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر تم نے حق کی خاطر قیام نہ کیا اور ظالموں کے خلاف آواز بلند نہ کی اور ہماری مدد کے لیے قدم نہ اٹھایا اور تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو یہ ظالم اسی طرح تمہارے اوپر

مسلط رہیں گے اور تمہارے پیغمبرؐ کے نور کو بجھادیں گے۔ اس میں اپنی شہادت اور سانحہ کربلا کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

آپؐ نے اپنی گفتگو ان جملوں پر ختم فرمائی۔

خدا ہی ہمارے لیے کافی ہے اسی پر ہمارا توکل ہے اس کے حضور ہمارا رجوع ہے اور سب کی بازگشت اسی ذات کی طرف ہے۔

﴿نکات﴾

- ۱۔ یہ خطاب یزید ملعون کی حکومت سنبھالنے کے تقریباً آٹھ ماہ قبل ہے۔
- ۲۔ اس دور میں جو معاشرہ کی صورت حال تھی اس کی آپؐ نے مکمل عکاسی فرمائی ہے۔
- ۳۔ علماء اور دانشوروں کو ذمہ داریوں سے مطلع کیا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہر دور میں علماء کی ذمہ داریاں یہی ہیں جن کی طرف امام عالی مقام نے اشارہ فرمایا ہے۔
- ۴۔ عوام پر ظالم حکمرانوں کے تسلط اور غلبہ کی ذمہ داری علماء اور دانشوروں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر علماء اور دانشوران امت اپنی ذمہ داری ادا کریں تو ظالموں کو اقتدار نہیں مل سکتا۔
- ۵۔ علماء کا مقام و مرتبہ ان کی عزت اور احترام سب کچھ اس لیے ہے کہ وہ علماء حق پرست ہیں۔ خدا کے دین کے محافظ ہیں لہذا علماء کو اپنی حیثیت اور مقام کو نہیں بھولنا چاہیے۔
- ۶۔ درباری ملاؤں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ان علماء و دانشوروں کی بھی سرزنش کی گئی ہے جو ظاہری اور دنیاوی فوائد کی خاطر ظالم حکمرانوں کے تمام تر مظالم اور بے انصافیوں پر خاموش ہیں۔
- ۷۔ اس خطاب میں شہروں کے امن و امان، محرموں کو حق دلانے، اسلامی احکام کے نفاذ کے لیے علماء اور دانشور طبقہ سے امام علیہ السلام نے تعاون اور مدد کی درخواست کی ہے۔
- ۸۔ ظالم حکمرانوں کے خلاف آپؐ نے آواز بلند کرنے کے اہداف کو بھی بیان کر دیا ہے آپؐ نے اس اقدام میں ہر قسمی دنیاوی مفاد کی نفی کی ہے اور یہی الہی تحریک کا طرہ امتیاز ہے۔
- ۹۔ علماء و دانشوروں کی کائناتی، غفلت، لاتعلقی تمام خرابیوں کا سبب ہے۔ ہر ایک کو اپنا اپنا واجب ادا کرنا چاہیے۔

۱۰۔ خدا پر ہی اعتماد بھروسہ کا میابی ہے (ظاہری اسباب پر بھروسہ نہ کیا جائے۔)

۱۱۔ علماء اور دانشوروں کی خاموشی کے جو خطرناک نتائج نکلتے ہیں اس سے آگاہ فرمایا ہے اور اہم بات بھی بتادی ہے کہ علماء کی سستی اور غفلت سے نور پیغمبرؐ یہاں امام حسین علیہ السلام نے اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسے ظالم حکمران بھجادیں گے شہید کردیں گے۔ پھر امت پر جو طویل سیاہ رات آئے گی اس کا سب کو سامنا کرنا پڑے گا۔

۱۲۔ امام کے خطبہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے حالات کا کنٹرول علماء کے ہاتھ میں ہوتا ہے علماء ہی تمام حالات کے ذمہ دار ہوتے ہیں اگر علماء اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں تو معاشرہ میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی حکمران اپنی من مانیوں کر سکتے ہیں۔ اور یہ فریضہ جو علماء کی گردن پر ہے اتنا سخت ہے کہ اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہے اور خداوند نے علماء سے یہ عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ اس کے مظلوم بندوں کے حق کی خاطر قیام کریں ان کے حق کے لیے آواز بلند کریں انہیں الٰہی فرائض کی تعلیم دیں الٰہی احکام کے نفاذ کے لیے قیام کریں اس کام کے لیے اگر انہیں تحریک منظم کرنی پڑے تو بھی کریں۔ اس عہد و پیمان پر اگر علماء اور دانشور طبقہ عمل نہ کرے گا تو پھر اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۱۳۔ اس خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے علماء اور دانشور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کا ارتکاب کر چکے تھے۔ اسی لیے آپؐ نے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے۔ اور انہیں سرزنش بھی کی کہ تمہارا حال یہودیوں کے علماء جیسا ہے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہے ہو۔ لیکن امام حسینؑ کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود اس دور کے علماء نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا جس کے نتیجہ میں کربلا ہوا ہو گئی۔

پس کربلا کے بپا کرنے کے جرم میں وہ تمام دانشور، علماء، شریک ہیں جنہوں نے امامؑ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

۱۴۔ کوئی ساتھ دے یا نہ دے حق کی آواز بلند کرنی چاہیے اور کوئی ایسا گروہ تو ہو جو علماء و دانشوروں کو بھی جھنجھوڑتا رہے اور انہیں جگا تار ہے۔ انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کرتا رہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ آج کے دور میں کربلاء کے وارث حجت خدا حضرت امام مہدیؑ آج کے دور کے علماء و دانشوران امت سے یہی فرما رہے ہیں جو کچھ امام حسینؑ نے ۵۹ ہجری کے حج خطبہ میں فرمایا تھا حضرت ولی عصرؑ کی فیبت کے طولانی ہونے میں اس دور کے علماء و دانشوروں کا بڑا کردار ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے ظالموں کے ظلم پر خاموش ہیں اسلام کی صحیح تعلیم نہیں دے رہے اپنے حقوق کی پامالی اور اپنی بے احترامی پر چیخ اٹھتے ہیں جبکہ ناموس اسلام پامال ہو رہی ہے الٰہی احکام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اس پر خاموش ہیں، مصلحت کا شکار ہیں۔

جاہلوں کے ہاتھوں عوام کی باگ ڈور ہے حکمران خدا سے دور خدا کے بندگان پرستم روارکھے ہوئے ہیں اللہ کے شہر دہن میں بدامنی ہے امن و امان تباہ ہے۔ بندگان خدا کا سکون برباد ہے پیغمبر اکرمؐ کی سنتوں کو پامال کیا جا رہا ہے ان حالات میں علماء و دانشوران امت اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں ان کی غفلت نور محمدیؑ کے ظہور میں رکاوٹ ہے علماء و دانشوران امت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ وارث زمانہ خاتم الانبیاء حضرت امام مہدیؑ کیلئے ناصران تیار کریں تاکہ حضرت حقؑ ظہور فرما کر اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ کریں اور عدالت الٰہیہ کے قیام اور شہروں میں امن و سکون ہو اور بندگان خدا اللہ کے احکام پر عمل کریں اور عبادت خداوندی بجالانے میں کسی قسم کا خوف ان پر طاری نہ ہو۔

اللہم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجہم بظہور قائمہم (صلوات اللہ علیہ)

والعن اعدائہم من الاولین والآخرین

﴿معاویہ کا یزید کے نام..... وصیت نامہ﴾

اس وصیت نامہ سے قارئین سانحہ کربلا کے ساتھ ساتھ معاویہ کا ذہنی پس منظر بھی سمجھ سکیں گے کہ اس نے کن کن مکاریوں سے یزید کو آگاہ کیا ہم اسے اختصار کے ساتھ مجالس المتکثرین جلد اول ص ۸ سے لے رہے ہیں۔

معاویہ یزید کے نام لکھتا ہے

اے یزید اتم میرے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتے میں نے عرب کے شرفاء کی گردنوں کو تیرے سامنے جھکا دیا ہے تجھ جیسے نااہل کے واسطے حکومت اور اقتدار کے راستے کو صاف کر دیا ہے اور تجھ جیسے (فاسق قاجر) کو اسلام جیسے پاکیزہ دین کا بادشاہ بنا دیا ہے میں نے اپنی سیاسی چالوں کی وجہ سے اسلام میں بغاوت نہیں ہونے دی۔

اب میں دنیا سے جا رہا ہوں اس لئے تمہیں چند مشورے دینا چاہتا ہوں سب سے اہم بات یہ ہے کہ میرے بعد تم پانچ افراد سے کبھی غافل نہ رہنا میں جانتا ہوں کہ تیری جب بھی مخالفت ہوگی انہی پانچ اشخاص کی طرف سے ہوگی میں ان کے بارے میں تجھے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) پہلی شخصیت عبداللہ بن عمر ہے جو اپنے باپ کی وجہ سے خلافت کی خواہش ضرور کر سکتا ہے اس کی تین کمزوریاں بھی ہیں۔

سب سے بڑی کمزوری اس کا بھائی عاصم بن عمر ہے اس کمزوری کا حل میں پہلے ہی کر چکا ہوں یعنی عاصم بن عمر کی بیٹی ام مسکین کی تم سے شادی کر چکا ہوں امید ہے کہ اس دامادی کی وجہ سے عاصم بن عمر کا خاندان تمہاری مخالفت نہ کر سکے گا۔

اسکی دوسری کمزوری دولت ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ تو اس کا وظیفہ بڑھادے اور وقتاً فوقتاً انہیں اضافہ کرتے رہنا جب تک اس کا وظیفہ بڑھتا رہے گا وہ تیرا ہمدرد رہے گا۔

اسکی تیسری کمزوری اس کا بڑا بننے کا شوق ہے اسے بڑا ہونے کے بے شک جہنم میں لے جاؤ وہ چلا جائے گا شرط یہی ہے کہ اسے آگے آگے رکھو جب بھی اسے ملو اس کی خوشامد کر کے ملو وہ تمہارے

ساتھ رہے گا۔

(۲) دوسری شخصیت عبدالرحمن بن ابوبکر ہے وہ بھی اپنے باپ کی وجہ سے اہم کردار ادا کر سکتا ہے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں وہ خلافت کا امیدوار نہیں بن سکتا کیونکہ ان کی کئی بیٹیوں کے عقد بنی ہاشم کے خاندان میں ہوئے ہیں مگر اس سے غافل بھی نہ رہنا یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے اس کی طاقت کندی قبیلہ ہے اگر تم نے محمد ابن اہعص بن قیس کنندی اور اس کے بھائی یحییٰ اور قیس وغیرہ کو اپنے ہاتھ میں رکھا تو وہ بے بس ہو جائے گا کیونکہ یہ سارے اس کے پھوپھی زادے ہیں (اہعص بن قیس کنندی کی بیوی خلیفہ اول کی بہن تھی)

(۳) تیسری شخصیت سعید بن عثمان ہے یہ دل دو ماغ میں خلافت کے خواب ضرور دیکھے گا چونکہ یہ میرے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ بر ملا خلافت کا نام نہ لے گا اور اگر کبھی اس نے خلافت کا نام لیا تو اس کا علاج یہ ہے کہ اسے مصفین کا آئینہ دکھا دیا جائے یعنی ہم نے جنگ مصفین اس کے باپ کے خون کے انتقام پر لڑی ہے اور اسکی سب سے بڑی کاٹ مروان ہے جو اس کا بہنوئی ہے اس لئے اسے مال و دولت کی حرص میں مجھو رکھنا۔

(۴) چوتھی شخصیت عبداللہ بن زبیر بن عوام ہے اس سے کبھی غافل نہ ہونا یہ لومڑی سے زیادہ مکار چیتے سے زیادہ بھر پلا بھیڑیے سے زیادہ خونخوار اونٹ سے زیادہ کینہ پروردگاہی ہوئی آگ سے زیادہ بھڑکیلی تقریر کرنے والا ہے تم اس کی بیعت پر اکتفا نہ کرنا بلکہ پہلی فرصت میں اسکی گردن اڑا دینا یہ جب تک زندہ رہے گا تیری مسلسل مخالفت کرے گا یہ اگر ایک میدان میں شکست کھائے گا تو دوسرے میدان میں پہلے سے بھی مضبوط فوج کے ساتھ آئے گا یہ بار بار شکست کھانے کے باوجود شکست کو تسلیم نہیں کرے گا اور ہمیشہ جنگ کے مہرے بدل بدل کے تیرے ساتھ ٹکراتا رہے گا اسکو ضرور قتل کروا کے دم لینا۔

(۵) پانچویں شخصیت فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا کیونکہ ان کی شخصیت میں کسی قسم کی کوئی کمزوری ہی نہیں ہے اگر ان کو تلووار دکھائے گا تو وہ فاتح خیبر و احد بن کے تیرے مقابلے کے لیے سامنے آئیں گے اور اگر دولت پیش

کرے گا تو ان کے قدموں میں کائنات کی ہر شئی ہے ان کے ساتھ جو بھی کرو خوشامد سے کرو اور کوشش کرو کہ دین کی ظاہری چادر کو نہ اتارنا اور نہ یہ دین کے مالک ہیں یہ چپ نہ کریں گے۔

میری ایک بات یاد رکھنا، یاد رکھنا، یاد رکھنا کہ ان سے جنگ نہ کرنا اور ہر ممکن طریقے سے ان سے جنگ کرنے سے باز رہنے کی کوشش کرنا کیونکہ اگر تو جنگ کر کے ان پر فتح مند بھی ہوگا تو بھی ساری دنیا تم پر لعنت کرے گی اور اگر تمہیں شکست ہوگی تو بھی ساری کائنات قیامت تک تجھ پر لعنت کرے گی یعنی ان کے ساتھ جنگ کرنے کا انجام صرف اور صرف لعنت ہے ہاں اگر ان سے جنگ ہو جائے تو پھر ہر جن ہر ضلع ہر محلے سے جنگ جیتنے کی کوشش کرنا اور اگر تو جنگ جیت جائے تو ان سے وہی رویہ و سلوک رکھنا جو ان کے والد گرامی (امیر المومنین) نے جنگ جمل کی فتح کے بعد ام المومنین عائشہ کے ساتھ رکھا تھا یعنی انہیں عزت و احترام کے ساتھ مدینے بھیج دینا اور ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنا اسی میں تیرے اقتدار کی جتا ہے اور ہمیں ان کے باپ (امیر المومنین) کے رویے سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے علم حق بلند کرنا چاہا تو بہت تھوڑے لوگ ان کے ہمراہ ہوں گے کیونکہ حق کی حمایت میں تھوڑے افراد ہی ہوتے ہیں اور ان کے نظام عدل و مساوات کو کوئی بھی دینا پرست قبول نہ کرے گا اور اگر ان کے ساتھ کوئی شریک بھی ہوا تو وہ کوفہ کے رہنے والے ہوتے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ اہل کوفہ میں دو کمزوریاں ہیں کوئی سرداروں کی کمزوری دولت ہے اور عوام کی کمزوری تلوار ہے ان کے سرداروں کو خریدنے کی کوشش کرنا اور عوام کو تلوار کے ساتھ زیر کرنا اس طرح تیری حکومت باقی رہ جائے گی۔



زارِ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں حدیث رسول اکرمؐ

جو میرے بیٹے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا

ثواب نوے حج کا میرے حجوں سے عطا کرے گا جو میں عمرہ کے ساتھ بجالایا ہوں۔

﴿ معاویہ کا انجام ﴾

۲۲ اور ۲۳ رجب ۶۰ ہجری کی درمیانی شب بمطابق ۲۷-۲۸ اپریل ۶۸۰ ہجری معاویہ بن ابوسفیان کی روح اپنے اجداد کے ساتھ جا ملی۔

یزید بن معاویہ مروانی، عثنی، ابوسفیانی اپنی چندال چوکڑی میں مستقبل کی منصوبہ بندی میں مشغول ہو گیا اور اپنے مقبوضہ شہروں کے گورنروں کے بارے میں تفصیلات سنتا رہا۔ اور نئی ہدایات دیتا رہا مختلف شہروں میں اطلاعات کے لیے قاصد بھجوائے گئے۔

﴿ مدینہ الرسول کے حالات ﴾

مدینہ الرسول میں فرعون شام کے زمانے میں مروان حاکم مدینہ رہا۔

۳۹ ہجری تا ۵۴ ہجری سعید بن عاص ملعون عامل و حاکم مدینہ رہا۔ ۵۴ ہجری تا ۵۸ ہجری تک پھر مروان ملعون حاکم بنا۔

۵۸ ہجری میں اہل مدینہ نے اپنا ایک نمائندہ وفد شام بھیجا جنہوں نے مروان کی برطرفی کا مطالبہ کیا اس وفد کا سالار ولید بن عتبہ تھا اس نے معاویہ کے سامنے مروان کی بدکرداریوں اور زیادتیوں کی شکایات کیں تو حاکم شام نے مروان کی جگہ ولید بن عتبہ بن مضر (ابوسفیان) کو مدینے کا گورنر مقرر کر دیا۔

﴿ ولید بن عتبہ کا تعارف ﴾

ولید بن عتبہ یزید کا چچا زاد بھائی اور بچپن کا دوست تھا ولید تیسرے خلیفہ جمہور کا مادری بھائی بھی تھا اور کافی عرصہ تک کوفہ کا حاکم بھی رہا اور بدنام زمانہ طوائف نظامہ کے عشاق میں سے تھا۔ ولید نے ہی شراب کی حالت میں صبح کی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھائی جب نمازیوں نے احتجاج کیا تو اس نے نشے کی مستی میں کہا تھا کہ آج تو دل چاہتا ہے کہ دو رکعت اور بھی زیادہ پڑھا دوں (مقتل ابی داؤد، مجلس المنظرین جلد اول)

﴿یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط﴾

علامہ زروینی لکھتے ہیں کہ جب ۶۰ ہجری میں معاویہ کے انتقال کے بعد یزید بن معاویہ جب تخت نشین ہوا تو اس نے سب سے پہلے ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو یہ خط لکھا۔

اے ولید تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے باپ معاویہ نے اس وارقانی سے عالم جادوئی کی طرف انتقال کیا ہے اور سب لوگ واقف و آگاہ ہیں کہ میرے باپ معاویہ نے مجھ کو اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور وقت مرگ کچھ وصیتیں بھی کیں مجملہ ان کے یہ بھی وصیت کی تھی کہ اولاد ابوتراب پر نگاہ رکھنا ان کا خون بہانے سے دریغ نہ کرنا اور عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ ان سے لینا اور اس کام کو اولاد ابوسفیان ہی بدرجہ اولیٰ انجام دے سکتی ہے۔ (اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ معاویہ کی مشہور وصیت بنام یزید لعین کے علاوہ بھی اور خفیہ وصیت ہوگی جس کا تذکرہ یزید لعین نے ولید کے نام خط میں کیا ہے معاویہ جیسے چالاک اور ماہر سیاست دان کے لیے ظاہری وصیت اسی طرح کرنی چاہیے تھی جس کا ذکر اوپر ہو چکا اور یزید لعین نے اپنے خط میں جس وصیت کا حوالہ دیا ہے یہ معاویہ کے دل کی بات ہے)

اور اس خط میں ایک خصوصی رقعہ اس مضمون کا لکھ کر رکھا۔

اشراف اربعہ مدینہ (ابو عبد اللہ حسن، عبد الرحمن بن ابوبکر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ ابن زبیر) سے میری بیعت لے اگر وہ کوئی حجت اور بہانہ کریں یا تاقل کریں تو انہیں مہلت نہ دینا اور تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دینا۔

﴿یزید کے قاصد کی مدینہ آمد﴾

۲۶ رجب المرجب ۶۰ء بمطابق یکم مئی ۶۸۰ ہجری بروز جمعہ عبد اللہ بن ابی السراح الکندی (مقتل ابی داؤد جلد ۷ صفحہ ۶، ریاض القدس جلد ۷ صفحہ ۷۷، مجالس المنظرین جلد اول صفحہ ۱۳) بعد نماز عصر ولید بن عتبہ کے پاس پہنچا اور معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی ولید نے مروان کو دربار میں مشورے کے لیے بلا بھیجا۔ حالانکہ مروان ذاتی طور پر ولید کا مخالف تھا (مجالس المنظرین جلد ۷ صفحہ

(۱۴)

نماز مغرب کا وقت ہونے پر یہ سب مسجد نبوی میں اکٹھے ہو گئے۔ ولید بن عتبہ نے اپنے ہم نواؤں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

عین اسی وقت حضرت امام حسینؑ جو انان بن ہاشم اور دیگر مومنین کے ہمراہ مسجد نبوی میں نماز کے لیے تشریف لائے امام حسینؑ نے نماز باجماعت پڑھائی۔

اس وقت ولید نے اپنے قاصد عبداللہ بن عمر ابن عثمان کو حکم دیا کہ میرے جانے کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں کہنا کہ دارالامارہ میں تشریف لائیں ان سے اہم مشورہ کرنا ہے (الفتوح جلد ۵ صفحہ ۱۱ کلمات امام حسینؑ صفحہ ۲۷۷)۔

حضرت امام حسینؑ نے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ عبداللہ ابن زبیر بھی مسجد نبوی کے گوشہ میں موجود تھا اس نے امام حسینؑ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور یزید کا قاصد مدینہ کے ہاں سب سے پہلے اسے ملا تھا کیونکہ یہ اپنی اراضی پر موجود تھا۔ مسجد میں ولید کو دیکھ کر یہ کوئے میں چھپا رہا جب ولید کا قاصد عبداللہ بن عمر بن عثمان حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی طرف چلا تو ابن زبیر نے اس سے پہلے امام حسینؑ علیہ السلام سے کہا کہ آقا میں علیحدگی میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپ نے ادھر ولید کا پیغام سنا اور ادھر ابن زبیر سے کہا کہ اتنی جلدی کس بات کی ہے پہلے میں اس قاصد کو جواب دے کر فارغ ہوں۔

امام حسینؑ علیہ السلام نے عبداللہ ابن زبیر سے فرمایا کہ تو مجھے یہی بتانا چاہتا ہے؟ تا کہ معاویہ مر گیا ہے اس نے کہا جی یہی کہنا چاہتا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا ہمیں بہت پہلے سے اس کا علم ہے۔

(الفتوح جلد ۵ صفحہ ۱۱، مقتل الخواری جلد ۱ صفحہ ۱۸۲، شیر الاحزان صفحہ ۲۳ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۲۷، الکامل فی التاريخ جلد ۲ صفحہ ۵۲۹، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۳۲۵، المعالم جلد ۷ صفحہ ۷۵، ریاض القدس جلد ۵ صفحہ ۷۷، مجالس المنظرین جلد اول صفحہ ۱۶)۔

کچھ لوگ کہتے ہیں معاویہ کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر نے امام کو دی جبکہ ہمارے سلسلہ

عقیدے میں ہے کہ کوئی مومن ہو یا منافق اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ وقت کے امام کو اپنے سر ہانے نہ دیکھے اس لیے کسی کی موت کی خبر بھی کسی کو امام زمانہ سے پہلے نہیں ہو سکتی۔

عبداللہ بن زبیر نے پوچھا کہ مولّا اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ ہم دربار ولید میں ضرور جائیں گے۔ اب تو بتا کہ تو کن سازشوں میں مصروف ہے ابن زبیر نے کہا کہ یہ رات قیمت ہے کہیں بھی نکل جانے کے لیے راستے کھلے ہیں میں غیر معروف راستوں سے واقف ہوں میں تو فرار ہونے کا سوچ رہا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا کہ میں ولید کے دربار میں ضرور جاؤں گا۔

جس وقت عبداللہ بن عمر بن عثمان ولید کے دربار میں پہنچا تو اس نے فوراً سوال کیا کہ امام حسینؑ نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟ اس نے بتایا کہ امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ ہم دربار میں آرہے ہیں۔ قاصد نے ولید کو بتایا کہ عبداللہ بن زبیر بھی ان کے پاس کھڑا تھا۔

اس وقت مروان بن حکم نے کہا کہ اب امام حسین علیہ السلام بالکل تشریف نہ لائیں گے ولید بن عقبہ نے طنز آمیز لہجے میں مروان سے کہا کہ امام حسین علیہ السلام تیری طرح وعدہ خلاف نہیں ہیں وہ ضرور تشریف لائیں گے۔

(ریاض القدس جلد ۱ صفحہ ۷۵)۔

جس وقت مسجد نبوی سے فارغ ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام گھر میں تشریف لائے تو آپؑ نے تمام افرادِ خانہ کو آگاہ کیا کہ ہمیں دربار میں بلایا گیا ہے اور دربار بلائے جانے کی وجوہات یہ ہیں خانوادہِ تطہیر کی محرمات عصمت نے جب دربار کے خدشات اور خطرات کا ذکر کیا تو امامؑ عالی مقام نے فرمایا کہ ہم ہر بات سے آگاہ ہیں ولید ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتا ہم دربار میں ضرور جائیں گے اور ہم یہ وعدہ بھی کر چکے ہیں۔

قتل کی کتابوں میں ولید کے دربار میں امام حسین علیہ السلام کو بلانے کے بارے مختلف بیانات ہیں۔ چنانچہ ایک بیان اس طرح ہے جو کہ عام طور پر پڑھا بھی جاتا ہے۔

﴿ولید کا امام حسین علیہ السلام کو دربار میں بلانا﴾

یزید نے ولید بن عتبہ ابن سفیان کو خط لکھا کہ مدینہ والوں سے بیعت لے اور سب سے پہلے امام حسین (علیہ السلام) سے بیعت لے جب ولید کو یزید کا خط ملا تو اس نے مروان بن حکم سے مشورہ کیا اور پھر اس نے عبداللہ بن عمر بن عثمان کو درج ذیل شخصیات کے پاس بھیجا کہ انہیں بلا لاؤ۔

۱۔ عبداللہ بن عمر۔ ۲۔ عبداللہ بن زبیر۔ ۳۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ ۴۔ حضرت امام حسین ابن علی۔

انکے علاوہ اور شخصیات بھی تھیں جن کا قتل کی کتابوں میں ذکر ہے ولید کا قصدا ان شخصیات کے گھروں میں گیا مگر وہ گھر میں نہ تھے پھر مسجد نبوی گیا تو وہاں موجود تھے تو قاصد نے سب کو سلام کیا اور کہا کہ حاکم آپ کو بلا رہا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا

ہم اس مجلس سے فارغ ہو کر انشاء اللہ آجائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم جاؤ ہم آ رہے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر نے امام کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اے ابا عبداللہ! اس وقت ہمیں ولید نے کیوں بلایا؟ جبکہ یہ وقت دربار میں بیٹھنے کا نہیں ہے رات کا وقت ہے مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے آپؑ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میرا خیال ہے انکا بزرگ سرکش ہلاک ہو گیا ہے کیونکہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ معاویہ کا منبر الٹا پڑا ہے اور اس کے گھر میں آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور اسکی تعبیر میرے نزدیک یہ ہے کہ معاویہ ہلاک ہو گیا ہے اور ولید نے بلا بھیجا ہے تاکہ وہ یزید کیلئے یہ خبر پھیلنے سے پہلے ہم سے بیعت لے لے۔

ابن زبیر نے کہا کہ جی ہاں! ایسے ہی معلوم ہوتا ہے عبداللہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپؑ کو یزید کی بیعت کیلئے کہا گیا تو آپؑ کیا کریں گے؟ تو امامؑ نے جواب میں فرمایا کہ میں اسکی بیعت ہرگز نہیں کروں گا کیوں میرے بھائی حضرت امام حسنؑ کے بعد یہ حکومت

اور خلافت میرے لئے تھی معاویہ نے جو کچھ کیا سو اس نے کیا۔ معاویہ نے میرے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کو قسم دی تھی کہ وہ حکومت و خلافت کو اپنے بعد اپنی اولاد میں کسی کے لئے قرار نہیں دے گا اور وہ میری زندگی میں یہ خلافت مجھے لوٹا دے گا۔ معاویہ نے دنیا کو چھوڑ گیا اس نے نہ میرے بھائی حسن علیہ السلام کے ساتھ وعدہ پورا کیا اور نہ ہی میرے ساتھ وعدہ پورا کیا۔ خدا کی قسم! ہمارے لئے ایک ایسی خبر آئی ہے کہ جسے ہم قبول نہیں کر سکتے۔

اے ابن زبیر! بھلا میں کس طرح یزید کی بیعت کر سکتا ہوں؟ یزید ایک فاسق اور گنہگار آدمی ہے وہ کھلے عام گناہ کرتا ہے شرابی ہے کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے۔ آل رسولؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔ خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اس کی بیعت کروں البتہ میں ولید کے پاس جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کیا کہتا ہے؟

ابن زبیر نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ جب آپؐ ولید کے دربار میں جائیں گے تو وہ آپؐ کو قید کر لے گا آپؐ کو وہ لوگ نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ آپؐ بیعت کریں یا قتل ہو جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا!

میں ولید کے دربار میں اکیلا نہیں جاؤں گا میرے اصحاب، میرے شیعہ، میرے خادم، میرے مددگار اور میرے نوجوان میرے ساتھ ہوں گے اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ تلواریں نیاموں سے نکال کر اپنے کپڑوں کے نیچے چھپالیں اور جب میں ان کو اشارہ کروں تو وہ اندر داخل ہو جائیں اور میرے حکم کی تعمیل کریں۔ میں اپنے آپ کو نہ تو ذلیل کروں گا اور نہ ہی ان کی اطاعت کروں گا۔ اللہ کا جو فیصلہ میرے بارے میں ہے وہ ہو کر رہے گا اللہ جو چاہتا ہے وہ اپنی مخلوق کیلئے وحی کرتا ہے۔

﴿حضرت امام حسینؑ ولید کے دربار میں جانے سے پہلے﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام مسجد سے گھر آئے مخصوص لباس پہنا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد خدا سے مناجات کی پھر اپنے خاندان کے تین افراد، غلاموں اور اہل بیت کو ان حالات سے آگاہ کیا اور انہیں ساتھ چلنے کیلئے کہا اور انہیں یہ ہدایت فرمائی کہ

”تم ولید کے دربار کے دروازے پر رکتے رہنا۔ میں اندر جاؤں گا اور ولید سے بات کروں گا اگر

تم میری آواز بلند سنو تو اے آل رسول! تم بغیر اجازت دربار میں آجانا اور گوار بکلف ہونا اگر ماحول میں ناپسندیدہ بات دیکھو تو پھر مجھے قتل کرنا چاہے اسے قتل کر دینا۔

﴿حضرت امام حسینؑ اور دربار ولید﴾

حضرت امام حسینؑ 30 سے زیادہ جوانوں کو ساتھ لائے اس مختصر فوجی دستہ کے سالار حضرت غازی عباسؑ تھے ولید اور مروان دربار میں موجود تھے امامؑ اندر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اللہ گورنر کی اصلاح کرے اور درنگی و اصلاح فساد سے بہتر ہے اور تعلق داری و لائقیتی سے بہتر ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں اکٹھے بیٹھے ہو اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم دونوں کو اکٹھا کیا ہے۔

مولانا نے جب یہ جملے فرمائے تو وہ دونوں خاموش رہے۔

﴿نوٹ﴾ اس سے پہلے ان دونوں کے تعلقات کوئی اچھے نہ تھے اور وہ دونوں اہل بیتؑ کے بھی دشمن تھے اور مروان شیطان صفت شخص تھا اسی لیے آنحضرتؐ نے اس کو مدینہ سے نکالا تھا۔

امامؑ نے پھر فرمایا کیا معاویہ کے بارے کوئی اطلاع آئی ہے؟ کیونکہ وہ بیمار تھے اور ان کی بیماری لمبی ہو گئی ہے اب حالت کیسی ہے؟

جب مولانا نے یہ جملے کہے تو ولید نے لمبا سانس لیا۔ اور کہا کہ اے ابا عبد اللہ! خدا آپؑ کو معاویہ کے مرنے کے صلے میں اجرو دے وہ آپؑ کے چچا تھے اور اس نے موت کا ڈانٹہ چکھا ہے اور یہ یزید بن معاویہ (لعنہ اللہ علیہ) کا خط ہے۔

امامؑ ڈی وٹار نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اے ولید! خدا آپؑ کیلئے اجر قرار دے لیکن آپؑ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟

ولید میں نے آپؑ کو بیعت کیلئے بلایا ہے کیونکہ سب لوگ یزید کی بیعت پر اکٹھے ہو چکے ہیں یہ سن کر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

امام عالی مقام: ”مجھ جیسا شخص یزید کی بیعت چھپ کر نہیں کر سکتا میں چاہتا ہوں کہ بیعت کا معاملہ لوگوں کی موجودگی میں اور علانیہ ہو جب کل صبح ہوگی اور تم جب دوسرے لوگوں کو بیعت کیلئے

بلاؤ گے تو ہمیں بھی بلانا اور ہمارا معاملہ بھی انہیں کے درمیان ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے مولانا نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یزید کیلئے میرا چھپ کر بیعت کے بارے کچھ کہنا تمہارے لئے مفید ہو میں لوگوں کے سامنے بیعت کے حوالے سے بات کروں گا تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ بیعت کے متعلق میری کیا رائے ہے۔

ولید: ٹھیک ہے۔

امام عالی مقام: تم بھی صبح کرو اور اس سلسلہ میں ہم بھی اپنی رائے صبح کو دیں گے۔

ولید: یا ابا عبد اللہ! آپ نے اچھی بات کی ہے اور مجھے آپ سے یہی توقع تھی آپ خدا کی برکت سے تشریف لے جائیں اور کل لوگوں کے سامنے تشریف لے آئیں۔

مروان نے یہ دیکھ کر کہا۔

کہ اے ولید! خدا کی قسم اگر حسین علیہ السلام اس وقت یہاں سے چلے گئے اور بیعت نہ کی تو پھر تم ان کی بیعت حاصل نہ کر سکو گے اور نہ ان پر قدرت پاسکو گے تمہارے اور ان کے درمیان بہت قتال ہوگا اسے یہیں قید کر لو اور انہیں نہ جانے دو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اگر بیعت نہ کریں تو پھر ان کی گردن اڑا دو۔

جب امام عالی مقام نے مروان کے یہ جملے سنے تو فرمایا۔

يا ابن الزرقاء أنت تقطنني ام هو والله كذبت وانمت.

اے زرقا کے بیٹے! تو جاہ ہو جائے کیا تو میری گردن کاٹنے کی بات کرتا ہے؟ خدا کی قسم تو جھوٹا اور مجرم ہے۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ آواز دروازے پر کھڑے فوجوانوں نے سنی تو وہ اندر داخل ہو گئے مولانا نے ان کو کسی قسم کی کاروائی کرنے سے روک دیا اور پھر اپنا تاریخی بیان مروان و ولید کے سامنے دیا اور واضح طور پر اپنے اور یزید کے بارے میں بتایا اور اپنا تاریخی فیصلہ سنایا جسے تاریخ نے اپنے اوراق میں محفوظ کر لیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا دربار ولید میں پہلا تاریخی بیان﴾

اے حاکم! ہم نبوت کا گہرانہ ہیں، ہم رسالت کا مرکز ہیں، ہم فرشتوں کے آمد و رفت کی جگہ ہیں، ہم اللہ کی رحمت کے اترنے کی جگہ ہیں۔ ہم سے اللہ نے کائنات کا آغاز کیا اور ہم پر ہی کائنات کا اختتام ہے۔

اور یزید ایک گنہگار اور شرابی شخص ہے، کئی شخصیات کا قاتل ہے، علی الاعلان گناہ کرتا ہے، مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم بھی صبح کرتے ہیں اور تم بھی صبح کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور تم بھی انتظار کرو۔ ہم دیکھیں گے خلافت اور بیعت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ یہی خطبہ ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔

کہ اے تہبہ کے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ ہم کرامت و عزت کا گہرانہ ہیں، ہم رسالت کی کان ہیں، ہم حق کی نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں اور زبانوں کو حق کا مرکز قرار دیا ہے، ہم اللہ کے اذن سے حق ہی بولتے ہیں، میں نے اپنے تئاتے سے سنا ہے کہ خلافت ابوسفیان کی اولاد پر حرام ہے پس کس طرح اہل بیت ان کی بیعت کریں گے؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے بارے میں واضح فرمان موجود ہے کہ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں۔

﴿حضرت امام حسینؑ کے خطبے کے اہم نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنی اور یزید کی پہچان خاندانی حوالے سے نہیں بلکہ نسب کے حوالے سے کروائی۔

۲۔ حضرت امام حسینؑ نے خواہ اپنے بارے میں نہیں کہا کہ میں اہل بیت سے ہوں بلکہ (انسان بن) یعنی ہم کا لفظ کہہ کر یہ بتایا کہ میں تمہا نہیں ہوں بلکہ یہ ایک پورا سلسلہ ہے جس سلسلہ کی میں ایک کڑی ہوں (یعنی ہم سے مراد تمام انبیاء، اوصیاء، نماندگان خدا اور آئمہ ہیں اور امام حسینؑ ان سب کے نمائندہ ہیں)

۳۔ اس تعارف میں دو پہلو بیان ہوئے ہیں۔ ﴿۱﴾ شریعت کے حوالے سے۔

﴿۲﴾۔ کائنات کے حوالے سے۔

کہ کائنات میں آئمہ گوجو برتری حاصل ہے اسے بھی بیان کیا ہے۔

﴿شریعتی پہلو﴾

ہم نبوت والے ہیں، ہم رسالت والے ہیں، فرشتوں کے آنے جانے کا مرکز ہیں، وحی اترنے کی جگہ حق کا راستہ اور رحمت کے اترنے کی جگہ ہیں۔

﴿کائناتی و تکوینی پہلو﴾

کائنات کا آغاز ہم ہیں، اختتام بھی ہم ہیں، جب ہمارا آخری اٹھنے کا قیامت آئے گی (یعنی امام کو کائنات بھر میں برتری اور حق تصرف حاصل ہے یعنی اس کائنات میں ہم مرکز و محور ہیں ہمارے وجود سے خداوند نے کائنات کو باقی رکھا ہوا ہے جب ہم نہ ہوں گے تو کائنات بھی نہ ہوگی)

۴﴾ امام نے یہ بیان یزید کے گورنر کے سامنے دیا۔ ولید معاویہ کا بھتیجا اور عتبہ کا بیٹا تھا۔

۵﴾ امام نے یہ تعارف جب کروایا تو یزیدی کارندوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں بلکہ ان کا اس موقع پر کچھ نہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مندرجہ بالا باتیں تسلیم کی ہیں دشمن ہونے کے باوجود وہ یہ تسلیم کرتے تھے کہ امام حسین کا شرعی اور کائناتی مقام وحیثیت اسی طرح ہے جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہے۔

۶﴾ ایک دفعہ ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نبی و رسول کے گھر والا ہے۔ ظاہر ہے نبی کی بیوی نبی کے گھر والی کہلائے گی، نبی کی اولاد نبی کے گھر والے کہلائے جائیں گے، نبی کے سہمی و نسبی رشتہ داروں پر بھی یہ جملہ بولا جاتا ہے کہ یہ سب نبی کے گھر والے ہیں نواسے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اس تناظر میں امام حسین علیہ السلام نبی و رسول کے گھر انہ سے تھے لیکن اس تعارف میں امام عالی مقام نے یہ نہیں کہا کہ میں نبی کی آل سے ہوں یا نواسہ رسول ہوں آپ ایسا کہہ سکتے تھے اور یہ کہنا درست بھی تھا مگر ایسا نہیں کہا اگر یہ جملے کہتے تو یہ بھی مولانا کے لیے فضیلت تھی بلکہ اس جگہ آپ

نے فرمایا کہ ہم نبوت والے ہیں، نبیؐ والے کی بجائے نبوت والے، رسولؐ والے کی بجائے رسالت والے کہنا ایک اہم نکتہ اولاد کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی نبوت ہمارے گھر آئی ہے ہم رسالت والے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ ہیں یہاں فرشتے اترتے ہیں۔ ہم اللہ کی نمائندگی اور سفارت کے مالک ہیں۔ مولانا یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس وقت یہ نمائندگی میرے پاس ہے۔
۷۔ کہ اس بیان میں مولا حسینؑ نے خود کو اللہ تعالیٰ کا نمائندہ قرار دیا ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی زبانی یزید کا تعارف﴾

۱۔ آپؑ نے فرمایا کہ یزید گنہگار ہے، شرابی ہے، زانی ہے یعنی اس کا کردار بیان فرمایا خاندانی تعارف نہیں کرایا کہ وہ معاویہ کا بیٹا ہے۔

۲۔ انہوں نے یہ سن کر انکار نہیں کیا یعنی اگر یہ بات صحیح نہ ہوتی تو ولید اس سے انکار کر دیتا وہ کہہ سکتا تھا کہ آپؑ نے غلط کہا ہے لیکن اس نے ایسا نہ کہا بلکہ حقیقت کا اقرار کیا۔

۳۔ مولانا نے صرف یہ نہیں کہا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا بلکہ کہا۔

کہ ”مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا“ اس ایک جملے میں آپؑ نے اپنی عصمت و طہارت اور خلیفہ اللہ ہونے کی وضاحت کر دی میں نبوت و رسالت والا ہوں میں اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔

۴۔ یہاں ایک اور مسئلہ حل ہو گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کسی شخص کی بعد از رسولؐ بیعت کی بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ علی علیہ السلام اس کی بیعت کریں تاریخی حقائق اس کے برعکس ہیں امام حسین علیہ السلام کے بیان میں دونوں فیصلہ اور اصول موجود ہے کہ ”مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا“ پس نہ حسینؑ بیعت کرتا ہے اور نہ حسینؑ سے پہلے کسی نے بیعت کی اور نہ ہی بعد میں کوئی کرے گا۔ معاملہ اوصاف اور حیثیتوں کا ہے۔

۵۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو دو خاندانوں کی لڑائی تھی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینے میں یہ تاریخی اعلان فرمایا۔ کہ ایسا نہیں، دو کرداروں کی لڑائی ہے (۱) حرثانی (کردار ۲) شیطانی (کردار ۱)۔

اسی وجہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا اور یزید کا تعارف کردار سے کرایا۔ حضرت

امام حسین علیہ السلام نے یہ خطبہ دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے چائٹاروں کے ہمراہ واپس گھر تشریف لے گئے۔

﴿ولید کا مروان کو جواب﴾

اسی دوران ولید نے مروان سے کہا تمہارے لیے جانی ہو کیا تم مجھے حسین علیہ السلام کے قتل کا مشورہ دیتے ہو؟ حسین علیہ السلام کے قتل سے میرا دین و دنیا چلی جائے گی خدا کی قسم! میں اگر ساری دنیا کا بھی مالک بن جاؤں مگر حسین علیہ السلام کو قتل نہ کروں گا اور خدا کی قسم! کہ حسین علیہ السلام کو قتل کر کے جو بھی اللہ کے سامنے پیش ہوگا اس کے اعمال میں کچھ بھی باقی نہ ہوگا وہ اللہ کے بے پناہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

﴿نوٹ﴾ یہ ولید کے جملے یزید کے جہنمی ہونے کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جسے ولید نے چاہے دنیا داری کیلئے کہا ہو یا حقیقت کا اظہار کیا ہو بیان کیا، جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔

﴿مروان سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کا عربی متن﴾

انا لله وانا اليه راجعون وعلى الاسلام السلام اذا بليت الامة براع مثل يزيد
ولقد سمعت جدى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: الخلافة محرمة
على ال ابي سفيان فاذا رايتم معاوية على منبري فابقروا بطنه وقدرأه اهل
المدينة على المنبر فلم يبقروا فابتلاهم الله بيزيد الفاسق.

ترجمہ: جب دوسرا دن ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر نکلے تاکہ لوگوں کے خیالات معلوم کریں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کا سامنا مروان سے ہوا۔

مروان نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر کہا۔

یا ابا عبد اللہ! میں آپ کا خیر خواہ ہوں میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں... اگر آپ میری بات پہ عمل کریں گے تو ہدایت پائیں گے اور صحیح رہیں گے۔

امام عالی مقام نے جواب میں فرمایا۔

بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟ تاکہ میں بھی تو سنوں کہ تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور مجھے کیسی نصیحت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟

مردان نے کہا کہ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں کیونکہ یہ آپ کی دنیا و دین کیلئے بہتر ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ جملے سن کر فرمایا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

کلمہ مصیبت پڑھ کر فرمایا کہ پھر تو ایک اور مصیبت ہوگی اور ایسے اسلام پر سلام ہو جس اسلام کی قیادت کے لیے اُمت کو یزید جیسا فاسق رہبر مل جائے۔

پھر مولاً مردان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

بربادی ہو تمہارے لئے کیا تم مجھے حکم دیتے ہو؟ کہ میں یزید کی بیعت کروں جبکہ یزید ایک گناہ گار آدمی ہے تو نے بہت ہی اُلٹ بات کی ہے۔

میں اس بات پر صرف حیرت نہیں کرتا کیونکہ تو وہ ملعون ہے جس پر خدا کے رسولؐ نے لعنت کی ہے اور اس وقت تو اپنے باپ ابوالعاص کی پشت میں تھا اور جس شخص پر رسول اللہؐ نے لعنت کی ہو اس کیلئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ اور نہ ہی اس سے کسی چیز کی سوائے اس کے توقع ہے۔ کہ وہ یزید جیسے شخص کی طرف بیعت کی دعوت دے۔ پھر فرمایا۔

اے اللہ کے دشمن مجھ سے دور ہو جاؤ ہم رسول اللہؐ کے اہل بیت ہیں، حق ہماری طرف اور ہماری زبانیں ہی حق بات کہتی ہیں اور میں نے حضرت رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت ابوسفیان کی اولاد پر حرام ہے۔

نیز حضور پاکؐ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جب تم حاکم شام کو مدینہ میں میرے منبر پر دیکھو تو تم اس کا پیٹ چاک کر دینا۔ خدا کی قسم مدینے والوں نے میرے نانا کے منبر پر حاکم شام کو دیکھا اور اس بات پر عمل نہ کیا جو رسول اللہؐ نے معاویہ کے متعلق فرمائی تھی۔ پس خدا نے معاویہ کے بیٹے یزید کو

ان پر مسلط کر دیا ہے

اللہ معاویہ کو اس کے کئے کا نتیجہ دے اور جس کا مستحق ہے اسے وہ سب کچھ دے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مروان نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنی تو وہ غصہ میں آگیا اور کہنے لگا کہ۔ خدا کی قسم! تم اس وقت تک میرے پاس سے نہیں جاسکتے جب تک تم ذلت کے ساتھ یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کرو گے کیونکہ تم ابو ترابؑ کی اولاد باتیں بہت کر سکتے ہو اور اولاد ابو سفیان کی دشمنی تمہارے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے تمہیں حق ہے کہ تم ان کے ساتھ دشمنی کرو اور ان کو حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ دشمنی کریں۔

تو امام عالی مقام نے اس کی بات نے سن کر فرمایا۔

اے مروان! تمہارے لیے تباہی ہو مجھ سے دور ہو جا کیونکہ تو جس اور پلید ہے اور ہم اہل بیت طاہر و اطہر ہیں ہم وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کیلئے آیت اتاری۔

النبا ید اللہ لیذہب عنکم الرجز اهل البیت و یطہرکم تطہیرا

اس پر مروان نے سر جھکا لیا اور کچھ نہ بولا امام عالی مقام نے نیز یہ بھی فرمایا کہ

اے زرقاء (مشہور زانیہ اور نیلی آنکھوں والی عورت) کے بیٹے (ایک اور عبارت میں ہے اے گندی عورت کے بیٹے) بازاروں میں جھنڈا لگا کر اپنی طرف لوگوں کو دعوت گناہ دینے والی کے بیٹے مجھ سے دور ہو جاؤ تم ہر وہ کام کرتے ہو جو میرے نانا ناپسند کرتے ہیں تم اپنے رب کے سامنے اس دن آؤ گے جب میرے نانا تم سے میرے حق اور یزید کے متعلق سوال کریں گے۔

پس مروان غصے کی حالت میں ولید کے پاس چلا گیا اور وہ تمام باتیں اسے جا کر بتائیں جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوئی تھیں۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے مروان جیسے پلید انسان کی بات سننے سے انکار نہیں کیا تو اس سے سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی بدترین دشمن بھی آپ سے بات کرے تو سن لیں چاہیے اور بعد میں جو حق بات ہو

وہی کہیں اور اس پر عمل کریں۔

۲؎ امام حسین علیہ السلام نے یہاں دو قسم کے اسلام کا تصور دیا ہے ایک وہ ہے کہ جنگی رہبری اور قیادت یزید جیسوں کے ہاتھ میں ہے (جو ظاہر میں اسلام کی بات کریں اور باطن میں اسلام کی تباہی کریں) دوسرا اسلام وہ ہے کہ جو معصومین اور نامکین برحق رسول اللہ کے پاس ہے اور امام حسین علیہ السلام اسی اسلام کے رہبر تھے۔

یزید جیسوں کی قیادت درہمیری میں جو اسلام کا عنوان ہوگا تو پھر اس اسلام کا فاتحہ پڑھ لیں کیونکہ یہ وہ رسول اکرم کا لایا ہوا اسلام نہیں ہے۔

۳؎ اسی بیان میں مروان کا طعون ہونا اور راست سے بھگنا بھی بتایا گیا ہے۔

۴؎ اسی گفتگو میں امام عالی مقام نے یہ واضح کیا ہے کہ ہم اہل بیت پیغمبر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے ہم جو کہتے یا کرتے ہیں وہی حق ہے۔

۵؎ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضور اکرم کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد پر اسلامی خلافت و حکومت حرام ہے۔

۶؎ اور اس میں یہ بھی واضح کیا کہ رسول اللہ نے معاویہ کے بارے میں جو حکم دیا تھا مدینہ والوں نے اس پر عمل نہ کیا تو خدا نے معاویہ سے بھی بدترین شخص یزید کو ان پر مسلط کر دیا۔

۷؎ اسی بیان میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے مروان کو شخص اور پلید کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی امام وقت کی مخالفت کرے گا وہ نجس اور پلید ہے۔

۸؎ یہ بھی بتایا کہ آیت تطہیر ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۹؎ یہ بھی بتایا جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ حق ہے اور اس کا انکار مروان بھی نہیں کر سکا یعنی یہ تمام باتیں اس کے اندر موجود تھیں مگر نہ وہ جواب میں کہہ دیتا کہ آپ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

۱۰؎ یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ امام عالی مقام پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انبیاء کا وارث شیطان کے کارندوں کی بیعت نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کے مخالف کی بیعت کرنا معصوم کیلئے کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

مدینہ چھوڑنے سے پہلے:

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام نانائے مزار پر﴾

رات کے وقت امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر آئے اور نانائے مزار اقدس پر پہنچے اور ان الفاظ کے ساتھ نانائے کو سلام کیا۔

السلام علیک یا رسول اللہ انا الحسن ابن الفاطمة فرحک وابن
فرحتک وسبطک الذی خلفتنی فی امتک فاشہد بانسی اللہ انہم عذلوئی
ولم یحفظوئی وھذہ شکوائی الیک حتی القاک

ترجمہ ہے آپ پر سلام ہوا اے اللہ کے رسول! میں حسینؑ فاطمہؑ کا بیٹا ہوں میں آپؐ کا بیٹا
آپ کی بیٹی کا بیٹا ہوں میں آپؐ کا نواسہ اور فرزند ہوں جسے آپؐ اپنی امت میں چھوڑ گئے پس اے
اللہ کے نبی! آپ اس اُمت پر گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے بے حفاظت چھوڑ دیا اور آپؐ کے پاس یہ
میری شکایت ہے یہاں تک کہ میں آکر آپؐ سے ملاقات کروں۔ یہ زیارت پڑھنے کے بعد آپؐ
مزار اقدس کے قریب نماز میں مشغول ہو گئے۔

﴿دوسری دفعہ نانائے مزار پر﴾

جب ولید سے گفتگو کو دوسری رات ہوئی تو امام حسینؑ نانائے مزار پر گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر
یہ کلمات کہے۔

اللھم ان ھذا قبر نبیک محمد وانا ابن بنت نبیک وقد حضرنی من الامر
ماقد علمت اللھم انی احب المعروف وانکر المنکر واسالک یا ذالجلال
والاکرام بحق القبر ومن فیہ الا اخترت لی ماھولک رضیٰ ولسولک رضیٰ
ترجمہ ہے اے اللہ! یہ تیرے نبیؐ کی قبر ہے اور میں تیرے نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور جو معاملہ مجھے
درپیش ہے تو اس سے آگاہ ہے اے خدا! میں اچھائی کو پسند کرتا ہوں اور برائی سے نفرت کرتا ہوں

اے خدا! میں اس قبر کے حق کے صدقے میں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو اس قبر میں موجود ہے اس کے حق کا واسطہ دے کر کہ تو میرے لئے وہ پسند کر جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا ہو۔

﴿ان دو عبارتوں میں اہم نکات﴾

۱۔ زیارت کے جملوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ آپ اُمت پر رسول اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ و جانشین تھے۔

۲۔ اس بات کو واضح کیا کہ اُمت نے آپ کی قدر نہ کی آپ کا حق ضائع کیا اور آپ کی ذمہ داری آپ کے حوالے سے پوری نہ کی اور جن لوگوں نے آپ کا ساتھ نہ دیا وہ مجرم ہیں مولانا نے یہ شکایت حضرت رسول اللہ کے حضور پیش کی۔

۳۔ اس میں وہابیوں کے نظریہ کی تردید ہے امام عالی مقام نے اس طرح گفتگو کی کہ جس طرح رسول جن رہے ہوں۔

۴۔ مولانا کو یہی پسند اور برائی سے نفرت ہے تو مولانا نے والوں کو بھی ایسا ہونا چاہیے۔

۵۔ مولانا نے قبر اور قبر والے کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا لوگ یہ بات تو مان جاتے ہیں کہ رسول کا واسطہ دیا جائے مگر امام نے قبر کا واسطہ دے کر یہ ثابت کیا کہ امام دینی کی قبر کی بھی ایک منفرد شان اور فضیلت ہے نیز قبر مقدس کا واسطہ دینا بھی درست ہے اسی سے اولیاء کے مزارات پر جانے کا جواز بھی ثابت ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے منسوب بات کا واسطہ دے کر دعا مانگنا بھی درست ہے۔

۶۔ امام حسین علیہ السلام کی ساری توجہ خدا کی طرف ہے اور شکایت بھی اللہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ اے خدا! کہ تو میرے معاملے سے آگاہ ہے اور پھر خدا سے فیصلہ بھی مانگا ہے کہ وہ فیصلہ جاری فرما کہ جس میں تیری رضا ہو۔

﴿حضرت رسول اللہ کا امام کو پیغام﴾

امام حسین علیہ السلام نے رورو کر و عاتقنا شروع کی اور یہاں تک کہ صبح کی سفیدی طلوع ہوئی اور صبح کے وقت آپؑ نے اپنا سر حضورؑ پاک کی قبر پر رکھا تو تھوڑی دیر کیلئے آپؑ کو انگلی آگئی تو امام حسین علیہ السلام نے دیکھا۔ نبی پاکؐ فرشتوں کے ایک جھرمٹ میں اس طرح تشریف لائے ہیں کہ آپؑ کے دائیں بائیں آگے پیچھے سب فرشتے تھے حضورؑ پاکؐ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینے سے لگایا اور آپؑ کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔

(گویا کہ امام حسین علیہ السلام کی پہلی مجلس نبی پاکؐ خود پڑھ رہے ہیں اور مولانا رہے ہیں)

اے میرے پیارے بیٹے! گویا میں آپؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ جلد قتل کروئے جائیں گے آپؑ کو ذبح کیا جائے گا اور یہ کام میری امت کا ایک گروہ کرے گا اور آپؑ کو پیاسہ ذبح کیا جائے گا اور آپؑ کو پانی نہیں دیا جائیگا آپؑ کا جگر پیاس کی شدت سے جل رہا ہوگا اسے پانی سے سیراب نہیں کیا جائیگا میری امت کا یہ گروہ یہ جرم بھی کرے گا اور اس کے ساتھ وہ میری شفاعت کی امید بھی رکھے گا۔ ان کیلئے ایسا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری شفاعت ان تک نہیں پہنچائے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کیلئے کسی قسم کی کوئی نری اور مہربانی نہ ہوگی۔

میرے پیارے حسین علیہ السلام! تیرا بپا، تیری ماں اور تیرے بھائی حسن علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور وہ سب آپؑ کے مشتاق ہیں اور اے حسینؑ! تیرے لئے جنت میں درجہات ہیں جکو تو شہادت کے بغیر ہرگز نہ پاسکے گا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے نانا سے خواہش﴾

جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا کو نیند میں دیکھا اور گفتگو سنی تو فرمایا اے نانا! میں دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا مجھے دنیا میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں پس آپؑ مجھے اپنے پاس لے لیں اور اپنے ساتھ قرار دے دیں۔

﴿حضرت رسول اللہ کا امام حسین علیہ السلام کے لئے فرمان﴾

نبی پاکؐ نے فرمایا اے حسین علیہ السلام آپ کو دنیا میں ضرور پلٹ کر جانا ہے تاکہ آپ شہادت کا رتبہ حاصل کر سکیں۔ اور شہادت میں خدا نے جو اجر و ثواب آپ کیلئے قرار دیا ہے اسے حاصل کریں کیونکہ آپ اور آپ کے بابا، آپ کی ماں، بھائی اور آپ کے چچا (بھڑ) اور آپ کے بابا کے چچا (حزۃ) قیامت کے دن سب کے سب ایک جماعت و گردہ کی صورت میں محشور ہوں گے یہاں تک کہ آپ سب لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے (امام حسین علیہ السلام بیدار ہو جاتے ہیں اور اپنے نانا کی قبر کو ان الفاظ کے ساتھ وداع کرتے ہیں)

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! میں آپ کی ہمسائیگی کو مجبوری کی حالت میں چھوڑ رہا ہوں میرے اور آپ کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معاویہ کا بیٹا یزید جو کہ شرابی ہے، کمینہ و گنہگار ہے، زانی و فاسق و فاجر ہے وہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں انبیاء کا وارث ہوتے ہوئے اس کے سامنے جھک جاؤں۔ میں آپ کی قرب کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جب کہ آپ کی مزار اقدس کو چھوڑنا میرے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے میری طرف سے آپ پر سلام وداع ہو۔

﴿اس گفتگو کے اہم نکات﴾

اول نکتہ یہ ہے کہ رسول خداؐ نے امام مظلومؑ کی مجلس پڑھی۔

امامؑ اور معصوم کا خواب حکم خدا کا درجہ رکھتا ہے یعنی سچا ہوتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کو باقاعدہ یہ حکم ملا کہ وہ مدینہ کو چھوڑ دیں آپؑ نے اپنے اختیار سے مدینہ نہ چھوڑا بلکہ مجبوری کی حالت میں چھوڑا (یزید کی بیعت نہ کی) آپ کا یہ قیام اور خروج رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کیلئے اور خدا کے دین کی بناء کے لئے تھا۔

سابقہ بیانات سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ امام حسینؑ نے یزید کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ وہ باطل پر تھا اسلام کا باقی تھا دشمن خدا اور رسول تھا اور یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا امامت

جذبات میں آکر کوئی فیصلہ کرتی ہی نہیں اور نہ ہی کسی گروہ کی طرف سے آپ کو امام قرار دینے اور رہبر بنانے کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا پس یہ خیال درست نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کی حمایت کے اعلان کی وجہ سے ایسا کیا۔ کیوں کہ یہ سب باتیں اس وقت کی ہیں جب عالم اسلام خواب غفلت میں تھا اور کسی کو یزید کے ایسے اقدام کی خبر تک نہ تھی۔ اور نہ ہی کسی کو امام حسین علیہ السلام کے اعلان کی خبر تھی تاکہ کسی جگہ آپ کو حمایت ملتی اور وہ حمایت کسی فیصلہ کی بنیاد بنتی۔ یہ سب فیصلہ ایک ایسی غم کی قہیل میں تھا اور اس تناظر میں تھا کہ الہی فرما سجدے کسی کی بیعت نہیں کیا کرتے۔

اس اقدام سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اختلاف اصولی تھا اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی معاویہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی بلکہ حالات کے پیش نظر جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا اور یہ بھی امت کی بے حسی اور بے معرفتی کی وجہ سے ہوا تھا۔ کیونکہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام جنگ بندی کی پیشکش قبول نہ کرتے تو اس کے بعد مسلمانوں کا جو قتل عام ہونا تھا اس سب کی ذمہ داری حضرت امام حسن علیہ السلام پر ڈال دی جاتی اور ابوسفیان کا بیٹا تمام تر جرائم کے باوجود امت کی نظروں میں پارسا بن جاتا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایسا قدم اٹھایا کہ امت پر وقت گزرنے کے ساتھ باطل واضح ہو گیا۔



حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور عزاداری امام حسین

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے ماتم اور عزاداری کے لیے آٹھ سو درہم کی وصیت فرمائی کہ میری شہادت کے بعد دس برس تک ہر سال ایام حج میں منیٰ میں نوہ خوانی کرائی جائے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی جناب محمد حنفیہ سے گفتگو﴾

جب صبح کے وقت رسول اللہ کے حرم آپ سے واپس آئے تو آپ کے بھائی محمد حنفیہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی۔

اے میرے بھائی! آپ پوری مخلوق سے زیادہ میرے نزدیک محبوب ترین ہیں مجھے ان سب سے زیادہ آپ عزیز ہیں خدا کی قسم! کوئی بھی آپ سے بڑھ کر خیر خواہی کا حقدار نہیں ہے کیونکہ آپ میرا وجود ہیں میری روح و جان ہیں میری آنکھیں ہیں آپ اہل بیت میں سے بزرگ ہیں آپ کی اطاعت میرے اوپر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے اوپر شرافت و فضیلت عطا کی ہیں اور آپ کو جو انسان جنت کا سردار بنایا ہے اور پھر گفتگو مزید آگے بڑھاتے ہوئے عرض کی! کہ آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے جائیں اگر وہاں پر حالات اچھے رہے تو وہیں رہیں ورنہ آپ یمن کے شہروں کی طرف تشریف لے جائیں کیونکہ یمن والے آپ کے نانا اور باپ کے انصار ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مہربان ہیں ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں ان کا ملک دیگر ملکوں سے زیادہ وسیع ہے اور اگر وہاں پر حالات درست ہو جائیں تو بہتر ورنہ بصورت دیگر آپ ریگستانوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف چلے جائیے گا اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں چائیے گا یہاں تک کہ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کا معاملہ کس طرف پلٹتا ہے اور خدا ہمارے اور گنہگار قوم کے درمیان کیا فیصلہ کرتا ہے؟

﴿جناب محمد حنفیہ کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کا جواب﴾

امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی! خدا کی قسم!

کہ اگر دنیا میں کوئی ٹھکانا اور کوئی پناہ گاہ نہ رہی تو پھر بھی میں یزید کی بیعت نہ کروں گا محمد بن حنفیہ نے بات ختم کر دی اور دوبارہ شروع کر دیا اور امام حسین علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھوڑی دیر تک روتے رہے اور پھر فرمایا۔

اے بھائی! خدا آچکے جزائے خیر دے آپ نے میری خیر چاہی اور صحیح مشورہ دیا میں نے تو مکہ

جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں پر اعتماد﴾

میں اس کام کیلئے خود آمادہ ہوں اور میرے بھائی بھتیجے اور شیعہ تیار ہیں یہ سب ایسے ہیں کہ جنگا امر میرا امر ہے جنگی رائے میری رائے ہے۔

﴿محمد بن حنفیہ کیلئے ہدایات﴾

لیکن اے بھائی! آپ نے یہیں مدینہ میں رہنا ہے تاکہ آپ میرے لئے ان مخالفین کے حوالے سے خبریں دیتے رہیں اور ان مخالفین کے جتنے معاملات ہیں ان میں سے کسی چیز کو مجھ سے مخفی نہ رکھیں۔

﴿نکات﴾

۱﴿جناب محمد بن حنفیہ کی امام کے بارے میں معرفت اور اطاعت کا اظہار ہے اور یہ کہ رعیت کو امام کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔

۲﴿دوسری بات یمن والوں کی تعریف کی ہے کہ وہ اچھے اور زہول مسلمان ہیں۔

۳﴿حضرت محمد بن حنفیہ نے یزید کے حوالے سے واضح کیا ہے کہ یزید کی بیعت امام کو ہرگز نہیں کرنی چاہیے چاہے وہ جہاں جائیں۔

۴﴿حضرت امام حسین کا مدینے میں واضح بیان ہے کہ میں کسی صورت میں بھی یزید کی بیعت نہیں کر سکتا یہ میرا اہل فیصلہ ہے۔

۵﴿حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب محمد بن حنفیہ کی تعریف کی کہ آپ نے اچھا مشورہ دیا ہے۔

۶﴿امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتایا کہ جو ان کی رائے ہے وہ میری رائے ہے یہ نہیں کہا کہ جو میری رائے ہے وہی ان کی رائے ہے بلکہ یہ کہا کہ جو ان کی رائے ہے وہی میری رائے ہے یعنی مولانا کو اس قدر بااعتماد سمجھی اور آدی ملے کہ مولانا نے اس طرح سے جو

کہا ہے اس سے سبق ملتا ہے کہ دین و دنیا کے رہبروں کو ساتھیوں پر اعتماد کرنا چاہیے اور ساتھیوں کو بھی اعتماد پر پورا اترنا چاہیے۔

۷۔ حضرت امام حسینؑ نے محمد حنفیہ کو حکم دیا کہ آپ مدینہ رہیں اور یہاں کی خبریں مجھ تک پہنچائیں آپ سمجھا رہے تھے کہ کس طرح سے پلاننگ کرنی چاہیے۔ اور ساتھیوں کے بارے میں واضح کر دیا کہ ان میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے نیز آپ نے مدینہ کے حالات سے آگاہی کے لیے تاکید فرمائی۔



حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ۳۵ سال تک

حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ فرماتے رہے آپ دن کو روزہ

رکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے تھے جس وقت روزہ کے

افطار کا وقت ہوتا تھا غلام کھانا اور پانی پیش کرتا اور تناول کرنے کو کہتا

تو آپ فرمایا کرتے کہ ہائے افسوس فرزند رسولؐ بھوکا پیاسہ شہید کیا

گیا اور انہی الفاظ کو دہراتے رہتے تھے اور روتے رہتے تھے یہاں

تک کہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور پانی آنسوؤں سے مخلوط ہو

جاتا تھا جب تک آپ زندہ رہے آپ کا یہی دستور رہا۔

﴿جناب محمد حنفیؐ کی گفتگو کا ایک اور حصہ﴾

اے بھائی! مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ آپؐ کو قتل نہ کریں اور اس کے بعد جناب محمد بن حنفیہؑ نے یہ تجویز پیش کی کہ آپؐ مکہ چلے جائیں اور وہاں بھی حالات ٹھیک نہ ہوں تو یمن یا پھر جنگلوں اور ریگستانوں میں نکل جائیں اور بعض روایات کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ محمد بن حنفیہؑ نے یہ بھی عرض کی ہے کہ آپؐ کو فہ نہ جائیں تو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جہاں اور جوابات دیے تو یہ بھی فرمایا کہ!

خدا کی قسم! اے میرے بھائی! اگر میں حشرات الارض کے بلوں میں بھی چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھے وہاں سے بھی نکال لائیں گے اور قتل کریں گے۔

﴿نکات﴾

۱۔ محمد بن حنفیہؑ کی ہمدردی کا اظہار اور حفاظت کی فکر۔ اس طرح ہر رعیت کو اپنے امام کیلئے ہونا چاہیے۔ آج ہمیں اپنے امام زمانہؑ ع کی عافیت و سلامتی کے لیے بھی ایسی سوچ رکھنی چاہیے۔
۲۔ مولانا نے ایک بہت دردناک صورت واضح کی ہے کہ اس وقت امت اتنی بگڑ چکی ہے کہ وہ امام مظلومؑ کے خون کے پیاسے ہیں کہ بالفرض اگر میں حشرات الارض کے بل میں بھی چلا جاؤں تو بھی یہ لوگ مجھے نہ چھوڑیں گے۔



حضرت امام زمانہؑ ع اور عزاداری امام حسینؑ

زیارت ناحیہ میں ہے کہ میں آپؑ پر صبح و شام ندبہ و ماتم کروں گا اور آنسوؤں کی بجائے آپؑ پر خون روں گا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد حنفیہ کے لیے وصیت﴾

(حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑنے سے پہلے قلم دوات اور کاغذ طلب فرمایا اور یہ وصیت اپنے بھائی محمد کو تحریر کر کے دی)

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اوصى به الحسين ابن علي الى اخيه محمد بن الحنفية ان الحسين يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله جاء بالحق من عنده وان الجنة حق والنار حق والساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور واني لم اخرج اشرأولا بطورا ولا مفسدا ولا ظالما وانما خرجت لطلب الاصلاح في امة جدي صلى الله عليه وآله اريد ان آمر بالمعروف وانهي عن المنكر واسير بسيرة جدي وابي عنى ابن ابي طالب فمن قبلنى بقبول الحق فالله اولى بالحق ومن رد عني هذا اصبر حتى يقضى الله بيني وبين القوم وهو خير الحاكمين وهذه وصيتي اليك يا اخي وماتوفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب.

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ وصیت ہے حسین بن علی کی طرف سے بھائی محمد جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں کے نام کہ بہ تحقیق حسین ابن علیؑ کو اسی دیتے ہیں کہ لا اله الا الله وحده لا شريك له کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے عہد اور اس کے رسول ہیں جو حق کی جانب سے حق نکلے آئے ہیں اور یہ کہ جنت برحق ہے جہنم برحق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ ان سب کو جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا۔

﴿نکات﴾

۱﴿ وصیت کے اس حصہ میں امامؑ نے توحید و نبوت و قیامت اور اس سے متعلقہ عقائد بیان کر کے اپنا عقیدہ بتایا ہے اور شاید آپؑ نے اس لئے یہ تحریری وصیت کی ہے تاکہ کل فتویٰ فروش ملاں اپنا دین بچ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف فتویٰ دیں گے کہ (العیاذ باللہ) حسینؑ دین اسلام سے نکل چکے ہیں تو ان کا جواب تحریری طور پر پہلے سے دیا جا چکا ہو۔

۲﴿ وصیت تحریر کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ تحریری طور پر وصیت کی جائے اور اس جگہ یہ مقام افسوس بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ امامؑ کے پاس آ کر اپنا عقیدہ درست کرائیں وہ اُلٹا امامؑ کا عقیدہ پوچھیں اور امامؑ خود لوگوں کو تحریری طور پر بتائیں ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔

﴿یزید کے خلاف حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہداف﴾

امام حسین علیہ السلام نے اس وصیت کے اگلے حصے میں اپنے قیام کے بارے میں جو یزید کے خلاف تھا۔ افراط و مقاصد بیان کیے آپؑ فرماتے ہیں کہ۔
 با تحقیق میں نے یہ خروج ان اہداف کی خاطر کیا ہے۔

- ۱﴿ میں شر پھیلانے والا نہیں ہوں۔ بلکہ شر کے خاتمہ کے لیے میرا یہ قیام ہے۔
- ۲﴿ میں اترانے (تکبر کرنے والا) والا نہیں ہوں۔ بلکہ تکبر و غرور کی ناک رگڑنے جا رہا ہوں۔
- ۳﴿ میں فسادی نہیں ہوں۔ بلکہ فساد کی جڑوں کو خشک کرنے جا رہا ہوں۔
- ۴﴿ میں ظالم نہیں ہوں۔ بلکہ ظلم کا خاتمہ کرنے جا رہا ہوں۔

﴿اہم نکتہ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے قیام کے حوالے سے چار چیزوں ظلم، فساد، غرور و تکبر اور شر کی نفی کی ہے اس کے بعد امامؑ اس طرح اپنا مقصد بیان فرماتے ہیں۔
 امامؑ فرماتے ہیں کہ میرا خروج اس لئے ہے کہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کروں اُمتِ مجربہ چکی ہے یہ اقدام اس کو درست کرنے کیلئے ہے۔

﴿اصلاح کی تفصیل﴾

آگے فرماتے ہیں۔

۱﴿ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں۔

۲﴿ اپنے نانا و باپ کی سنت پر چلوں۔

﴿نکات﴾

۱﴿ ان دو جملوں میں مولانا نے عمل و زبان دونوں کے ذریعے سے اپنے اجداد کے راستے اور سیرت پر چل کر اصلاح کی تفصیل بتائی ہے۔

۲﴿ مولانا نے نقطہ یہ نہیں کہا کہ میں نانا کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں بلکہ باپ کی سیرت پر بھی چلنے کا کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کے بعد تین خلافتوں کے گزرنے کے بعد جب چوتھے نمبر پر حضرت امیر المومنین کی خلافت آئی اور دوسری خلافت کے بعد بھی حضرت امیر المومنین کو یہ کہا گیا کہ ہم آپ کو خلافت دے رہے ہیں مگر یہ کہ آپ حضورؐ کی سیرت کے ساتھ ساتھ سیرت شیخین پر بھی عمل کریں مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں رسول پاکؐ کی سیرت طیبہ پر عمل کروں گا۔ ان کی سیرت کے علاوہ کسی اور کی سیرت پر عمل نہ کروں گا۔

اس واقعہ کے کئی سال بعد حضرت امام حسینؑ نے تحریری طور پر یہ واضح کر دیا ہے کہ میرے نانا اور باپ کی سیرت ہی بہترین ہے اور کسی اور کی سیرت پر میں ہرگز نہیں چلوں گا اس کے ذریعے مولانا نے امامت کا نظریہ واضح کر کے امت کو سنت پیغمبرؐ پر چلنے کی دعوت دی ہے۔

﴿حق کا ساتھ دینے کی دعوت﴾

آخر میں فرماتے ہیں کہ

پس جو شخص مجھے حق کے عنوان سے قبول کرے گا تو خداوند قدوس زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے حق کو قبول کیا جائے جس نے میری خلافت کو ٹھکرادیا تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ دے اور وہ بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔

﴿نکات﴾

۱﴿ مولانا نے تمام مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ میری اصلاحی دعوت کو قبول کریں۔

۲﴿ مولانا نے کہا ہے کہ مجھے حق سمجھ کر (یہ نہیں کہا کہ حق کا پیرو ہوں) میرا ساتھ دیں یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ”علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے اور حق ادھر پھرے گا جدھر علی علیہ السلام جائے گا“ (یعنی خود امام حق ہیں) امام حسین علیہ السلام نے یہ جملہ فرما کر اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ آج حق میں ہوں حق میرے ساتھ ہے میں حق کے ساتھ ہوں جدھر جدھر میں جاؤں گا حق ادھر ہوگا لہذا جو حق پر چلنا چاہتا ہے وہ میرا ساتھ دے۔

۳﴿ مولانا نے یہ بھی بتا دیا کہ مخالفت کے نتیجے میں جو مصائب آئیں گے ان کو برداشت کروں گا اور اس دعوت سے نہ ہٹوں گا یہ نہیں کہا کہ حق سے نہیں ہٹوں گا بلکہ یہ واضح کیا کہ میں حسین خود حق ہوں۔

۴﴿ یہ میری وصیت ہے اور اے میرے بھائی میرے لئے اور آپ کے لئے خداوند قدس کی مدد ہے اور اللہ پر ہی بھروسہ ہے۔

۵﴿ اسی جگہ حضرت محمد حنفیہ سے فرمایا کہ آپ نے مدینہ میں رہنا ہے اور آپ نے مجھے مدینہ کی خبروں سے آگاہ رکھنا ہے۔

۶﴿ اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام امور بڑے اطمینان سے طے فرمائے بلکہ اپنی تحریک کے تمام حدود و خال واضح اور روشن کئے اور جانے سے پہلے تمام حالات کا جائزہ لے کر ہی ایک فیصلہ دیا۔

۷﴿ آپ کے بیانات سے یہ بھی واضح ہے کہ آپ آئندہ کے حالات سے آگاہ تھے آپ جو کچھ کر رہے تھے یہ ایک خدائی حکم کے تحت تھا۔

۸﴿ آپ کا سارا اقدام اسلام کی حفاظت اور اسلام کو قیامت تک محفوظ بنانے کے لیے تھا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے بھائی عمر بن علی سے گفتگو﴾

عمر بن علی کہتے ہیں کہ میں نے جب سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ چھوڑ رہے ہیں تو میں آپ کی خدمت اطہر میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا ابا عبد اللہ! اروتے ہوئے فرمایا: بھائی جان! میرے بھائی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے میرے بابا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اس طرح بیان نقل فرمایا کہ آپ کو قتل کیا جائے گا میرا خیال یہ ہے کہ آپ کا اس طرح سے یزید کی مخالفت کا انجام آپ کا قتل ہو جائے گا اور وہ خبر جو مجھے دی گئی وہ وقوع پذیر ہو جائے گی۔ جب کہ دوسرا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں آپ کی جان محفوظ رہے گی یہ بیان کرتے ہوئے زار و قطار رو بھی رہے تھے۔ مولانا نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا! تیرا کیا خیال ہے؟ کہ جو کچھ آپ کو انہوں نے بیان کیا ہوگا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا تو وہ انہوں نے مجھے نہیں فرمایا؟ تو جناب عمر بن علی نے عرض کی۔

یا ابن رسول اللہ! آپ کو اپنے حق کا واسطہ بتائیے کہ کیا آپ کو آپ کے قتل کی خبر دی گئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا جی ہاں۔

﴿امام عالی مقامؑ کا اپنی شہادت کی خبر دینا اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا دونوں فیصلہ﴾
میرے باپ حضرت امیر المومنین نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول اللہ نے انہیں میری شہادت اور خود ان کی شہادت کی اطلاع دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میری قبر ان کی قبر کے نزدیک ہوگی اور اسے برادر کہ تیرا کیا خیال ہے؟ کہ جس بات کو تو جانتا ہے اس کو میں نہیں جانتا۔

”میں کبھی بھی ذلت کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا“، یعنی میں اپنے پاس ذلت نہ آنے دوں گا اور یقیناً میری مادر گرامی حضرت سیدہ زہراء (سلام اللہ علیہا) اپنے بابا محمد مصطفیٰ سے شکایت کرنے کے لئے ملاقات کریں گی۔ یہ ان مصائب کے حوالے سے ہوگا جو حضور نبی اکرمؐ کی امت کی طرف سے حضرت سیدہ کی اولاد کو پہنچائے گئے جنت میں ان میں سے کوئی بھی نہیں جاسکے گا جنہوں

نے حضرت سیدہ زہراء (علیہا السلام) کو ان کی اولاد کے حوالے سے تکلیف پہنچائی ہوگی۔

﴿نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کی اطلاع تھی بلکہ یہ خبر تو عام لوگ بھی جانتے تھے پس یہ کہنا غلط ہے کہ مولانا آپ کی اولاد اور ساتھیوں کو خبر نہ تھی کہ اس فیصلہ کا انجام کیا ہوتا ہے؟ بلکہ سب اس سے واقف تھے اور یہ جانتے تھے کہ اسلام کی حفاظت کیلئے یہ سب کچھ انجام پانا ہے اور اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ واضح کیا کہ اس بات کی اطلاع ان کو تھی کہ انہوں نے نجف اشرف کے نزدیک دفن ہونا ہے۔

۳۔ یزید کی بیعت کرنا ذلت ہے اور میں ذلت قبول نہ کروں گا۔ اور کوئی امام کسی ایسے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا جس میں اسکی ذلت ہو وہ ہمیشہ عزت اور کرامت کے راستہ کا انتخاب کرتا ہے اگرچہ ان کے ظاہری فیصلے سے لوگوں کو سبکی کا پہلو نظر آ رہا ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا نیز امام کا ہر فیصلہ حکم خدا کے تابع ہوتا ہے۔

۴۔ جناب سیدہ اپنا مقدمہ اپنے بابا رسول پاک کی خدمت میں پیش کریں گی اور ان کی اولاد کو تکلیف دینے والے کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔
مدینہ سے روانگی کے وقت

جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے اپنی تیاری کا مکمل پروگرام بتا چکے اور حسب پروگرام شاہراہ اعظم سے آپ نے مکہ کی طرف سفر کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی زبان پر وہی کلمات جاری تھے جو حضرت موسیٰ نے مصر کو دامن کے قصد سے چھوڑتے وقت پڑھے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں:-

فخرج منها خائفا يترقب قال رب نجيني من القوم الظالمين

پس موسیٰ مصر سے خوف، پریشانی اور حالت انتظار میں نکل کھڑا ہوا اور موسیٰ نے کہا میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

﴿مدینہ سے مکہ کی جانب روانگی﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام 28 رجب کو روانہ ہوئے تو سورہ قصص آیت 21 تلاوت فرما رہے تھے۔
 فخرج منها خائفا يترقب قال رب نجني من القوم الظالمين لا والله لا اله الا الله حتى
 يقضي الله ما هو قاضٍ۔
 سو نکل کھڑے ہو (موسیٰ) کوہاں سے ڈرتے ڈرتے ٹوہ لیتے ہوئے دعا مانگی اے میرے مالک!
 بچالے تو مجھے ظالم لوگوں سے۔

﴿نکات﴾

- ۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے آپ کو حضرت موسیٰ کے اس سفر سے مشابہت دی ہے جیسا کہ آپ اپنے وطن مالوف مصر سے مدائن کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔
- ۲۔ حالت خوف اپنی ذات کے حوالے سے نہیں اس لیے قہمی کہا اگر آپ مدینہ الرسول نہ چھوڑتے تو فرعون وقت کے کارندے آپ کو قتل کرنے کے ورپے ہوتے اور حرم رسول کی بے احترامی ہوتی۔
- ۳۔ مدینہ الرسول والوں کی بے حسی اور اپنے زمانہ کے امام سے لاتعلقی اور بے معرفتی کی طرف اشارہ ہے۔
- ۴۔ خدا پر بھی اعتماد اور بحروس کا اعلان ہے اور فرعونوں کے خاتمہ کی خبر بھی ساتھ ہی دے دی ہے۔
- ۵۔ یہ کہ میں حضرت موسیٰ کی طرح کامیاب ہوں گا فرعون کا خاتمہ ہوگا۔



﴿مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام﴾

۲۸ رجب ۶۰ ہجری ۳ مئی ۶۸۰ عیسوی کو امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے
آدھی رات کے بعد یہ کاروان مدینہ سے روانہ ہوا۔ مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام حسب ذیل ہیں۔
آغاز سفر از مدینہ۔

ایبار علی ← دوراھا ← مساجد ← ام ایمن
جمارات ← دغائج ← بدر ← دوراھا ریاض
مستورۃ ← ربیع ← حلیص ← عسفان
ام حملا ← متعیم ← شعب علی ابن ابی طالب (مکہ)

متعیم سے ایک راستہ مکہ میں داخل ہوتا تھا اور دوسرا سفر آپ اپنے گھروں کی طرف جاتا
تھا جو کہ شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھے۔ اس طرح آپ کی آخری منزل شعب ابی طالب
(مکہ) تھی۔

مدینہ سے مکہ تک کا فاصلہ برید اعظم (طریق اعظم) سے ۴۵۰ کلومیٹر تھا جس کی تفصیل کچھ
یوں ہے مدینہ سے جنوب مغرب دس کلومیٹر کے فاصلہ پر آیبار علی دوراھا (ایک
راستہ تبوک کے راستہ شام کی طرف جاتا تھا دوسرا راستہ بدر کی طرف جاتا تھا) سے ہوتے ہوئے
مساجد کی منزل ۳۹ کلومیٹر اور وہاں سے مغرب کی طرف ۲۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر ام ایمن کا
شہر تھا جو مدینہ سے ۱۰۵ کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے ام ایمن سے الحمرہ کی بستی ۲۲ کلومیٹر الحمرہ سے دغائج
۱۲ کلومیٹر یہاں پر ایک دوراھا تھا ایک راستہ بدر اور حنین کی طرف جاتا تھا اور وہاں سے مکہ کا راستہ
تھا اور ایک راستہ سیدھا مکہ جاتا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے سیدھا راستہ اختیار کیا بدر کا میدان

خانج سے ۲۱ کلومیٹر فاصلہ پر تھا اس طرح بدر کا مدینہ سے ۱۳۸ کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔ بدر سے ۱۵ کلومیٹر جنوبی طرف ایک دور احاطہ ایک راستہ سیدھا مغرب کی طرف ریاض شہر کی طرف جاتا تھا دوسرا راستہ جنوب مشرق کے رخ پر مستورہ شہر کی طرف جاتا تھا بدر سے مستورہ ۴۰ کلومیٹر تھا مستورہ سے ریخ ۳۱ کلومیٹر ریخ سے خواص ۸۶ کلومیٹر ہے عسفان ۲۰ کلومیٹر عسفان سے ام حلا ۵۵ کلومیٹر ام حلا سے محیم ۲۶ کلومیٹر محیم سے مکہ ۸ کلومیٹر (مدینہ سے مکہ کا کل فاصلہ ۴۵۰ کلومیٹر)



حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور عزا داری امام حسین علیہ السلام

ریان بن شعیب سے امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں
اے شعیب کے بیٹے اگر امام حسین علیہ السلام پر اتنا گریہ کرو کہ
تمہارے آنسو تمہارے دونوں رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا
تمہارے ہر چھوٹے یا بڑے گناہ کو معاف کر دے گا۔
اگر جنت میں تم چاہتے ہو کہ محمد و آل محمد کے ساتھ ہم نشین رہو تو امام
حسین علیہ السلام کو شہید کرنے والوں پر لعنت بھیجا کرو۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ میں آمد﴾

یہ کاروان مکہ میں تین شعبان ۶۰ ہجری بمطابق ۸ مئی بروز جمعہ ۶۸۰ء مقام محکم سے یہ کاروان شعب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی طرف چلا گیا جو کہ مکہ کے مرکز سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا اس جگہ مولا امام حسین علیہ السلام کے اپنے گھر تھے آپ نے اپنے پردہ داروں کے ساتھ مکہ میں اسی جگہ قیام فرمایا امام حسین علیہ السلام وہاں سے مکہ حرم خدا میں تشریف لاتے تھے اور پھر وہاں سے واپس اپنے قیام کی جگہ تشریف لے جاتے تھے۔

محکم سے ایک دورا تھا جسے صفاح کہا جاتا تھا اس سے ایک راستہ سیدہ عا مکہ داخل ہوتا تھا جب کہ دوسرا راستہ شعب حضرت علی کی طرف جاتا تھا آپ نے شعب والا راستہ اختیار کیا۔
آپ نے اس جگہ ۷ ستمبر ۶۸۰ء بمطابق ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری قیام کیا چار ماہ اکیس دن بنتا ہے۔

﴿مکہ میں داخلہ﴾

امام 3 شعبان 60 ہجری کی رات کو مکہ پہنچے تو وہی پڑھا جو حضرت موسیٰ نے مدائن میں داخل ہوتے پڑھا تھا۔

ولماتوجه تلقاء مدین قال عسی ربی ان یھدینى سواء السبیل
اور جب رخ کیا موسیٰ نے مدائن کا تو دل میں کہا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھے راستے پر ڈال دے۔

جب آپ مدینہ سے چلے تو امام حسین علیہ السلام نے عام راستہ اختیار کیا بعض روایات میں ہے کہ مسلم بن عقیل نے کہا کہ یا بن رسول اللہ! اگر ہم شاہراے عام سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کریں تو بہتر نہ ہوگا جیسے عبداللہ بن زبیر نے کیا تھا تو امام نے فرمایا
نہیں خدا کی قسم! اے میرے عم میں شاہراے عام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مکہ شہر کے گھر مجھے نظر آئے لگیں یا اللہ تعالیٰ وہ فیصلہ دے دے جسے وہ پسند کرتا ہے یا پھر جو اسکی رضا ہو۔

﴿نکات﴾

۱﴿ حضرت امام حسین علیہ السلام چھپ کر نہیں جانا چاہتے تھے لہذا انہوں نے عمومی راستے کو اختیار کیا اور یہ راز بھی کارفرما تھا کہ میرے جانے کی عام لوگوں کو اطلاع ہو نیز دنیا کو پتہ چلے کہ میں نفس مطمئنہ ہوں۔

۲﴿ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم! میں عمومی شاہراہ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ دینا چاہے وہ دے دے۔

۳﴿ مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ کیا تم ڈرتے ہو؟ کہ پیچھے سے کوئی دستہ آجائے اور ہمیں پکڑ کر لے نہ جائے جواب دیا گیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کے ڈر سے ہم راستہ تبدیل کریں میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔



حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور عزاواری امام حسین علیہ السلام

اگر کسی چیز کے لیے گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن علی کے لیے گریہ کرو کیونکہ امام حسین علیہ السلام کو اشقیانے گو سفند کی مانند ذبح کیا اور اشعارہ جو انان بنی ہاشم آپ کے ساتھ شہید کئے کہ جن کی مثل و مانند روئے زمین میں نہیں تھی۔ اور سات آسمانوں اور زمین حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل پر گریہ کتناں ہوئیں۔

﴿ مکہ میں عبداللہ بن عمر کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ﴾

يا ابا عبد الرحمن اما علمت ان من هو ان الدنيا على الله ان راس يحيى بن
زكريا اهدى الى بغى من بغايا بنى اسرائيل اما تعلم ان بنى اسرائيل كانوا يقتلون
ما بين طلوع الفجر الى طلوع الشمس سبعين نبيا ثم يجلسون في اسواقهم
يبعون ويشترون كان لم يصنعوا شيئا فلم يعجل الله عليهم بل امهلهم واخذهم
بعد ذلك اخذ عزيز ذى انتقام اتق الله يا ابا عبد الرحمن ولا تدعن نصرتي
(لحوف صفحہ ۳۶ مشیر الاحزان صفحہ ۲۱)

ترجمہ ﴿ اے ابو عبد الرحمن کیا تم نہیں جانتے؟ کہ بنی اسرائیل طلوع فجر سے طلوع غروب کے درمیانی
وقت میں ستر نبیوں کو قتل کر دیتے تھے پھر وہ بازار میں بیٹھ کر خرید و فروخت کرتے تھے اور ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ انہوں نے کوئی جرم ہی نہیں کیا لیکن خدا نے انکے عذاب میں جلدی نہیں کی ان کے
لئے بعد میں سخت عذاب ہے خدا ان سے غافل نہیں ہے ان کو اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا اے
ابو عبد الرحمن اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری مدد ترک نہ کرو اور نماز میں مجھے یاد رکھو قسم ہے اس
خدا کی جس نے میرے نانا رسول کو خیر و نذیر بنا کر بھیجا اگر تیرا باپ عمر ابن الخطاب میرے
زمانے میں موجود ہوتا وہ بھی اسی طرح ظاہر امیرے ساتھ ہوتا جس طرح وہ میرے نانا کے ساتھ
ہوتا تھا۔

امام حسین علیہ السلام کے مکہ آنے سے پہلے عبداللہ بن عمر مستحب عمرہ کے لئے اور اپنے کچھ ذاتی
کاموں کی انجام دہی کی خاطر مکہ آیا ہوا تھا جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے
عبداللہ بن عمر اس دن مدینہ واپس جانے کا ارادہ کر چکا تھا وہ امام کی خدمت میں پہنچا اور امام کو
صلح اور یزید کی بیعت کرنے کو کہا اور یزید کی مخالفت کے انجام اور جنگ کے اقدام سے ڈرایا اس
نے کچھ اس انداز سے گفتگو کی۔

﴿عبداللہ بن عمر کی امام حسین علیہ السلام سے گفتگو﴾

یا ابا عبداللہ!

اللہ آپ پر رحم کرے اس خدا کا تقویٰ اختیار کرو جس کے پاس آپ نے پلٹ کر جانا ہے آپ کو اس گھرانے کی دشمنی کا علم ہے انہوں نے جو آپ پر ظلم کیے ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں لوگوں نے یزید ابن معاویہ کو حاکم بنایا ہے مجھے ڈر ہے کہ مال و دولت کے لالچ کی وجہ سے عوام اس کے ساتھ ہو جائے گی اور وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے آپ کی خاطر بہت سارے انسان ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ”حسین بقتل کر دیئے جائیں گے اور اگر انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا اور امام حسین کی بے حرمتی کی اور کسی نے ان کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں کو رسوا کرے گا۔“

میرا مشورہ ہے کہ آپ آج ہی امن و صلح کے راستے میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوئے ہیں یزید سے پہلے معاویہ کے بارے آپ نے صبر کیا اس پر بھی صبر کریں یہاں تک کہ اللہ آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے آپ اپنے وطن سے بھی دور نہ ہوں یہیں سے مدینہ واپس لوٹ جائیں اور اپنے نانا رسول کے حرم میں رہیں۔ یہ لوگ جن میں کوئی انسانیت نہیں ہے ان کو موقع نہ دیں کہ وہ آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکیں اور اگر آپ پسند کریں تو آپ بیعت نہ کریں آپ کو چھوڑ دیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ یزید ابن معاویہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے پس اس کے معاملے میں اللہ ہی کی ذات کافی ہے۔

﴿امام عالی مقام کا جناب عبداللہ کے سوال کا جواب﴾

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! ”جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے آپ کی اس گفتگو پر افسوس رہے گا اے عبداللہ! میں تجھے خدا کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں کہ آیا تیرے نزدیک میں غلطی پر ہوں؟ پس اگر تیرے نزدیک میں اس معاملے میں غلطی پر ہوں تو مجھے رہنے دیں کہ میں تیری یہ بات سنوں اور انکی پیروی کروں گا۔“

عبداللہ بن عمر نے کہا۔

”نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے فرزند کو غلطی پر قرار نہیں دیا۔ رسولؐ کی نسبت سے آپؐ کی طہارت و پاکیزگی اور آپؐ کا مرتبہ و شان پر ہونا بھلا یا بیدار بن معاویہ کب اس کی برابری کر سکتا ہے؟ لیکن مجھے ڈر ہے کہ آپؐ کے اس خوبصورت چہرے پر کمواریں ماری جائیں اور یہ امتِ آپؐ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرے جسے آپؐ نہیں چاہتے آپؐ ہمارے ساتھ مدینہ واپس چلیں آپؐ بیعت نہیں کرنا چاہتے ہیں نہ کریں تو آپؐ گھر بیٹھ جائیں۔



ملائکہ کی عزاداری

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چار ہزار فرشتے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے جب نازل ہوئے تو آپؐ شہید ہو چکے تھے اور اب یہ فرشتے امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس پریشان حال اور گرد آلود رہتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو یہ ان کے یار و انصار میں ہوں گے اور ان کا شعار و نعرہ یا لشارات الحسین (اے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والو بدلہ لینے کے لیے اٹھو) ہوگا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن عمر کو حقائق سے آگاہ کرنا﴾

اسے ابن عمر!

جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا یہ قوم (بنی امیہ) مجھے کبھی نہیں چھوڑے گی جب تک مجھے وہ پاند لیس اور جو وہ چاہتے ہیں وہ مجھ سے نہ منوالیں اور اگر مجھ تک نہ پہنچ سکے تو ان کا اصرار مسلسل برقرار رہے گا یہاں تک کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی بیعت کر لوں یا پھر وہ مجھے قتل کر دیں۔

اے اباء عبدالرحمن! دنیا کی بے وفائی اور پستی کے حوالے سے کیا تم نہیں جانتے؟ کہ بنی اسرائیل کی بدکار عورتوں میں سے ایک زنا کار عورت کے پاس صحیح بن زکریا کے سر کو بطور ہدیہ لایا گیا جبکہ سران کے خلاف بول رہا تھا۔

”اے ابن عمر! اگر میرے ساتھ تیرا چاہا مشکل ہے تو تیری مرضی لیکن پھر تم یزید کی بیعت کرنے میں جلدی نہ کرنا اور یہ بھی یاد رکھنا اگر آج تو نے میری مدد نہ کی تو کل تم اس کپڑے سے جہی زیادہ ذلیل و رسوا ہو گے جو خون آلود کپڑے اور تیس ہا ہر کوڑے میں پھینک دیتی ہیں میری نصیحت یاد رکھنا اور تم بنی امیہ اور یزید کے ساتھ نہ جانا اور اسکی بیعت ہرگز نہ کرنا۔“

﴿جناب عبداللہ بن عمر کی خواہش﴾

عبداللہ بن عمر نے جب امام عالی مقام کی یہ بات سنی تو روتے ہوئے کہا اے مولا! میں واپس مدینے جا رہا ہوں میری ایک خواہش ہے اپنے بدن مبارک سے دامن اٹھائیں تاکہ میں اس جگہ بوسہ دے لوں جہاں اکثر رسول خدا بوسہ دیا کرتے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام بوسہ گاہ رسول سے کپڑا ہٹا دیا جناب عبداللہ نے اس جگہ کا بوسہ لیا اس حالت میں کہ جناب عبداللہ بن عمر مسلسل رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اے اباء عبداللہ! میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور خدا حافظ کہتا ہوں کیونکہ آپ کو اس سفر میں قتل کر دیا جائے گا پھر روتے ہوئے اپنے امام کو چھوڑ کر مدینہ چلا گیا اور مدینہ پہنچ کر یزید کی بیعت کر لی۔

﴿نکات﴾

۱ ﴿عبداللہ بن عمر نے اس گفتگو میں ایک حدیث بیان کی کہ جب امام حسینؑ خروج کریں تو انکی مدد کرنا اور اس نے خود بیان کیا کہ جو امامؑ کی مدد نہیں کریں گے وہ ذلیل و رسوا ہوں گے اس حدیث کی روشنی میں امام حسینؑ نے فرمایا۔ ”اگر یہ بات سچ ہے تو پھر میری مدد کرو لیکن اس حدیث پر عبداللہ نے عمل نہیں کیا۔ اور پھر جیسے مولا حسینؑ علیہ السلام نے خبر دی تھی ویسے ہی ہوا اور آخر میں حجاج بن یوسف کے ذریعہ وہ ذلیل و خوار ہوئے۔

۲ ﴿اس وقت کے تمام اصحاب کو علم تھا کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے مارا جاتا ہے۔

۳ ﴿اس ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کو امام حسینؑ علیہ السلام کے مارے جانے کا یہ تھا مگر ظاہری طور پر وہ یہ چاہتا تھا کہ امامؑ قتل جائیں اور قتل نہ ہوں۔

۴ ﴿امامؑ کا اہل فیصلہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو تم کہتے ہو کہ میں گھر بیٹھ جاؤں اور یزید کے خلاف آواز بلند نہ کروں۔

۵ ﴿عبداللہ بن عمر کی گفتگو سے امامؑ کی صداقت واضح ہو جاتی ہے امامؑ نے جو فیصلہ کیا ابن عمر نے ظاہر اسے قبول کر لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کے اصحاب مانتے تھے کہ امام حسینؑ علیہ السلام صحیح فیصلے پر ہیں۔

۶ ﴿امام حسینؑ علیہ السلام نے یحییٰ بن زکریا کے سر کی مثال دے کر کہا کہ میرے سر کو اس طرح یزید کے سامنے لایا جائے گا جب کہ وہ ان کے خلاف بول رہا ہو گا۔ اس بیان سے ان افراد کا جواب بھی ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ علیہ السلام کے سر مبارک نے ایک آدھ دفعہ گفتگو کی کیونکہ مولا حسینؑ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کے سر کی مثال دی ہے جس طرح ان کا سر اپنے قاتلوں کے خلاف بول رہا تھا اسی طرح میرا سر بھی بولے گا اور ایسا ہی ہوا۔

۷ ﴿امام حسینؑ علیہ السلام نے نبی اسرائیل کا حوالہ دے کر کہا کہ اللہ مجرموں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا اگر میرے قاتلوں کو جلدی عذاب نہ ملے تو یہ نہ سمجھنا کہ خدا غافل ہے بلکہ ان کیلئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

۸ ﴿عبداللہ بن عمر کو اس کے مستقبل کے بارے میں آگاہ کیا تم ذلیل و رسوا ہو گے کہ بخش اور گندے کپڑے سے بھی بدترین ہو جاؤ گے۔

۹ ﴿عبداللہ کا امام حسین علیہ السلام کے بدن پر بوسہ دینا۔ ہمارے لئے درس ہے کہ وہ اس جگہ پر بوسہ دیتا ہے جہاں رسولؐ بوسہ دیتے تھے اس کے اس عمل نے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا کیونکہ اس نے امامؑ کی مدد نہیں کی اور عمل کے ذریعے مخالفت کی پس آج اگر ہم امامؑ کی قبر کا بوسہ لیں اور روتے رہیں لیکن عمل اور کردار منشور امامؑ کی خلاف ورزی کریں تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا ہم بھی ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ہمیں نجات نہیں ملے گی۔

﴿عبداللہ بن عمر کے کارنامے﴾

عبداللہ بن عمر کو علم ہو چکا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کبھی بھی یزید بن معاویہ سے صلح نہیں کریں گے پھر بظاہر اور بطور ریاکاری اس نے سینہ حسین علیہ السلام کے بوسہ لئے اور اشک بہائے اور رسول خداؐ کا فرمان نقل کیا کہ امام حسین علیہ السلام قرآن میں قتل ہوئے اور جس نے ان کی مدد نہ کی وہ ذلیل ہوگا پھر صراحت کے ساتھ امامؑ نے اس سے فرمایا کہ عبداللہ خدا سے ڈرو اور میری مدد سے ہاتھ نہ اٹھاؤ لیکن اس کے باوجود نہ فقط عبداللہ نے امامؑ کی مدد نہ کی بلکہ مدینہ پہنچتے ہی اس نے یزید کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا اور اللہ کے گردہ کی بجائے شیطان کے گردہ سے پیوست ہو گیا۔

﴿عبداللہ بن عمر اور حضرت امیر المومنینؑ کا دور خلافت﴾

حضرت عثمان کے قتل کے بعد تمام مسلمانوں نے مدینہ میں اپنے انداز سے امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت کی مگر عبداللہ بن عمر سات افراد کے گردہ میں سے ایک تھا کہ جس نے حضرت امام علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی اور ان کا بہانہ یہ تھا کہ اس وقت تمام مسلمان بیعت کر رہے ہیں میں بھی بیعت کرنا چاہتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے آخر میں امامؑ کی بیعت کروں اس پر مالک اشتر نے درخواست کی کہ اے امیر المومنینؑ وہ شمشیر اور تازیانہ سے ڈرتا ہے اس لیے بہانے کر رہا ہے آپ اجازت دیں تاکہ اسے سیدھا کر دوں۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا ”میں اپنی بیعت کیلئے کسی کو مجبور نہیں کرتا اس معاملے میں تمام لوگ آزاد ہیں کہ وہ اپنے انتخاب سے میری بیعت کریں لیکن ایک روز حضرت علی علیہ السلام کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمر حکومت کو سرنگوں کرنے کیلئے مکہ گیا ہوا ہے اور امام کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہا ہے۔

تو امام نے ایک لشکر روانہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لیا جائے ہالا فر عبداللہ بن عمر بغیر کا سیالی کے مدینہ واپس لوٹ آیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حکومت کے آخر تک اس نے امام کی حکومت کو قبول نہ کیا اور نہ ہی امام کی بیعت کی۔ لیکن امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اس نے معاویہ کی بیعت کر لی اور اس کی حکومت کو قبول کر لیا۔ یہ تھا عبداللہ کا حضرت علی علیہ السلام جسی شخصیت سے سلوک کہ اس نے نہ ان کی بیعت کی اور نہ احترام مگر معاویہ کی حکومت کو قبول کر کے بیعت بھی کر لی۔

﴿عبداللہ بن عمر اور یزید کی بیعت﴾

جس وقت معاویہ اپنے بیٹے یزید کیلئے لوگوں سے بیعت لے رہا تھا عبداللہ بن عمر مخالفین کے گروہ سے مل گیا لیکن معاویہ کو اس کی مخالفت سے کوئی خطرہ نہ تھا اور یزید کو معاویہ نے مخالفین کے بارے میں بتایا تو درمیان میں عبداللہ بن عمر کا نام بھی آگیا تو معاویہ نے عبداللہ بن عمر کے بارے میں نظریہ دیا اگرچہ عبداللہ بن عمر نے تمہاری بیعت کی مخالفت کی ہے لیکن اس کا دل تمہارے ساتھ ہے اسکی قدر کرنا اور اس کو اپنے سے جدا نہ کرنا۔ معاویہ کی پیش بینی کی بنیاد پر عبداللہ بن عمر کی مخالفت کا نقصان یزید کو نہ ہوا بلکہ یہ بتایا کہ موقع آنے پر عبداللہ بن عمر کی طرف سے ایک بڑی حمایت یزید کو ملے گی اور اس وقت جب یزید کے خلاف قیام امام حسینؑ بن علیؑ سے کرے گا تو عبداللہ بن عمر امام مصلح کی دعوت دے گا تاکہ یزید کی حکومت مزید مستحکم ہو جائے چونکہ وہ اس راہ میں شکست سے گھبرائے گا واقعاً ایسا ہی ہوا وہ امام کے ساتھ مکہ میں خدا حافظ کر کے مدینے آیا اور وہاں سے یزید بن معاویہ کو خط لکھا کہ میں تمہاری حکومت کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں وہ اس بیعت میں مستحکم رہا اور جب مدینہ کے لوگوں نے امام کی شہادت کے بعد یزید کے خلاف آواز

بلند کی اور مختلف قسم کی شورشیں پیدا ہونے لگیں اور مدینہ کے لوگوں نے گورنر عثمان بن محمد کو شہر سے باہر نکال دیا اس وقت عبداللہ نے اپنی قوم قبیلہ غلاموں اور فرزندوں کو جمع کیا اور ان سے گفتگو کی اور یزید کی حکومت کو مضبوط کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان سے کہا۔

کہ میں نے حضرت رسول خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر پیمان شکن فرد کیلئے ایک پرچم کھلا ہوگا اور اس سے پیمان شکن کو پہچانا جائے گا۔

عبداللہ نے اپنی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں اس دعوے اور پیمان شکن سے بالاتر کسی چیز کو نہیں جانتا کہ کسی شخص کی بیعت کوئی انسان کرے پھر اس کے ساتھ جنگ کرے لہذا اگر مجھے یہ علم ہوا کہ تم میں سے جس شخص نے یزید کے ہاتھ پر بیعت سے ہاتھ اٹھایا ہے اور اس کے مخالفین کی حمایت کی ہے تو میں اس سے قطع توڑ دوں گا۔

سبیل سکینہ

﴿عبداللہ بن عمر اور حجاج بن یوسف﴾

یزید ابن معاویہ کے بعد (عبدالملک بن مروان) کی حکومت آئی اس نے حجاج بن یوسف کو گورنر بنایا اور ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے حجاج بن یوسف کو زبردستی مدینہ بھیجا۔ حجاج بن یوسف جب مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمر رات کے وقت بیعت کرنے کیلئے حجاج بن یوسف کی طرف دوڑا اور کہا اے امیر اپنا ہاتھ مجھے دے تاکہ میں خلیفہ وقت کی بیعت کروں۔ حجاج نے سوال کیا یہ جلدی کس لئے ہے؟ کیا تم کل دن میں بیعت نہیں کر سکتے تھے؟ عبداللہ نے کہا کیونکہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرجائے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام اور پیشوا کو نہ پہچانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو آج رات میری موت واقع ہو جائے تو پیغمبر کے فرمان کے مطابق میں جاہلیت کی موت مر جاؤں گا۔ جیسے ہی عبداللہ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو حجاج نے اپنے پاؤں کو خلاف سے باہر کیا اور کہا۔ آؤ میرے ہاتھوں کی بجائے میرے پاؤں کو مس کرو یعنی آج تو نے میرے لئے پیغمبر کی حدیث کو پڑھا ہے۔

جبکہ تم ہی نے تو حضرت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی کے زمانے میں ان کی بیعت نہیں کی تھی اس وقت تم نے اس حدیث کو کیوں بھلا دیا تھا؟ اس جملے کا یہاں پر معنی دیکھیں کہ کیا بننے

ہیں؟ خود عبداللہ رسول خداؐ سے حدیث نقل کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کرنا ذلت و رسوائی کا باعث ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ابن عمر کا حقیقی اور خوفناک چہرہ ہمیں نظر آتا ہے ایسے کئی چہروں والے لوگ ہر زمانے میں موجود ہیں اور ہمیں ان سے ہمیشہ بچنا چاہیے اور اگر عبداللہ کو اس کے تکبر، جہالت اور دشمنی نے اجازت نہیں دی تھی کہ امام حسینؑ کی مذکورے اور وہ اس دن کا مختصر تھا اس لئے اس ذلت اور حقارت کے ساتھ اس رات وہ چپ چاپ کر حجاج کے گھر آیا اور معاویہ و یزید کے ساتھ تعلقات کی یہ سزا تھی کہ آج اسے ایک کثیف ترین اور زنا کار افراد میں سے ایک شخص کے پاؤں پر بوسہ دینے پڑے۔

ذالک لہم عزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم
ترجمہ ہے ان کیلئے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

(سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۳)



عزاداروں کے لیے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا

اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہماری مصیبت، غم، حزن، رونے پینے اور ماتم کرنے کو طول دینے میں ہمارے ساتھ مدد کی ہے۔ میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے ذکر کو زندہ رکھا ہے۔

جس طرح ہم اس غم کو یاد کر کے روتے ہیں اسی طرح ہمارے ماننے والے بھی انہیں یاد کر کے گریہ کرتے ہیں۔

﴿ مکہ مکرمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا خصوصی خطاب ﴾

حج کا موسم قریب ہونے کے ساتھ ہی مسلمان اور حجاج مکہ میں داخل ہونے لگے ماہ ذی الحجہ کے آغاز میں امام مصلح ہو گئے کہ یزید بن معاویہ نے عمرو بن سعید بن عاص کو بظاہر امیر حجاج بنا کر اس خطرناک کام کو سرانجام دینے کیلئے مکہ بھیجا ہے یزید کی طرف سے وہ اس کام پر معذور تھا کہ جہاں کہیں بھی مکہ میں امکان پیدا ہو جائے امام عالی مقام کو قتل کر دیا جائے لہذا مکہ کے احترام کو محفوظ رکھنے کیلئے امام عالی مقام نے مراسم حج میں شرکت کیے بغیر ارادہ کیا کہ حج کو انفرادی عمرہ میں تبدیل کر دیا جائے چنانچہ ۸ ذی الحجہ کو امام سے عراق کی جانب چلے روانگی سے پہلے امام نے خاندان بنی ہاشم اور اپنے شیعوں کے اس گروہ کے درمیان کہ جو قیام مکہ میں امام کے ساتھ تھا خطبہ دیا اور فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وما شاء الله ولا قوة الا بالله وصلى الله على رسول الله خط الموت على ولد آدم مخط القلادة على جيد الفتاة وما اولهني الى اسلافي اشتياقي يعقوب الي يوسف وخير لي مصر عانا لاقية كاني باوصالي تنقطعها عسلان الفلوات بين النواويس وكربلا فيملان مني اكراشاجو فار اجرية سغيا لامحيص عن يوم مخط بالقلم رضا الله رضا اهل البيت نصير على بلانه ويوفينا اجور الصابرين لن تشذ عن رسول الله لحمته بل هي مجموعة له في حظيرة القدس تقر بهم عينه وينجز بهم وعده الا ومن كان فينا باذلا مهجته موطنا على لقاء الله نفسه فلير حل معنا فاني راحل مصباحا ان شاء الله.

تمام حمد ہے خدا کیلئے۔ وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ اللہ کے رسول کو طاقات اور قوت فقط اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ موت کی لکیر اولاد آدم پر اس طرح کھینچ دی ہے جس طرح نوجوان لڑکی کی گردن پر گلو بند کی لکیر کھینچی جاتی ہے مجھے اپنے گزشتگان سے ملاقات کے شوق کی

شدت یعقوبؑ کی یوسفؑ سے ملاقات سے بھی زیادہ ہے میرے لئے قتل گاہ کا انتخاب ہو چکا ہے مجھے اسی جگہ کا اشتیاق ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ بلا اور نواہیس کے درمیان میرے جسم کے حصوں کو جنگل کے خونخوار بھیڑیے کاٹ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے خالی شکموں کو میرے خون سے ضرور با ضرور بھریں گے اس دن سے فرار نہیں جو دن قلم قدرت سے لکھ دیا جاتا ہے اللہ کی رضا ہم اہل بیت کی رضا ہے ہم اللہ کی آزمائش پر صبر کریں گے خدا ہمیں صبر کا اجر عطا کرے گا۔

رسول اللہؐ کے گوشت کا حصہ اس سے ہرگز جدا نہیں ہوگا رسول اللہؐ کے گوشت کا یہ ٹکڑا رسولؐ کیلئے جنت کے مقام مقدس میں رکھا ہوگا اس سے ان کی آنکھوں کو خشک نہ نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ان سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا پس جو شخص ہمارے راستے میں اپنی جان نچھاور کرنے والا ہے اور اپنے اللہ کی ملاقات کیلئے آمادہ ہے پس اسے چاہیے کہ وہ ہمارے ساتھ کوچ کرے اور میں انشاء اللہ صبح سویرے کوچ کر رہا ہوں۔

اس خطبے کے بعد امام عالی مقام نے چند مزید حکیمانہ جملے بھی فرمائے۔

۱ ﴿حلم اور بردباری زینت ہے۔﴾

۲ ﴿وفا کرنا انسانیت ہے۔﴾

۳ ﴿صلہ جمعی نعت ہے۔﴾

۴ ﴿تکبر اور بڑا بننا بد بختی ہے۔﴾

۵ ﴿جلد بازی بے وقوفی ہے۔﴾

۶ ﴿بے عقلی کمزوری ہے۔﴾

۷ ﴿تیز روی ہلاکت ہے۔﴾

۸ ﴿پست لوگوں کیساتھ اٹھنا بیٹھنا برائی ہے۔﴾

۹ ﴿گنہگاروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شک کا سبب ہے۔﴾

﴿اہم نکات﴾

۱؎ حضرت امام حسین علیہ السلام نے موت کی بہترین تعریف کی ہے کہ جیسے کوئی لڑکی اپنے گلے کے ہار سے نفرت نہیں کرتی اسے اس سے پیار ہوتا ہے انسان کو بھی موت سے پیار کرنا چاہیے۔

۲؎ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے اپنے بزرگوں سے ملاقات کی اتنی شدت سے خواہش ہے کہ جتنی خواہش کی شدت حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ سے ملاقات کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس جگہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام سید الشہداء ہیں پس جب امامؑ زندہ ہیں تو اس پر آپ شیعہ کیوں روتے ہیں؟ اس کے جواب کیلئے یہی کافی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو علم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں پھر بھی وہ اتنا روتے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں پس زندہ پروا سنت انبیاء ہے بدعت نہیں ہے۔

۳؎ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی کیفیت بیان کی ہے کہ مجھے مارنے والے خونخوار بھیڑیے ہیں۔

۴؎ امام عالی مقام نے لوگوں کو بد کیلئے پکارا ہے جو مرنے کیلئے تیار ہو وہ میرا ساتھ دے۔

۵۔ ہمارے زمانہ کے امام مہج آج اپنے جد امجد کے انجی جملوں کو ضرور دہراتے ہوں گے۔ امام زمانہؑ اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ چاہتے ہیں اور اس عمل کے لیے آپ کو ایسے جانثاروں اور انصار کی ضرورت ہے جن کے دل میں موت کا ڈر نہ ہو۔ شوق شہادت سے سرشار اور ظالموں کے خاتمہ کے لیے تیار ہوں۔



﴿حضرت امام حسینؑ کی عبداللہ ابن عباسؓ سے گفتگو﴾

جب حضرت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اس رات جس کی صبح آپؑ نے روانہ ہونا تھا آپؑ کے پاس آپؑ کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباسؓ آئے اور عرض کیا اے بھائی کوفہ والوں نے جو ننداری آپؑ کے باپ اور بھائی کے ساتھ کی ہے اس سے مجھے ڈر ہے کہ وہ آپؑ کے ساتھ بھی کہیں ایسا نہ کریں جیسا انہوں نے اس سے قبل کیا ہے پس اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو یہیں مکہ میں رہ جائیں کیونکہ یہ حرم خدا ہے اور اس میں آپؑ کا سب سے زیادہ احترام کیا جائے گا آپؑ محفوظ رہیں گے اگر آپؑ مکہ سے کہیں جانا ہی چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ یمن چلے جائیں کیونکہ اس علاقے میں آپؑ کے والد گرامی کے شیعوں کی تعداد زیادہ ہے وہ بہت وسیع اور محکم پہاڑوں کا علاقہ ہے مرکزی حکومت سے بھی دور ہے وہاں سے آپؑ اپنی دعوت کو مختلف لوگوں کی طرف خط لکھ کر مزید اضافہ دے سکتے ہیں مجھے امید ہے کہ اس راستے میں آپؑ بغیر کسی پریشانی کے اپنے حدف تک پہنچ جائیں گے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا عبداللہ ابن عباسؓ کو جواب﴾

يا بن العم اني والله لا علم انك ناصح مشفق وقد ازمعت على المسير والله لا يدعوني حتى يستحرحوا هذه العلقه من حوفي فاذا فعلوا اسلط الله عليهم من يزلهم حتى يكونوا اذل من فرام المراه
”امام عالی مقامؑ نے فرمایا اے میرے ابن عم! خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تمہاری یہ تجویز ازراہ خیر خواہی اور شفقت و مہربانی ہے لیکن میں عراق کی طرف جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔“

ابن عباسؓ نے یہ جواب سنا تو اسے معلوم ہوا کہ امام عالی مقامؑ یقینی ارادہ کر چکے ہیں اور اس بارے میں امام عالی مقامؑ کے سامنے کسی بھی قسم کی چش کش یا تجویز بے اثر ہے لہذا اس نے اس سلسلے میں اصرار نہ کیا اور اس طرح کہا اچھا اگر آپؑ اس سفر کا ارادہ کر چکے ہیں تو پھر اپنے بچوں اور مستورات کو ہمراہ نہ لے جائیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپؑ کے ساتھ ان کو بھی قتل نہ

کر دیا جائے۔

امام عالی مقام نے ابن عباسؓ کی اس تجویز کو سن کر فرمایا۔

ترجمہ ہے ”خدا کی قسم یہ لوگ میرا خون بہانے تک میرا چچا نہیں چھوڑیں گے اور یہ ایک گناہ عظیم ہے خداوند ان پر کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو ان کو ذلت و رسوائی میں غرق کر دے گا۔“



نیاز امام حسین علیہ السلام کا اہتمام کرنے والوں کی عظمت

تفسیر انوار الہف جلد ۲ ص ۱۱۱ میں علامہ حسین بخش جازا لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو ذات پروردگار کی جانب سے ارشاد ہوا کہ اگر کوئی بندہ محمد مصطفیٰؐ کے نواسہ کی محبت میں کسی کو کھانا کھائے گا یا اس سلسلہ میں کوئی درہم و دینار خرچ کرے گا تو اس کو دنیا میں اس کا ستر گنا عطا کروں گا اور آخرت میں اس کا مقام جنت ہوگا اس کے تمام گناہ بخش دوں گا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر کسی مرد یا عورت کی آنکھ سے روز عاشورا یا کسی اور دن اس کی مصیبت میں ایک آنسو جاری ہوگا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک سو شہید کا ثواب درج کروں گا۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی عبداللہ بن زبیر سے گفتگو﴾

عبداللہ بن زبیر حکومت یزید کے مخالف افراد میں سے ایک تھا اس لئے اس نے مدینہ سے فرار ہو کر مکہ میں آکر پناہ لی۔ پس جب امام عالی مقام مکہ میں آئے تو یہ دوسرے مسلمانوں کی مانند کبھی کبھی امام عالی مقام کے پاس جایا کرتا تھا اور امامؑ کی مجلس میں شرکت کرتا تھا جب اس کو امام کے عراق کی طرف سفر کرنے کا علم ہوا تو یہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بظاہر امام سے ہمدردی کرتے ہوئے اس سفر سے باز رہنے کی پیش کش کی اور کہا اگر کوفہ والے میرے لئے اس طرح سے شیعہ ہوں جس طرح آپ کے لئے ہیں تو میں کبھی بھی کوفہ سے روگردانی نہ کرتا لیکن اگر آپ حجاز میں رہ جائیں تو بہتر ہے کیونکہ مکہ امن کی جگہ ہے یہاں آپ محفوظ رہیں گے ہم آپ کو اپنا سربراہ بنائیں گے یہ حکومت آپ کے حوالے کر دیں گے آپ کی مدد کریں گے آپ کی خیر چاہیں گے آپ کی بیعت کریں گے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا عبداللہ بن زبیر کو جواب﴾

ان ابی حدثنی ان بمکة کیشاً به تستحل حرمتها لھا احب ان اکون ذلک الکبش ولن اقتل خارجا منها بشیر احب الی من ان اقتل فیہا خار جامنها بشیرین احب الی من ان اقتل خارجا منها بشیر وایم اللہ لو کنت فی جحر هامہ من ہذہ الہوام یستخر جونی حتی یقضوا بی حاجتهم واللہ لیعتدن علی کما اعتدت الیہود فی السبت

یا ابن الزبیر لئن ادفن بشاطئی الفرات احب الی من ان ادفن بفناء الکعبۃ ان ہذا یقول لی کن حماما من حمام الحرم ولن اقتل وبنی وبنی الحرم باع احب الی من ان اقتل وبنی وبنی شبر ولن اقتل بالطف احب الی من ان اقتل بالحرم ان ہذا لیس شی من الدنیا احب الیہ من ان اخرج من الحجاز وقد علم ان الناس لا یعدلونہ بی فود انی خرجت حتی یخلولہ

میرے باپا امیر المومنینؑ نے مجھے فرمایا ہے کہ ایک دنبہ کے ذریعے کعبہ کی بے حرمتی ہوگی میں نہیں چاہتا کہ وہ دنبہ میں بنوں خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں میرے اور حرم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو تو یہ بات میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں حرم میں قتل کیا جاؤں امام نے مزید اپنی گفتگو میں فرمایا۔

”خدا کی قسم اگر میں کیزے مکوڑوں کے بل میں بھی گھس جاؤں تو یہ لوگ مجھے باہر نکال لائیں گے اور مجھے قتل کر کے اپنا مقصد حاصل کریں گے۔“

خدا کی قسم ایہ میرے ساتھ اسی طرح بے حرمتی اور زیادتی کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن کی بے حرمتی کی یہ بھی حرم خدا کا احترام توڑ دیں گے۔

پھر فرمایا ”ابن زبیر مجھے محسن کعبہ کی بجائے کفار فرات پر دفن ہونا زیادہ پسند ہے۔“

اس کے بعد ابن زبیر امام کی مجلس سے چلا گیا تو امام نے فرمایا ”ابن زبیر ظاہری طور پر بڑی ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے جب کہ درحقیقت اسے میرا مکہ سے جلد از جلد روانہ ہونا پسند ہے تاکہ لوگ یزید کے مقابلے میں اس کی بیعت کریں اور وہ یزید کے مقابلے میں حکومت کرے نیز آپ نے فرمایا دیکھیں وہ یہ چاہتا ہے کہ میں حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جاؤں، خدا کی قسم میں حرم سے ایک بالشت دور قتل ہونے کو اس چیز سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں حرم میں قتل ہو جاؤں۔“

امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ بن زبیر سے یہ بھی فرمایا ہے اے عبداللہ! خیال کرنا کہ آپ کی وجہ سے کعبہ کی بے حرمتی نہ ہونے پائے اور تمہیں معلوم رہے کہ ہمارے ذریعے کعبہ کی حرمت پامال نہیں کی جاسکے گی۔

پھر فرمایا اگر میں عقر (کر بلا) کی زمین کے ٹیلوں پر چڑھ کر مارا جاؤں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حرم اور مکہ میں مارا جاؤں۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ گفتگو سے دو مختلف فکروں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے ایک فکر عبداللہ بن زبیر کی ہے کہ کعبہ کو اپنی حفاظت کا وسیلہ بنایا جائے کعبہ کو اپنے لئے ڈھال بنا کر اس کو اپنے لئے استعمال کیا جائے۔

دوسری فکر امام حسین علیہ السلام کی ہے کہ خود کعبہ کیلئے استعمال ہو جائیں اور کعبہ کو ڈھال نہ بنایا جائے اور خود کو دین کی سپر بنایا جائے نہ کہ دین کو اپنی حکومت کیلئے استعمال کیا جائے۔

۲۔ امام کی پیش بینی سچ ثابت ہوئی امام نے ابن زبیر کو آنے والے وقت سے آگاہ کیا تھا لیکن ابن زبیر متوجہ نہ ہوا اور آئندہ چند سالوں میں کعبہ کی بے حرمتی کا باعث بنا تیرہ سال کے قلیل عرصہ میں خانہ کعبہ پر دو دفعہ سنگباری ہوئی آتش زنی ہوئی اور اسی طرح حضرت امیر المومنین اور حسین ابن علی کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

کعبہ اللہ کی بے حرمتی کے دوسرا حل:

﴿مرحلہ اول﴾

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے تین سال بعد تین ربیع الاول ۶۴ ہجری کا واقعہ ہے ابھی تک ابن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی تھی واقعہ حرہ اور مدینہ کے لوگوں کی قتل و غارت کے بعد یزید کے فوجی ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے مکہ آئے اس شہر کا محاصرہ کیا چونکہ ابن زبیر اپنی جان کی حفاظت کیلئے کعبہ میں پناہ لئے ہوئے تھا اہل لشکر نے ابن زبیر تک پہنچنے کیلئے محاصرہ کو تنگ کیا کہ ابو قیس کے بالائی حصہ سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور کعبہ پر مخنیقوں کے ساتھ سنگباری کی اور خانہ کعبہ کے بہشتی غلاف پر آتش زنی کی یہ حملہ شدت اختیار کر گیا کہ یزید لعن کی موت کی خبر مکہ پہنچی تمام لشکر متفرق ہو گئے ابن زبیر نے سکھ کا سانس لیا اور اس نے دوبارہ سے خانہ کعبہ کو تعمیر کروایا۔

﴿مرحلہ دوم﴾

یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی مگر سب کچھ گروہوں نے اس کی بیعت کر لی لیکن خلافت پھر بھی ابن زبیر کے ہاتھ نہ آئی ۳۷ ہجری عبدالملک کی خلافت کے دوران حجاج بن یوسف کو ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے مامور کیا گیا وہ چند ہزار لشکریوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا ابن زبیر نے خانہ کعبہ کو اپنی پناہ گاہ بنایا حجاج ملعون کے محاصرے نے چند ماہ تک طول کھینچا بالآخر حجاج ملعون نے شہر کے پانچ اطراف سے محفّظیں داخل کرنے کا حکم دیا مسجد الحرام پر سنگ باری کی گئی اور آتش گوئے برسائے گئے غلاف کعبہ جل گیا۔ کعبہ کو شدید نقصان پہنچا مورخین نے لکھا ہے کہ کعبہ کلی طور پر ویران ہو گیا ابن زبیر اس جنگ میں قتل ہو گیا پھر حجاج بن یوسف ملعون نے کعبہ کی دوبارہ تعمیر کروائی۔



حضرت امام سجاد علیہ السلام اور عزاداری

ایک شخص نے حضرت امام سجاد علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کا یہ گریہ کب ختم ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بیٹا ان کی آنکھوں سے اوجھل کیا تو اس غم میں روتے ہوئے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں حالانکہ ان کو حضرت یوسفؑ کے زندہ ہونے کا علم تھا۔

میں نے اپنے مظلوم باپ اپنے بھائی اور چچا اور خاندان کے اٹھارہ جوان شہید ہوتے دیکھے۔ اپنے مظلوم باپ کے اعوان و انصار کے

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف کوفہ والوں کے خطوط﴾

ہم اس جگہ امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے روانگی کے حالات کو روکتے ہیں اور کوفہ کی جانب رخ کرتے ہیں کیونکہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ میں قیام پزیر تھے اور آپ کی یزید کے خلاف کارروائی سے پورا عالم اسلام آگاہ ہو چکا تھا تو کوفہ جیسا اہم شہر کبھی ان حالات سے نہ فقط آگاہ ہوا بلکہ اس میں ایک عظیم تحریک نے سر اٹھایا اور وہ تحریک یہ تھی کہ یزید سے چند کارہا حاصل کیا جائے اور اس کے لیے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط روانہ کئے۔ ہم اس جگہ پہلے اس بارے گفتگو کرتے ہیں اور پھر مولانا کے مکہ سے کربلاء کے سفر بارے گفتگو ہوگی۔

﴿معاویہ کے مرنے کے بعد کوفہ کے حالات﴾

جب کوفہ والوں کو معاویہ کے مرنے کی خبر ہوئی تو عراق والے یزید کے حاکم بننے سے گھبرا کے پریشان ہو گئے ان کو یہ بھی اطلاع ملی کہ امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گئے ہیں۔

محمد بن بشیر ہمدانی کہتے ہیں اور ہم تمام لوگ سلیمان بن صرخرزاعی کے گھراکٹھے ہوئے اور میں نے انہیں خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ معاویہ ہلاک ہو گیا ہے اور امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور آپ مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گئے ہیں اگر تم لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے باپ کے شیعہ ہو پس اگر تمہیں یقین ہے کہ تم ان کی مدد کرو گے اور ان کے دشمن کے خلاف جنگ کرو گے تو انہیں مکہ پیغام بھیجو اور انہیں وعدہ دو کہ ان کا ساتھ دو گے اور ان سے اپنی راہنمائی کی درخواست کرو لیکن اگر تمہیں کمزوری یا دھوکہ دہی کا ڈر ہے تو پھر تم انہیں دھوکہ نہ دو اور اسی حال پر باقی رہو۔

یہ سن کر سب نے جواب دیا نہیں ہم ان کے دشمن کے خلاف جنگ کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کریں گے۔

پھر سب نے مل کر امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا اس طرح بہت سے اور افراد نے انفرادی

اور اجتماعی طور پر حضرت امام حسین علیہ السلام کو مکہ میں خطوط بھیجے ان تمام خطوط کا مضمون تقریباً ایک ہی تھا کہ۔

معاویہ ہلاک ہو گیا ہے مسلمان اس کے شر سے بہت نلک تھے اور ہم نے اپنے لئے ایسے امام اور رہبر کی ضرورت محسوس کی ہے جو ہمیں ساحل نجات تک پہنچائے کیونکہ ظالم حکمرانوں نے امت کے نیک افراد کو قتل کر دیا ہے اور شر پسند افراد کو باقی رکھا ہوا ہے انہوں نے اللہ کے مال کو اپنے دولت مندوں سرکشوں اور جاہلوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے غریبوں کا کوئی سہارا اور آسرا نہیں رہا ہے اب آپ ہمارے پاس آ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے قوسل سے حق پر اکٹھا کر دے اس شہر میں یزید کا گورنر نعمان بن بشیر قصر عمارہ میں بند ہے ہم نہ جمعہ کے دن اور نہ ہی عید کے دن اس کے ساتھ اکٹھے ہو سکتے اگر ہمیں یہ خبر مل جائے کہ آپ کوفہ تشریف لارہے ہیں تو ہم اسے کوفہ سے باہر نکال دیں گے۔

اس مضمون کے بارہ ہزار خطوط لکھے گئے اور موافق پہنچے اور بعض روایات کے مطابق خطوط کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی امام حسین علیہ السلام نے ان تمام خطوط کا ایک ہی جواب دیا۔



حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام شیعوں کے نام

اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کر لینا اور جب کسی غریب شہید کے واقعات سننا تو مجھ پر گریہ کرنا میں رسول کا وہ مظلوم نواسہ ہوں جسے بلا جرم و خطا دشمنوں نے قتل کر دیا۔

اے میرے شیعو! کاش تم عاشور کے روز ہوتے اور دیکھتے کہ میں اپنے بیٹے (علی اصغر) کے لیے کس طرح پانی مانگ رہا تھا اور یہ سنگ دل کس بے باکی سے انکار کر رہے تھے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی طرف سے کوفیوں کے خطوط کا جواب﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

من الحسين بن علي الى الملاء من المؤمنين والمسلمين اماندا
فان هانيا وسعيدا قدما على بكتكم وكانا آخر من قدم على من رسلكم وقد
فهمت كل الذي قصصتم وذكرتم ومقالة حلکم انه ليس علينا امام فاقبل لعل
الله يجمعنا بك على الهدى والحق وقد بعث اليكم اخي وابن عمي وثقتي
من اهل بيتي وامرته ان يكتب الي بحالكم وامركم ورايكم فان كتب انه قد
اجتمع رأي ملاءكم وذوي الفضل والحجى منكم على مثل ما قدم على به
رسلكم وقرأت في كتبكم اقدم عليكم وشيكا ان شاء الله فلعمري ما الا امام الا
العامل بالكتاب والاخذ بالقسط والدائن بالحق والحابس نفسه على ذات
الله والسلام

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ خط حسین بن علی کی طرف سے شہر کوفہ کے اہل ایمان بزرگان اور تمام مسلمانوں کی
طرف ہے۔
امام بعد۔

تحقیق بانی اور سعید میرے پاس جو تمہارے خطوط لے کر آئے یہ تمہارے بھیجے گئے آخری
نمائندے تھے میں نے وہ سب کچھ جان لیا ہے جو تم نے بیان کیا ہے تمہارے تمام خطوط کی گفتگو کا
خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اوپر کوئی امام نہیں ہے پس آپ آجائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے
ذریعے سچائی اور حق پر اکٹھا کر دے۔

میں آپ کی طرف اپنے بھائی اپنے چچا کے بیٹے اور اہل بیت سے با اعتماد شخص مسلم بن عقیل
کو بھیج رہا ہوں کہ وہ آپ کے حالات دیکھ کر مجھے لکھے گا اور اپنی رائے اور آپ کے دانش ور لوگوں

کی رائے سے مجھے آگاہ کرے گا پس اگر انہوں نے مجھے لکھا کہ تمہارے صاحب فضل اہل عقل اور اہل دانش کی رائے اس بات پر مجتمع ہے جیسا کہ آپ کے نمائندوں نے میرے پاس آکر بیان کیا ہے اور میں نے آپ کے خطوط میں پڑھا ہے تو میں فوراً بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ جاؤں گا اس کے بعد بعض روایات کے مطابق یہ جملے بھی تحریر فرمائے جس میں اپنے نمائندہ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کا ساتھ دینے اور انہیں رسوائی کرنے کا لکھا پس تمہیں چاہیے کہ تم میرے ابن عم کا ساتھ دو اس کے ہاتھ پر میرے لئے بیعت کرو اور اس کو رسوائی کرنا یعنی جو کچھ تم نے اپنے خطوط میں لکھا ہے میرے نمائندے کے ساتھ اس کے برخلاف نہ کرنا۔

اس کے بعد آخری جملے اس طرح تحریر فرمائے جن میں امام برحق کے اوصاف بیان فرمائے مجھے قسم ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جو

۱۔ اللہ کی کتاب پر عمل کرنے والا ہو۔

۲۔ عدل و انصاف کا راستہ اپنانے والا ہو۔

۳۔ حق کی پیروی کرنے والا ہو۔

۴۔ اپنی ذات کو خدا کے فرمان کے مطابق چلانے والا ہو۔

خداوند ہمیں اور آپ کو ہدایت پر اکٹھا کر دے اور تقویٰ کی بات کو مضبوطی سے قابو میں رکھنے کی توفیق دے وہ خدا الطیف و مہربان ہے والسلام

﴿اہم نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کو خط نہیں لکھے بلکہ کوفہ والوں نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھے اور یہ خطوط آپ کو مدینہ میں نہیں بلکہ مکہ میں ملے آپ ان خطوط سے پہلے یزید کی بیعت کا انکار کر چکے تھے بعض مخالفین کا یہ کہنا کہ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کی حمایت کو سامنے رکھ کر یزید کی بیعت کا انکار کیا یہ بالکل درست نہیں ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ کوفہ سے جن لوگوں نے خط لکھے ان میں تھوڑی تعداد آپ کے شیعوں کی تھی اور زیادہ خطوط عام ان مسلمانوں کی طرف سے تھے یا عام مسلمانوں سے تھے جو خوارج میں سے تھے ان خطوط سے یہ

بھی پتہ چلتا ہے کہ کوفہ میں رہنے والے عام لوگ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ تھے اور جب انھیں پتہ چلا کہ معاویہ کی جگہ یزید حاکم بن گیا ہے تو انھیں اور خوف ہوا اس وجہ سے کوفہ کی آبادی عمومی طور پر یہ چاہتی تھی کہ ایسی شخصیت حاکم بنے کہ جس کی وجہ سے ان پر ظلم و ستم کا سلسلہ ختم ہو جائے اور وہ شخصیت امام عالی مقام سے بہتر کوئی اور نہ تھی۔

۳؎ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کے جواب میں اپنے نمائندے کو اس لئے بھیجا کہ مستقبل میں آنے والا مورخ یہ نہ کہہ سکے کہ جب کوفہ جیسا اہم شہر حضرت امام حسین علیہ السلام کو قبول کرنے کیلئے تیار تھا اور وہ آپ کو اپنا حاکم ماننے کیلئے آمادہ تھے تو امام حسین نے ان کی دعوت کو کیوں قبول نہ کیا؟ اگر ان کی پیش کش کو قبول کر لیتے تو امت مسلمہ کو یزید جیسے فاسق و فاجر سے نجات مل جاتی تاریخ مولا حسین علیہ السلام کے خلاف فیصلہ دیتی۔ کوفہ والوں کی طبیعت و مزاج کو جاننے کے باوجود امام حسین علیہ السلام کے پاس ظاہری حالات کے اعتبار سے ان کی دعوت کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور یہ درحقیقت اس دور کے مسلمانوں کا امتحان بھی تھا۔

۴؎ مولا امام حسین علیہ السلام نے امام (رحمہم) کی تعریف اپنے خط میں بیان کر کے تمام مسلمانوں کیلئے یہ راہنمائی دی کہ ہر شخص اسلامی حکومت کا سربراہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں یہ چار صفات نہ ہوں جو بیان ہو چکی ہیں۔

۵؎ اشارتاً مولا حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کی شہادت کا بھی ذکر کر دیا۔



امام حسین علیہ السلام کے راہ میں خرچ کرنا

حدیث قدسی میں وارد ہے:

جو شخص نواسہ رسول کی محبت میں ایک درہم یا دینار خرچ کرے گا میں دنیا میں اس کے ایک درہم میں برکت ڈال کر اس کو ستر درہم کے برابر کر دوں گا۔

﴿حضرت امام حسینؑ اور حضرت مسلم بن عقیلؑ کے درمیان گفتگو﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے خط پر مہر لگائی خط بند کیا مسلم بن عقیلؑ کو بلایا اور خط ان کے حوالے کر کے فرمایا میں آپ کو کوفہ والوں کے پاس بھیج رہا ہوں یہ خط کوفہ والوں کے خطوط کا جواب ہے جو انہوں نے مجھے بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے امر کا فیصلہ اس طرح سے دے گا جیسے وہ چاہتا ہے جیسے اس کی رضا ہے اور میں یہ اُمید رکھتا ہوں کہ میں اور آپ دونوں شہادت کے مرتبے پر ہوں گے اللہ کی برکت سے چلو یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہو جاؤ اور کوفہ میں ایسے شخص کے پاس جا کر ٹھہرنا جو سب سے زیادہ با اعتماد ہو اور لوگوں کو میری اطاعت کی دعوت دینا اور انھیں آل ابوسفیان سے علیحدہ کرنا پس اگر آپ دیکھیں کہ وہ میری بیعت پر اکٹھے ہیں تو مجھے جلدی اطلاع دینا تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں اس کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت مسلمؑ سے گلے ملے اور ان کو روتے ہوئے وداع کیا۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا حضرت مسلم بن عقیلؑ کی جانب خط﴾

مسلم بن عقیلؑ نیمہ ماہ رمضان المبارک میں حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ کے فرمان کے مطابق کوفہ کے ارادہ سے چلے خفیہ طور پر مدینہ میں داخل ہوئے قبر بنی نبیؐ کی زیارت کی تجدید عہد کیا مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی آدھی رات کے وقت گھر والوں کو وداع کیا راستے کی راہنمائی کیلئے قیس قبیلہ سے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا۔ وہ دونوں صحرا میں راستہ بھول گئے راستے میں پانی ختم ہو گیا تو وہ دونوں پیاس کی شدت سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے لیکن مرنے سے پہلے حضرت مسلمؑ کو اشارہ کیا کہ اس راستے پر چلتے جاؤ پانی تک پہنچ جاؤ گے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ہمت سے کام لیا اور وادی ضحیٰ کی جگہ مضیق پر پہنچ گئے اس بیابان میں ایک قبیلہ آباد تھا حضرت مسلمؑ اس آبادی میں رُک گئے وہاں سے قیس بن مسمر کے ہمراہ حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا جس میں سفر کی ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ میں نے اس کو بری قال جانا ہے اور آپ کے جواب کا اسی جگہ منتظر ہوں جو آپ حکم دیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راستہ بھول گئے اور آپ کے جو ساتھی تھے وہ اسی صحراء میں مر گئے البتہ مرنے سے پہلے راستہ کی نشاندہی کر گئے تفصیلات کے لیے مجالس المُنظرین دیکھیں۔

امام کو یہ خط ملا تو امام عالی مقام نے یہ جواب لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اما بعد . فقد خشيت ان لا يكون حملك على الكتاب الى في الاستعفاء
من الوحه الذي وجهتك له الا الجبن فامض بو حهك الذي وجهتك فيه
والسلام

مجھے ڈر ہے کہ آپؐ نے جو مجھے اس طرح کا خط لکھ بھیجا ہے یہ خط یزدلی کی وجہ سے نہ ہو
میں نے آپؐ کو جس کام کیلئے بھیجا ہے جاؤ ڈر اور خوف کو اپنے سے دور کرو۔
حضرت مسلمؑ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو حضرت مسلمؑ نے خط پڑھ کر یہ جملہ فرمایا۔
مجھے اپنی جان کا ڈر خوف نہیں ہے۔

﴿حضرت مسلم بن عقیلؑ کو فہ میں﴾

حضرت مسلمؑ مدینہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچ گئے اور کہ حضرت مسلمؑ نے مختار بن عبیدہ ثقفیؓ کے گھر
قیام کیا جہاں شیعوں نے آپؐ کے پاس آنا شروع کر دیا آپؐ ان کو امام کا خط پڑھ کر سناتے تھے وہ
لوگ خط سن کر روتے تھے انہوں نے امام حسینؑ علیہ السلام کے لئے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر
بیعت کرنا شروع کر دی ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے بیعت کی دوسری طرف عبد اللہ بن مسلم
(عمارہ) بن عقبہ، عمر بن سعد بن ابی وقاص نے یزید کو خط لکھا کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کو فہ آچکے ہیں
شیعوں نے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کیلئے مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے پس اگر تم کو کوفہ کی
ضرورت ہے تو کسی طاقت ور آدمی کو کوفہ بھیجو کیونکہ نعمان بن بشیر انتہائی کمزور گورنر ہے۔

﴿حضرت مسلم بن عقیلؓ کی روانگی اور مکہ سے کوفہ تک کی منزلیں﴾
روانگی از شعب علی بن ابی طالبؓ مکہ۔

۱۵ رمضان ۶۰ ہجری ۱۸ جون ۶۸۰ء بروز جمعرات بوقت سحر آپؐ نے مکہ سے مدینہ تک کا خفیہ راستہ اختیار کیا اور یہ وہ راستہ تھا جس راستہ سے حضرت رسول اکرمؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تھے مکہ ہی سے قبیلہ قیس کے دو آدمی بطور گائیڈ حضرت مسلمؓ کے ہمراہ امام حسینؑ نے روانہ فرمائے۔

ایک کا نام عبداللہ بن منذر راجسی، دوسرے کا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن منذر راجسی حضرت مسلمؓ کے ہمراہ جناب قیس بن مسهر الصید اوی الاسدی جناب یحییٰ بن ابی اور جناب سعید بن عبداللہ تھے۔ البتہ یحییٰ کے بارے اختلاف ہے کہ وہ ہمراہ تھے یا نہ تھے آپؐ کی خدمت کیلئے آپؐ کے ہمراہ چند غلام بھی تھے ان میں جناب عمارہ بن عبید اللہ سلوی کا نام گرامی بھی موجود ہے اگر مکہ سے بدر اور عسفان والے راستہ سے مدینہ جائیں تو یہ فاصلہ ۳۵۰ کلومیٹر بنتا ہے اور اگر ذات العرق والے راستہ سے مدینہ جائیں تو یہ فاصلہ ۵۰۰ کلومیٹر بنتا ہے حضرت مسلمؓ کا مکہ سے براستہ مدینہ کوفہ تک کا کل فاصلہ ۶۴۰ کلومیٹر بنتا ہے۔

آپؐ نے مکہ سے مدینہ تک کا سفر صحرائی راستہ سے کیا مدینہ سے ایک دن کا فاصلہ باقی تھا کہ آپؐ کا سامنا صحرائی بادِ موسوم کے طوفان سے ہوا اور یہ ۱۷ رمضان ۶۰ ہجری ۲۰ جون ۶۸۰ء کا واقعہ ہے اسی دوران راستہ گم کر بیٹھے اور دونوں گائیڈ بادِ موسوم کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں البتہ مرنے سے پہلے انہوں نے قافلہ کو راستہ کی نشاندہی کر دی جس کی بنیاد پر یہ قافلہ دوسرے دن ایک آباد جگہ پر پہنچ گیا اس جگہ کا نام وادی یطن الجھت یا یطن الجھیت تھا۔ اور اس کے ساتھ پہاڑی سلسلہ کا نام کوہ سارآرہ تھا اور اس پہاڑ کی چوٹی کو یطن کہتے تھے۔ اور وہاں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر مضیق نام کی بستی تھی جہاں پر بنی محارب اور بنی اسد کے قبائل آباد تھے اور پانی کے کنوئیں موجود تھے یہاں سے نڈر حال اس مختصر کارواں کو اس جگہ پر پہلے سے موجود ایک قافلہ نے پانی پلا یا اور

علاقہ کا تعارف کروایا وہ لوگ حج عمرہ کرنے جا رہے تھے۔ اسی قافلہ والوں کے ہاتھ حضرت مسلمؑ نے ایک خط امام حسینؑ کے نام بھیجا جس میں راستہ میں جو جو مشکل پیش آئی اس کا تذکرہ فرمایا اور اپنے گائیڈوں کی موت کا ذکر بھی اس خط میں کیا اور خط کے جواب کی انتظار کرنے کا بھی تحریر کیا۔ یہاں سے یہ کاروان روانہ ہو کر ۱۹ رمضان ۶۰ ہجری ۲۱ جون ۶۸۰ء کو مدینہ میں پہنچا۔

۱۹ رمضان سے ۲۵ رمضان تک اس کاروان نے مدینہ میں قیام فرمایا۔
(بحوالہ مسلم بن عقیل ص ۳۹ تاریخ طبری ج ۳ ص ۷۹ مقتل الخوارزمی ج ۲ ص ۱۹۶ بحوالہ انوار ج ۳ ص ۳۵۵ کلمات امام حسین ص ۳۱۳)

بحوالہ واقعہ الطف مقتل ابی داؤد مکہ سے حضرت مسلمؑ کے ہمراہ آپ کے دو کسن فرزند محمد و ابراہیم بھی موجود تھے۔



حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا عزاداروں کے نام پیغام

صاحبان ایمان پر واجب ہے کہ روز عاشورا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کریں جو کوئی بھی اس دن گھر میں موجود ہو وہ اپنے اہل خانہ کو کہے کہ وہ فرزند رسولؐ پر گریہ کریں۔ گھروں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کا ذکر کریں ایک دوسرے کو تعزیت پیش کریں پر سہ دیں جو لوگ اس عمل کو انجام دیں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضمانت دیتا ہوں دو ہزار حج و عمرہ حضرت رسول اللہؐ اور آئمہ معصومینؑ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا ثواب ان کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

نیز اس دن مومنین اپنے گھر سے باہر آئیں اور دوسرے مومنین کے گھروں میں جا کر ان سے تعزیت پیش کریں

﴿حضرت مسلم مدینہ سے کوفہ کی جانب﴾

۲۳ رمضان ۶۰ ہجری ۲۷ جون ۶۸۰ء ہفتہ کی رات قافلہ مدینہ شہر کے شمال مشرقی دروازے باب الجحیمیتہ سے معدن النحر کی طرف یہ کاروان روانہ ہوا۔

مدینہ سے روانہ ہو کر براستہ معدن النحر وفید نامی جگہ پر آپ نے قیام فرمایا مدینہ سے فید تک کا فاصلہ تقریباً ۵۰ کلومیٹر بنتا ہے فید آج ایک معروف شہر ہے اس جگہ حاتم طائی کا قبیلہ آباد تھا فید سے آگے کی منازل، منزل اجفر، منزل خزیمہ (زر وو) منزل قیر العبادی، جس کا دوسرا نام ابطان بھی تھا۔ ان چار منازل کے سامنے مغربی جانب دو مشہور پہاڑ تھے۔ ۱۔ جبل سلسی۔ ۲۔ جبل اجا۔ ان پہاڑوں کے درمیان طائی قبیلہ آباد تھا اس زمانہ میں ۳۰۰ کلومیٹر کے علاقہ پر طائی قبائل پھیلے ہوئے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسلم نے عید کا چاند منزل فید پر دیکھا ہے اور اسی جگہ پر روز عید بھی گزارا۔ فید سے کوفہ ۶۳۸ کلومیٹر بنتا تھا۔

﴿حضرت مسلم بن عقیل کی کوفہ میں آمد﴾

۷ جولائی ۶۸۰ء ۵ شوال ۶۰ ہجری منگل کی شام یہ جھوٹا سا کاروان کوفہ شہر کے دروازہ باب الحجاج سے اندر داخل ہوا (بحوالہ مسلم بن عقیل ص ۴۳۰)

﴿کوفہ کا تعارف﴾

۷ ہجری کوفہ شہر کو آباد کیا گیا اس میں ستر قبائل بسائے گئے ان کیلئے سرکاری خرچہ ۸۰ ہزار گھر تعمیر کروائے گئے ۶ ہزار گھر فقط فوجیوں کیلئے تعمیر کرائے گئے تھے۔ بعد میں اس شہر کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اس اضافہ کی بنیاد پر زیاد بن ابیہ نے اسے کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ان کو محلے سمجھ لیں۔

آبادی کی شرح اضافہ ہر پچاس سال بعد دس گنا ہوتی ہے اسی لئے ۵۰ ہجری میں زیاد بن سمیہ نے اس شہر کو سرکاری سہولت کے واسطے کئی محلوں میں تقسیم کر دیا تھا اس حساب سے ۶۰ ہجری

تک یہ شیر آٹھ لاکھ سے زیادہ گھروں پر مشتعل ہو گیا۔

﴿حضرت مسلم بن عقیل کوفہ میں﴾

حضرت مسلمؓ نے کوفہ میں عتار ثقفیؓ کے گھر قیام کیا۔

حضرت مسلمؓ کی طرف سے کوفہ والوں سے بیعت لینے والے نااہلین کے نام۔

۱۔ جلد بن علی شیبانی، حضرت مسلمؓ کی شہادت کے وقت کوفہ سے باہر بیعت لینے گئے ہوئے تھے یہ کر بلا کے شہداء سے ہیں۔

۲۔ جنادہ بن حارث انصاری سلمانی از دی

۳۔ جندب بن جحیر کندی، کر بلا کے شہید ہیں۔

۴۔ شیبہ بن جراد کلابی، ۹۰ عزم کو کر بلا پہنچے تھے۔

۵۔ جناب عباس بن جعدہ بن عبیدہ بن مخزوم بن عبدالمطلب جناب جعدہ مولائے امیر المومنین کے بھائی تھے اور ضربت لگنے کے بعد حضرت امیر المومنین علیؓ نے انہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

۶۔ عمرو بن جندب حضرمی۔

۷۔ عمرو بن قرظہ انصاری، کر بلا کے شہداء سے ہیں۔

۸۔ نافع بن ہلال جملی، شہداء کر بلا سے ہیں۔

۹۔ یحییٰ بن بانی بن عروہ، کر بلا کے شہداء سے ہیں۔

۱۰۔ عبید اللہ بن عمرو کندی، شہید کوفہ۔

۱۱۔ عمارہ بن صلیب ازونی، شہید کوفہ۔

۱۲۔ سلیمان بن صرد خزاعی، کر بلا کے بعد گروہ تو اہلین کے سربراہ تھے اور شہید ہوئے۔

۱۳۔ حارث بن امراء القیس کندی، شہزادہ علیؓ اصغر کے ماموں ہیں اور کر بلا کے شہداء سے ہیں۔

۱۴۔ عبد اللہ بن علی کلین طبری، حضرت مسلمؓ کے گھر کے دربان۔

۱۵۔ جناب مسلم بن عوسجہ، شہداء کر بلا سے ہیں۔

شعبہ مالیات کے انچارج عمرو بن عبداللہ المعروف ابو ثمامہ صیداوی شہداء کر بلا سے ہیں۔
 ان کے علاوہ آپ کے خواص میں حضرت حبیب بن مظاہرؓ، علی بن مظاہرؓ شہداء کر بلا سے ہیں
 ہانی بن عروہؓ شہید کوفہ
 مختار ثقفیؓ جنہوں نے بعد میں قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بدلہ لیا اور جام شہادت نوش کیا۔



عزاداروں کے آنسو کی قدر و منزلت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روز
 قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے گنہگار عزاداروں کو ایک تابندہ موتی
 عطا ہوگا کہ جس کے نور سے عرصہ محشر منور ہو جائے گا ارشاد ہوگا کہ
 اے گنہگار یہ موتی وہ آنسو ہے جو مصائب امام حسین علیہ السلام میں
 تیری آنکھ سے نکلا تھا اب اس موتی کی قیمت جنت ہے۔

﴿کوفہ میں حضرت امیر مسلمؓ کا تاریخی خطاب﴾

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
وصل علی محمد وآلہ اجمعین اما بعد ایہا الناس ان اللہ جعلنا محمد
او علیا صلوات اللہ علیہا دلیلاً لذاتہ واقامہما مقامہ فی سائر برائیہ مجعل
احدہما وجہہ والاخر نفسہ وجعل الواحد منهما تاجا لملکوتہ والثانی
سیفا لارادۃ وکان سیدنا الاکبر ینطق عن اللہ ولہ باللہ وسیدنا الاصغر کان
یفعل عنہ ولہ وبہ فمضیا ظاہرین طیبین راضیین ومرضیین عند اللہ ولیس لہما
الیوم علی وجہ الارض وارث سوى ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کلیم
القرآن والمناجی بالرحمن وحلیف الایمان وقاسم کل خیر المفروض طاعتہ
علی الجن والانس والوحش والطیر فاعقلوا اهل الکوفۃ لو تستطيعوا
فاعقلوا اترکتہم اباعبداللہ علیہ السلام مصباح الصلوٰۃ ونور المحراب وخلاصۃ
الوجود وتفسیر الکتاب؟ لشارب الخمر واللعب بالکلاب ارقیتہم بالحمیم
المتروک المطرک من عین الحیوۃ المرزوق هل یستوی الخمر والسلسیل
وسامع الطفامی والغواشی من مناجی لہ جبرئیل ہا انا ارسلت فیکم سفرا وکنت
فیکم داعیا الی بیعۃ اللہ تعالیٰ والی بیعۃ ابی عبد اللہ علیہ السلام وامشوا الترغیر
ہ فالرو الخیۃ.

(بحوالہ پاشا القدس، عقل ابی داود، مسلم بن عقیل تالیف آقا ی کردای)

ترجمہ ۵ شوال ۶۰ ہجری کو حضرت مسلمؓ بن عقیل کا کاروان کوفہ کے باہر پہنچا اور رات کو حضرت امیر
مقتدر ثقفی کے گھر میں رونق افروز ہوا آپؐ کو کوفہ کے تمام حالات سے آگاہ ہو چکے تھے۔
دوسری صبح آپؐ نے جامع مسجد کوفہ میں نماز فجر ادا فرمائی اور آپؐ کا خطاب سننے کیلئے لوگوں کو
منادی کے ذریعہ جمع ہونے کا اعلان ہوا۔

لوگوں کی کثیر تعداد جامع مسجد میں آئی لوگوں کی باہمی سرگوشیوں نے اس دقت دم توڑ دیا جب حضرت امیر مسلمؒ نے حضرت امام حسینؑ کا خط لوگوں کو پڑھ کر سنا شروع فرمایا جس میں اہل کوفہ کے خطوط ملنے کی اطلاع اور حضرت مسلمؒ کی سفارت کے بارے میں تحریر تھا۔

جب حضرت مسلمؒ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کا خط پڑھ رہے تھے تو اس وقت مسجد میں موجود لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خط سننے کے بعد سب سے پہلے عابس بن حبیب شاکری اٹھے قبضہ کوار پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم اس کوار سے فرزند رسولؐ کی نصرت کرتے رہیں گے۔

اسی دوران رئیس کوفہ محمد بن بشیر کے ساتھ مجمع میں حجاج بن علی بیٹھا ہوا تھا اس نے محمد بن بشیر سے کہا کہ تو کیوں گفتگو میں شریک نہیں ہو رہا؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں خاندانِ تطہیر کو ساری دنیا سے محبوب سمجھتا ہوں مگر نہیں چاہتا کہ ان کی حمایت کا اعلان کر کے قتل کیا جاؤں اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ آج لوگوں کے درمیان حلف اٹھاؤں اور کل کو اس کو توڑ دوں۔

اس پہلی بیعت کے بعد حضرت مسلمؒ نے عابس بن حبیب شاکریؒ کو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے نام خط دے کر روانہ کیا جس میں آپؐ نے امام عالی مقام کو تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔

﴿حضرت مسلمؒ مسجد کوفہ میں﴾

تمام کوفہ کے مخالف و موافق لوگ جامع مسجد میں جمع تھے کہ خانوادہ تطہیر کے سفیر کا خطبہ سنیں حضرت مسلمؒ بن عقیل کا خطبہ ہاشمی فصاحت و بلاغت کا نمونہ تھا اس خطبہ ہی کی تاثیر سے قاضی شریع جیسا مخالف شخص بھی بیعت پر آمادہ ہو گیا وحی سرشت خاندان کے ماحول میں پرورش پانے والے فرزند عقیلؒ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور پیغمبر خداؐ پر درود و سلام کے بعد فرمایا۔

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے شہنشاہِ انبیاء اور امیرِ کائنات کو اپنی ذات کی دلیل قرار دیا ہے آپ جانتے ہیں کہ ہر دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔ اور جس دعویٰ کی کوئی محکم دلیل نہ ہو وہ باطل ہوتا ہے بالکل اسی طرح ان ذاتِ مقدسہ کے ذریعہ ہی سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت ہوئی ہے۔ ذات واجب نے

حضرت شہنشاہ انبیاءؑ اور حضرت امیر کائنات کو تمام عالم موجودات میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

اے اہل کوفہ! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے انوار میں سے سید الانبیاءؑ کے نور کو اپنی ذات کیلئے بلا تشبیہ روح قرار دیا ہے اور امیر المومنینؑ امیر کائنات کو اپنا نفس قرار دیا ہے اس طرح یہ دونوں روح اللہ اور نفس اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ذوات اطہرہ میں سے ایک ذات پاک کو اپنی مشیت و خواہش کا تاج قرار دیا ہے اور دوسری ذات پاک کو اپنے ارادوں کا محور قرار دیا ہے۔

حضرت امیر مسلمؑ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرمؐ کو اپنی بولنے والی زبان قرار دیا ہے اور حضرت امیر المومنینؑ علیہ السلام جو بھی کام کرتے رہے وہ اللہ کی طرف سے کرتے رہے حضرت امیر المومنینؑ کو فرمان رسولؐ کی عملی تفسیر بنایا۔

اے لوگو! آج یہاں بھی وہی صورت و کیفیت ہے ان دونوں ذوات مقدسہ کا اس زمانہ میں سوائے تاجدار کر بلا کے اس وقت کوئی وارث نہیں۔

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہ ذات مقدس ہے جو قرآن کے سوا کلام نہیں کرتے اور رحیم و رحمان سے سرگوشیاں کرتے ہیں اور ایمان کے حلیف ہیں۔

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہ ذات ہیں جو دنیا و عقیقی کی ہر قسم کی خیر و برکت کو تقسیم کرنے والے ہیں ان کی اطاعت تمام جن و انس، چنند پرند اور ہر ذی رزق پر اس طرح واجب ہے جس طرح اللہ کی اطاعت واجب ہے۔

اے اہل کوفہ! اگر آپ عقل و شعور رکھتے ہیں تو عقل و شعور سے کام لیں۔

اے اہل کوفہ! آپ اس فرزند رسولؐ کو چھوڑنا چاہتے ہیں جو نماز کے لئے روشن چراغ ہیں، جو عراب عبادت کا نور ہیں، جو عالم پیری و مالا پیری کے وجود کا خلاصہ اور وجود و وجود ہیں اور ام الکتاب کی تفسیر ہیں ان کی ذات مقدس کی بجائے اس شخص کی پیروی کر رہے ہو جو روز روشن میں شراب پیتا ہے اور جس میں ظاہری و باطنی خباثتیں موجود ہیں۔

اے اہل کوفہ! کیا تم ایسے کریم امامؑ کی بجائے یزید ملعون کو منتخب کر رہے ہو؟ جو کتوں سے دل

بہلاتا ہے کیا تم آب حیات کے جاری دوساری چشمے کے بدلے جہنم کی غلاظت کو پسند کر رہے ہو؟
اے اہل کوفہ! مجھے شہنشاہ کائنات امام علیہ السلام نے تمہارے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے اور ہم
تمہارے درمیان اللہ کی بیعت کی طرف بلائے والے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی
بیعت دراصل اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے۔

اے اہل کوفہ! اگر تم حضرت امام حسین علیہ السلام کے نقش قدم سے اٹھنے والی دھول کے پیچھے پیچھے
آ جاؤ تو جنت تمہاری قدم پوسی کرے گی۔

﴿نکات﴾

۱۔ کوفہ والوں میں جو شیعہ خالص تھے وہ آخر تک وقادار رہے کچھ کوفہ میں شہید ہوئے کچھ اسیر
ہوئے کچھ کربلاء کے شہداء میں شامل ہوئے اور کچھ نے بعد میں عراق کی قیادت میں شامل ہو کر
قائدان حضرت امام حسین علیہ السلام سے بدلہ لیا۔ کچھ گروہ تو ابنین کے نام سے مشہور ہوئے اور اپنی
جائیں قربان کر کے توپ کی سند حاصل کی۔

۲۔ کوفہ کے لاکھوں کی آبادی والے شہر میں چند ہزار کا بیعت کرنا اور بعد میں اکثریت کا قتل کے ذر
سے یا مال کے لالچ میں آ کر پھر جانا امت کی بے حسی کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ کربلاء دردناک ہوتی تو اسلام کا نام تک مٹ جاتا۔

کوفہ کے حالات کو سامنے رکھ کر شخص اس دور کے مسلمانوں کی حالت کو پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے آج کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ اسلام پر عمل نہیں ہو رہا
قرآن پا مال ہے ظلم عام ہے کفر کا راج ہے امام زمانہ (عج) منتظر ہیں نصرت کے لیے دعوت دے
رہے ہیں ایسا لگتا ہے آج پورا عالم اسلام کوفہ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ بہر حال اب بھی حبیب بن
مظاہر مسلم بن عویص مزاح ناصران کی ضرورت ہے تاکہ اپنے امام کے لیے نصرت کی شرائط کو پورا
کریں اور وارث کربلاء ماس دھرتی پر آ کر اللہ کے نظام کا نفاذ کرے اور تمام ظالموں سے انتقام لے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی جانب سے بصرہ کے شرفاء کے نام خط﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد۔ فان الله اصطفى محمد آ من خلقه واكرمہ بنبوته واختاره لرسالته
ثم قبضه اليه وقد نصح لعباده وبلغ ما ارسل به وكنا اهله واولياءه واولصياؤه
وورثته واحق الناس بمقامه في الناس فاستأثر علينا قومنا بذلك فرضينا
وكرهنا الفرقة واحببنا العافية ونحن نعلم انا احق بذلك الحق المستحق علينا
ممن تولاه وقد بعثت رسولي اليكم بهذا الكتاب وانا ادعوكم الى كتاب الله
وسنة نبيه فان السنة قد أميتت والبدعة قد احييت فان تسمعوا قولی اهدكم الى
سبيله الرشاد والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اپنی مخلوق سے منتخب کر لیا اور آپؐ کو نبوت کے ذریعے
کرامت و بزرگی عطا کی پھر اللہ نے آپؐ کو اپنی طرف بلا لیا اور بے شک حضورؐ نے اللہ کے بندوں
کی خیر خواہی کی اور انہیں نصیحت کی اور جو کچھ ان کو دے کر بھیجا گیا تھا اسے انہوں نے لوگوں تک
پہنچا دیا۔

ہم اس کے اہل، اولیاء اور اوصیاء ہیں اور اس کے وارث ہیں اور لوگوں میں سے حضورؐ کے
مقام کے ہم سب سے زیادہ حقدار ہیں ہماری قوم میں سے کچھ لوگوں نے ہمارے خلاف ہو کر
ہمارے مقام کو ہم سے زبردستی لے لیا۔ ہم اس پر چپ ہو گئے کیونکہ ہم نے اختلاف کو پسند نہیں کیا
ہم نے امن اور عافیت کو چاہا جبکہ ہم جانتے تھے کہ ہم اس حق کے زیادہ مستحق ہیں ان لوگوں سے جو
ہم پر حاکم بن کے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے جو نیکی اور اچھے کام کیے ہیں اور جو حق بات کہی
ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ہمارے لئے بخشش ہے۔

میں یہ خط دے کر آپؐ کے پاس اپنا قتلہ بھیج رہا ہوں میں آپؐ کو اللہ کی کتاب اور سنت

رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ رسول کی سنت کو ختم کیا جا چکا ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے اگر تم میری بات سنو اور میری اطاعت کرو تو میں تمہیں صحیح راستے کی ہدایت کروں گا والسلام امام حسین علیہ السلام نے مکہ میں وارد ہونے کے بعد شہر بصرہ کے چھ نامور لوگوں کے نام ایک خط تحریر کیا جن کے نام یہ ہیں۔

﴿۱﴾ مالک بن مسعم بکری۔

﴿۲﴾ مسعود بن عمرو۔

﴿۳﴾ منذر بن جارود۔

﴿۴﴾ اذہب بن قیس۔

﴿۵﴾ قیس بن اعظم۔

﴿۶﴾ عمرو بن عبداللہ بن معمر۔

ان چھ افراد میں سے منذر بن جارود اس خط کو اور امام کے قاصد کو عبید اللہ ابن زیاد بن زید کے پاس لے آیا کیونکہ منذر کو یہ ڈر تھا کہ یہ خط کہیں دھوکہ نہ ہو اور خود ابن زیاد نے اسے آزمانے کے لیے نہ بھیجا ہو کیونکہ منذر کی بیٹی بکرہ ابن زیاد کی بیوی تھی چنانچہ ابن زیاد بن زید نے امام کے قاصد کو اس رات سولی پر لٹکا دیا جس رات وہ کوفہ کی طرف روانہ ہو رہا تھا اور منبر پر چڑھ کر بصرہ والوں کو ڈرایا کہ اگر انہوں نے یزید کے خلاف کسی اقدام کی حمایت کی تو اس کا بھی یہی حال ہوگا اور عثمان کو بصرہ کا گورنر بنا کر خود کوفہ روانہ ہو گیا۔

﴿ نکات ﴾

﴿۱﴾ اس خط میں امام عالی مقام نے اپنا برحق ہونا بتایا اور یہ بتایا کہ رسول کی جانشینی ہمارا حق ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ہمارا حق ہے ہم خاموش رہے تاکہ فساد نہ ہو اور امن رہے۔

﴿۲﴾ امام عالی مقام نے بتایا کہ اب جو یزید کے خلاف اٹھا ہوں تو اس لئے کہ قرآن اور رسول کی سنت کو ختم کیا جا رہا ہے۔

﴿۳﴾ امام عالی مقام نے جہاں ضرورت سمجھی وہاں لوگوں کو اپنی مدد کی دعوت دی تاکہ بعد میں یہ نہ

کہہ سکیں کہ امام عالی مقام نے تو ہمیں کہا ہی نہیں تھا۔

(طبری ج ۷ ص ۲۳۵) (کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۹۷)

(ارشاد ص ۲۰۶) (مقتل خوارزمی ج ۱ ص ۱۹۵)



حضرت نبی کریمؐ اور عزاداروں کی شفاعت

حضرت نبی کریمؐ نے حضرت سیدہؑ کو حضرت امام حسین علیہ

السلام کی جب شہادت کی خبر دی تو جناب سیدہؑ نے سوال کیا۔ بابا جان! یہ

کب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا بیٹی! جب نہ میں ہوں گا اور نہ آپ ہوں گی نہ

علیق ہوں گے اور نہ حسنؑ ہوں گے۔

حضرت سیدہ (صلوٰۃ اللہ علیہا) کا گریہ بڑھا اور عرض کیا بابا

جان تو میرے بیٹے کو رونے والا کوئی نہ ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا بیٹی! میری امت کی عورتیں میری ذریت کی

مستورات پر اور میری امت کے مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر

روئیں گے نسل در نسل ہر سال اس غم کو تازہ رکھیں گے قیامت کے دن

آپ عورتوں کی اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا۔ قیامت کے دن

ہم دونوں امام حسین علیہ السلام کے رونے والوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر

انہیں جنت میں داخل کریں گے۔

از مکہ روانگی برائے عراق:

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام سے عبداللہ بن عباس کی گفتگو﴾

آٹھ ذی الحجہ جب سحری کا وقت ہوا تو امام عالی مقام روانگی کیلئے آمادہ ہوئے تو عبداللہ بن عباس سامنے آئے اور انہوں نے ناقد کی باگ کو پکڑا کہ جس پر امام عالی مقام سوار تھے اور کہا اے بھائی! کیا آپ نے رات نہیں فرمایا تھا؟ کہ جو میں نے سوال کیا ہے آپ اس پر غور کریں گے۔

امام عالی مقام نے فرمایا ”جی ہاں لیکن جب میں رات آپ سے علیحدہ ہوا تو میرے پاس حضرت رسول خدا تشریف لائے اور فرمایا اے حسین مکہ چھوڑ دو کیونکہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ وہ آپ کو مقتول دیکھے اور خواتین اور بچوں کو بھی ساتھ لے جائیں تاکہ ان کے ذریعے تمہارے خون کی تشہیر ہو سکے۔“

عبداللہ بن عباس نے جب یہ جملے سنے تو کلمہ مسیبت کہا

انا لله وانا اليه راجعون

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد حنفیہ سے گفتگو﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائی محمد حنفیہ مناسک حج انجام دینے اور امام حسین ابن علی کی زیارت کرنے مدینہ کے حالات سے آگاہ کرنے اور اپنے امّ سے نئے احکامات لینے کے لیے مکہ میں تشریف فرما ہو چکے تھے قرآن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ گفتگو مکہ میں قبل از روانگی ہوئی ہے۔

بقول علامہ طلی محمد حنفیہ شہید مریض تھے آخری رات روانگی سے قبل وہ امّ کے پاس آئے اور کہا اے بھائی! کوفہ کے لوگ بے وقار اور بیان شکن ہیں انہوں نے حضرت امیر المومنین اور آپ کے بھائی حسن علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ بھی بیان شکنی کریں گے میں بہتر یہی ہے کہ عراق کی طرف نہ جائیں اور مکہ میں رہ جائیں حرم خدا ہر شخص کیلئے باعث احترام ہے امّ نے جواب دیا ”میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ یزید لعن حیلہ

وہاں سے مجھے حرم خدا میں قتل کروا دے گا اور اس طرح سے خانہ کعبہ کا احترام ختم ہو جائے گا۔
محمد بن حنفیہ نے پھر پیش کش کی کہ اس صورت میں بہتر ہے کہ آپ عراق کی بجائے یمن یا دوسرے
امن کے علاقوں کی طرف چلے جائیں۔

امام عالی مقام نے فرمایا ”ٹھیک ہے میں آپ کی اس پیش کش پر غور کروں گا لیکن حضرت امام
حسینؑ ابن علیؑ سحری کے وقت عراق کی طرف روانہ ہونے کیلئے تیار ہو گئے جیسے ہی یہ خبر محمد ابن
حنفیہ کو پہنچی تو محمد ابن حنفیہ جلدی سے امام کے سامنے حاضر ہوئے ناقد کی لگام اپنے ہاتھ میں لی
اور عرض کی اے بھائی آپ نے رات وعدہ کیا تھا کہ میری درخواست پر غور فرمائیں گے امام نے
جواب دیا۔

بلیٰ و لكن بعلمنا فارتكبتك انتالہی رسول اللہ وقال یا حسین اخرج الی العراق
فان اللہ تعالیٰ شاء ان یراک قتیلاً . وقد شاء اللہ ان یراهن سباہا . لہوف ص ۶۵ .
ترجمہ: اے جی ہاں لیکن آپ کے جانے کے بعد رسول اللہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اے
حسینؑ یہاں سے کوچ کرو خدا چاہتا ہے کہ وہ تمہیں قتل ہوتا دیکھے اور مستورات کو قیدی دیکھے۔
محمد بن حنفیہ نے یہ سنتے ہی کہا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

محمد بن حنفیہؑ نے آپ سے دوبارہ التماس کیا کہ آپ بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیں
راستہ بہت خطرناک ہے۔

امام عالی مقام نے جواب دیا خدا چاہتا ہے کہ وہ ان کو اسیر دیکھے۔

محمد بن حنفیہؑ نے امام حسینؑ علیہ السلام کو روٹے ہوئے دواغ کیا تو یہ جملے کہے کہ خدا کی قسم! میں آپ کی جدائی
کی وجہ سے بہت زیادہ غمگین ہوں اور سخت بیمار ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا تو میں تم کو رچا لے
کے قاتل ہوں اور نہ ہی میں نیند چلا سکتا ہوں خدا کی قسم! میں آپ کے بعد کبھی بھی خوش نہیں رہوں گا یہاں تک
کہ روٹے روٹے آپ بے ہوش ہو گئے جب آپ ہوش میں آئے تو آپ سے کہا اے بھائی! میں آپ کو اللہ
کے سپرد کرتا ہوں اور اللہ کی امان میں دیتا ہوں اے میرے شہید! اے میرے مسافر! اے میرے مظلوم بھائی!

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام حضرت عبداللہ بن جعفر کا خط﴾

جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے عراق کے لیے روانہ ہونے لگے اور اس امر کی اطلاع جناب عبداللہ بن جعفر کو ملی تو انہوں نے امام کو عراق کے سفر سے روکنے کیلئے کافی کوشش کی لیکن امام علیہ السلام اپنے فیصلہ پر قائم رہتے ہوئے جب مکہ سے روانہ ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے اپنے زمانہ کے امام کی حفاظت کے لیے ایک اور اقدام اپنی سوچ کے مطابق اٹھایا اور اس کے لیے آپ نے ایک مختصر سا خط اپنے بیٹوں عون و محمد کے ہاتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے بھیجا۔

اس خط کا مضمون یہ تھا

”میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مکہ سے نہ جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس معاملے میں جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے اس میں آپ بھی مارے جائیں گے اور آپ کے اہل بیت بھی مارے جائیں گے کیونکہ اگر آپ قتل ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا اور آپ ہدایت کی جان ہیں آپ جانشین امیر المومنین ہیں آپ عراق جانے کی جلدی نہ کریں میں آپ کیلئے یزید اور تمام بنی امیہ سے امان نامہ حاصل کروں گا۔ کہ آپ کی جان و مال، اولاد اور اہل بیت کو کوئی کچھ نہ کہے میری رائے پر عمل کیجئے والسلام



سینوں میں درج کیا ہے یوں ماتم حسین کا
 لگتا ہے سارا سال محرم حسین کا
 وہ خوش نصیب گھر ہے کہ جس کی فصیل
 پر سب کو دکھائی دیتا ہے پرچم حسین کا

﴿امام عالی مقام کا جناب عبداللہ کے لیے جواب﴾

ترجمہ ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ اما بعد آپ کا خط مجھے ملا میں نے پڑھا جو کچھ آپ نے بیان کیا میں نے اسے سمجھ لیا ہے میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے میں نے اس کام کو کرنا ہے خواہ وہ ظاہری طور پر میرے فائدے میں جائے یا بظاہر میرے خلاف جائے خدا کی قسم!

اے ابن عم اگر میں حشرات الارض میں سے کسی کے بل میں بھی گھس جاؤں تو مجھی یہ مجھے وہاں سے نکال کر قتل کر دیں گے یہ لوگ میرے خلاف اس طرح زیادتی کریں گے جس طرح یہودیوں نے بنتے کے دن کی حرمت کو پامال کیا تھا والسلام

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے امان نامہ کا حصول﴾

عبداللہ بن جعفر نے جیسے ہی امام کے لئے خط روانہ کیا خود فوراً عمرو بن سعید کے پاس آئے (کہ عمرو بن سعید یزید کی طرف سے ولید کی معزولی کے بعد مدینہ کا گورنر تھا۔ اور مکہ میں بظاہر یزید لعن کی جانب سے امیر حاج مقرر تھا جب کہ اس کے ذمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو احرام کی حالت میں قتل کر دینا تھا۔) اس سے ملاقات کے بعد عبداللہ بن جعفر نے درخواست کی کہ وہ امام کیلئے ایک امان نامہ تحریر کر دیں کہ شاید امام مکہ واپس آ جائیں۔ اس نے گورنر مکہ کی رضامندی سے امان نامہ لکھ دیا اور حضرت عبداللہ کے اصرار پر ان کے ہمراہ اپنے بھائی عجمی ابن سعید کو بھی روانہ کیا۔



﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے امیر حجاج عمرو بن سعید کا خط﴾

اما بعد میں اللہ سے سوالی ہوں کہ وہ آپ سے ہر وہ چیز دور کرے جو آپ کو تکلیف دے اور بے آرام کرے اور آپ کو ہدایت دے جس میں آپ کا فائدہ ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ عراق جارہے ہیں میں آپ سے افتراق کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ افتراق کا سبب نہ بنیں کیونکہ مجھے اس راستے میں ڈر ہے میں آپ کے پاس عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو بھیج رہا ہوں آپ ان کے ساتھ واپس آجائیں آپ کیلئے میرے پاس امان صلہ رحمی، احسان اور اچھی مسامحتی ہے اور اس کیلئے اللہ گواہ ہے اللہ ضامن ہے اور اللہ ہی وکیل ہے والسلام

عبداللہ بن جعفر یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ سے باہر امام کے قافلے تک پہنچے امان نامہ پیش کیا اور امام کو عراق کے سفر سے منع کرنے کی کوشش کی۔

﴿امام عالی مقام کا دو ٹوک فیصلہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسی رأیت رؤیا فیہا رسول اللہ وامرت فیہا بامر انا ماضٍ لہ علی کان اولی ماحدثت احداًبہا وما انا محدث بها حتی ألقى ربی والسلام

امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے ایک کام کرنے کیلئے کہا میں نے اس کام کو کرنا ہے خواہ اس میں میرا نفع ہو یا نقصان ہو۔

حضرت عبداللہ بن جعفر نے اس خواب اور کام کے بارے میں پوچھا تو حضرت نے فرمایا میں یہ خواب کسی سے بیان نہیں کروں گا جب تک زندہ رہوں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے ملاقات کروں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے عمرو بن سعید کے لیے جواب﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فانہ لم يشا فقي الله ورسوله من دعا الى الله عز وجل وعمل صالحا و
قال اننى من المسلمين وقد دعوت الى الايمان والبر والصلة فخير الامان امان
الله ولن يؤمن الله يوم القيامة من لم يخفه في الدنيا فنسال الله مخافة في الدنيا
توجب لنا اماته يوم القيامة فان نويت بالكتاب صلتى وبرى فجزيت خيرا فى
الدنيا والاخرة والسلام

بسم الله الرحمن الرحيم جس شخص نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک اعمال بجالایا اس نے اللہ
اور رسول کی مخالفت نہیں کی اور جس نے یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس نے بھی مخالفت نہیں کی۔
آپ نے مجھے نکلی، احسان، امان اور صلہ رحمی کی طرف دعوت دی ہے تو بہترین امان اللہ کی
امان ہے اور جو شخص دنیا میں اللہ سے نہیں ڈرتا قیامت کے دن اللہ اسے ہرگز امان نہیں دے گا۔
ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ دنیا میں ہمیں اپنا خوف عطا کرے اور ہمارے لئے قیامت کے دن
اپنی امان ضروری قرار دے یا قیامت کے دن ہمارے لئے اپنی امان کا ذریعہ بنائے۔ اور جو آپ
نے مجھے خط لکھا ہے اگر اس سے آپ کا ارادہ میرے ساتھ احسان کرنا اور صلہ رحمی کرنا ہے تو تمہیں
دنیا و آخرت میں اس بات کا اچھا بدلہ دیا جائے گا والسلام

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کو زبردستی مکہ واپس لانے کی کوشش﴾

عبد اللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید جب اپنی پیش کش سے مایوس ہو گئے اور امام عالی مقام کا
ارادہ اٹل دیکھا تو وہ مکہ لوٹ آئے اور عمرو بن سعید کو اطلاع دی چونکہ عمرو بن سعید صلح کے راستے
سے مایوس ہو گیا تو اپنے بھائی کو دوبارہ ایک کام پر مامور کیا اور ایک مسلح گروہ کے ساتھ اسکو حسین
بن علی کے پیچھے بھیجا۔ یحییٰ بن سعید امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا اور آپ کو مکہ واپسی پر مجبور
کیا تو امام کی سپاہ اور یحییٰ کے سپاہیوں کے درمیان جھڑپ جھجی ہوئی یحییٰ مقابلہ کی تاب نہ لاتے

ہوئے واپس مکہ چلے گئے اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا۔

﴿اہم نکات﴾

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے جواب میں اور امان نامہ عمرو بن سعید کیلئے جو امامؑ نے جواب دیا اس میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ عبداللہؓ کے جواب میں صحیحی کے سپاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عالمِ رویا میں رسولِ خداؐ کی طرف سے ان کے اوپر حکم نازل ہوا ہے جس پر عمل کرنا ہے اور شاید اس کام کو انجام دیں اگرچہ ان کیلئے نقصان دہ ہی ثابت کیوں نہ ہو اس وقت تاکید کرتے ہیں کہ اس ماموریت اور اس راز کو کسی کے اوپر ظاہر نہ کریں گے یہاں تک کہ تا آخر انہوں نے یہ بات کسی سے نہیں کی یہ ماموریت کیا ہے؟ کیا جہاد اور شہادت امام حسینؑ ہے اور ان کے بچوں کا اسیر ہونا ہے خدا کی راہ میں مارا جانا ہے؟ ان باتوں کو تو امامؑ نے کئے سے روانہ ہونے سے پہلے جناب محمد حنیفؑ سے بیان فرمایا تھا اور عدینے سے شہادت تک کے حالات کبھی اشارہ نہ اور کبھی صراحتاً سب ملنے والوں سے بیان کئے آخر یہ کونسی ماموریت تھی؟ اور کونسا راز تھا؟ جس کے بارے میں امامؑ اتنے یقین سے بتاتے تھے کہ عبداللہؓ کی امید کی کوٹا امید کی میں بدل دیتے ہیں بالآخر تمام کوششوں کے بعد عبداللہؓ خاموش ہو جاتے ہیں اور مکہ واپس چلے جاتے ہیں خود فرماتے تھے۔

وما انا محدث بھا حتی القی زبى.

یہ راز ہے اس سے خود امامؑ ہی آگاہ ہیں۔

۲۔ امام حسینؑ علیہ السلام امان نامے کے جواب میں سب سے پہلے اپنے اہداف کے مطابق کہ جو خدا کی طرف دعوت ہے فرماتے ہیں اور پھر ایک لطیف اشارہ کرتے ہیں اور عمرو کو نصیحت کرتے ہیں ”قیامت کے دن وہ لوگ خدا کی امان میں شامل ہو گئے جو دنیا میں اپنے دغائف کو انجام دیتے ہو گئے اور خدا کا خوف نہ کئے ہوں گے۔“

اس میں ”ان“ شرطیہ کو استعمال کرنے سے ہدف اصلی اور جو، ان کی مراد ہے اس سے پردہ

اٹھ جاتا ہے کیونکہ مقام دعا میں اگر کو استعمال کرنا سوال انگیز اور توخ کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ ابو جحیف نے جو کچھ لکھا ہے ہو سکتا ہے اس کی عبارت میں کچھ ردہ گیا ہو اور وہ حکم جس کا امام حسین علیہ السلام نے ہر جگہ تذکرہ فرمایا ہے اس خواب میں بھی حضور پاکؐ نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کے وقت وہی حکم سنایا ہو اور ساتھ ہی آپ کی ملکوت اعلیٰ کی طرف جلد آمد کی خواہش کا اظہار بھی کیا ہو۔



حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

اگر تم جنت میں ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ہمارے غم و اندوہ میں محزون و مغموم رہا کرو۔ اور ہماری خوشی میں خوش اور شادمان رہو۔ تم پر لازم ہے کہ ہم سے محبت و دوستی رکھو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو خدا اسے اس پتھر کے ساتھ قیامت میں محشور کرے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ارشاد

جس شخص کی آنکھیں ہمارے غم میں اشک بار ہوں یا جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے ایک قطرہ آنسو کا بہائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔

﴿مکہ سے کربلا براستہ مدینہ﴾

﴿ضروری وضاحت﴾

اکثر مؤرخین نے مکہ سے کربلاء کی روانگی کو اس انداز سے تحریر کیا ہے جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ مکہ کے بعد سیدھے عراق گئے ہیں مدینہ الرسول کشریف نہیں لے گئے جب کہ بعض مؤرخین اور صاحبانِ مقاتل نے وضاحت لکھی ہے کہ آپ مکہ سے مدینہ الرسول کشریف لے گئے ہیں اور پھر مدینہ سے کربلاء کا سفر شروع کیا ہے ہمارا نظریہ بھی یہی ہے اور اس نظریہ کے مؤیدات سے مدینہ سے روانگی کے وقت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں یہ اعلان فرماتا ہے کہ میں اس وقت مکہ جا رہا ہوں بعد کے بارے آپ نے خاموشی اختیار کی ہے ساتھ یہ بھی آپ نے واضح اعلان فرمایا کہ میں یرید بن معاویہ لعن کی بیعت ہرگز نہ کروں گا۔ جب سفر کے آغاز میں نہ کوفہ کی روانگی کا ذکر ہے نہ کوفہ والوں کی دعوت آئی ہے تو ظاہر ہے اس دوران بعض صاحبانِ مقاتل نے جو واقعات مدینہ و راج کئے ہیں جن میں مدینہ سے وداع کے وقت کوفہ اور کربلاء کا تذکرہ ہے تو یہ ان سے اشتباہ ہوا کیونکہ جب امام عالی مقام اپنے سفر کے آغاز میں کوفہ و کربلاء کا ذکر ہی نہیں فرما رہے تو پھر وداع کرنے والے اس کا ذکر کیونکر کرتے۔ صحیح صورتحال یوں بنتی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے کربلاء جانے کا اعلان کرتے ہیں کوفہ والوں کی طرف اپنے سفیر حضرت مسلم کو روانہ فرماتے ہیں اور حضرت کی شہادت کی خبر بھی مل چکی ہوتی ہے ان حالات میں اور اس اہل فیصلہ کی روشنی میں جب مدینہ الرسول میں آخری وداع کے لیے تشریف لاتے ہیں تو اس وقت آپ کے خاندان والوں نے جب آپ کو وداع کیا تو اس میں کربلاء کا ذکر آپ کی شہادت کا ذکر کوفہ والوں کی غداری کا ذکر ہے اور امام کا بھی جواب سب کے لیے تھا کہ یہ ایک الہی فیصلہ ہے جس پر مجھے عمل کرنا ہے اسی تناظر میں اس جگہ مکہ سے واپسی مدینہ کی منازل ترتیب وار درج کر دی ہیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوبارہ مدینہ آمد﴾

۱۶ لہجہ ۶۰ھ کی رات کو سلطان کربلا کی ”معدن بنی سلیم“ سے روانگی ہوئی اس راستے پر ہی ربذہ کا خطا تھا ہے۔

وارث کائنات خلیل کریم یہاں سے روانہ ہوئے تو ایک دورا ہوا آیا جسے بطور منزل بھی پکارا اور شمار کیا جاتا تھا اس کا نام ”مغیثہ الماوان“ تھا جو عام طور پر ”ماوان“ کے نام سے شہرت یافتہ تھا یہاں ہوازن اور ربیعہ کے قبیلے آباد تھے جو یمنی الاصل تھے اور ہجرت کر کے یہاں آئے تھے چونکہ ”ماوان“ کے مقام پر پانی کے کنویں وافر مقدار میں تھے۔

اس مقام سے دور راستے نکلتے تھے ایک سید حاشال کی طرف ”معدن احقرہ“ جاتا تھا اور دوسرا شمال مغرب کی طرف سے ہو کر اس راستے سے جاملتا تھا جو مدینہ سے ”معدن احقرہ“ جاتا تھا منزل الماوان سے مدینہ تقریباً 95/90 کلومیٹر اور المعادان سے معدن احقرہ بھی تقریباً 70/60 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

مورخین نے باختلاف اسے مختلف منازل میں شمار کیا کچھ نے آٹھویں منزل بعض نے نویں، دسویں اور گیارہویں منزل لکھا ہے یعنی اس مقام کو کئی سو کلومیٹر آگے جا شمار کیا ہے اس اشتباہ کی چند وجوہات تھیں چونکہ اس منزل سے ایک واقعہ کا تذکرہ شامل ہے جس وقت امام کائناتؑ مکہ سے روانہ ہونے کا پروگرام بنا رہے تھے اس وقت قبیلہ بنی اسد کے کئی لوگ وہاں موجود تھے اور یہاں ہی عبداللہ بن زبیر کو حضرت سید الشہداءؑ نے اپنے دو ٹوک فیصلے سے بھی آگاہ فرمایا کہ میرے جد اطہر نے جس ذنبہ کے حرم خدا میں ذبح ہونے کی تصدیق فرمائی ہے وہ میں حسین نہیں بننا چاہتا اور میں کعبہ سے دور شہید ہونے کو پسند کروں گا۔

امام کائناتؑ نے احرام کھولنے کا ارادہ فرمایا اور حج کا ارادہ ترک کر دیا قبیلہ بنی اسد کے دو جوان عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشعل اسدی روایت کرتے ہیں جو ہم اس سارے سفر میں امام کائناتؑ کے شریک سفر نہ تھے بلکہ ان سے ہٹ کر قیام پذیر ہوتے آئے تھے۔

جس وقت سلطان کائنات نے معدن بنی سلیم سے سفر شروع فرمایا ہم اس قافلہ تسلیم درمنا کے پیچھے پیچھے دھجے انداز میں مصروف سفر رہے دوران سفر ہمارے پاس سے ایک تیز رفتار قافلہ سوار (برداشت و دیگر گھوڑا سوار) ”مغیث المادان“ کی طرف سے آکر گزرا اس وقت امام حسینؑ کا قافلہ ربدہ سے گزر رہا تھا تو اس سوار نے عمارے سے چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا مگر ہم نے اسے گزرتے ہوئے ضرور دیکھا اس سوار کی نگاہ حضرت امام حسینؑ کے کاروانِ صدق و وفا پر پڑی تو اس نے اپنا راستہ بدل لیا ہم نے اس کی اس مشکوک حرکت سے اس کا پیچھا کیا اور کچھ فاصلے پر جا کر اسے روک لیا ہمارے سلام کا جواب دینے کی بجائے اس نے ہمارا تعارف چاہا ہم نے بتایا کہ ہم اسدی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اس نے شہنشاہی آواز بھر کر کہا الحمد للہ اور ساتھ ہی نقاب اُٹ کے کہا کہ میرا نام بھیر ابن سعد اسدی ہے میں کوفہ سے آ رہا ہوں اور ابن زیاد ملعون نے حاکم مدینہ عمر ابن سعید ملعون کی طرف بھیجا جیسے میں مدینہ پہنچا تو پتہ چلا کہ حاکم مدینہ ابن سعید ملعون امیر حج بنا کے مکہ گیا ہوا ہے اور وہ لیا م تشریف مکہ گزارے گا اس لئے اب میں عاجز کہ ہوں۔

ہم نے کوفہ کے بارے میں حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ جناب امیر مسلمؑ سے اہل کوفہ نے بے وفائی کی ہے انہیں دھوکہ میں رکھا اور عین مشکل میں تنہا چھوڑ دیا اور ابن زیاد ملعون کے حکم سے جناب امیر مسلمؑ کو شہید کر دیا گیا مجھے اسی خبر کو دینے کیلئے حاکم مدینہ کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ تازہ ترین حالات سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار رہے ابن زیاد ملعون نے یہ سب انتظامات جو انان بنی ہاشم سے خوفزدہ ہو کر کئے ہیں.....

یہ دونوں اسدی جوان روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسینؑ کے قافلے میں جا کر شامل ہو گئے اور اس کوشش میں رہے کہ انہیں کوفہ کے حالات سے تحلیل ملنے پر آگاہ کر دیں مگر ہمیں مقام ”المادان“ تک ایسا کوئی موقع مہیا نہ ہوسکا آخر نماز عشاء کے بعد ہم نے حضرت امام حسینؑ مدظلہ کے ایک غلام سے بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہونے کے لئے درخواست کی کہ ہم ایک اہم خبر رکھتے ہیں: کریم کائنات نے چاروں طرف دیکھا اور فرمایا ہم میں کوئی بھی غیر نہیں جو چاہو بیان کرو۔

ہم نے بحیر بن سعد اسدی کی زبانی جو سنا تھا وہ بیان کر دیا
(بحوالہ تاریخ ابن عساکر ترجمہ الامام حسین ص ۲۰۹، کلمات امام حسین ص ۳۴۶)
یہ خبر سن کر فرزند ان امیر مسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری ہو گئی
ممبر سے خطباء و ذاکرین اس واقعہ کو منزل ثوق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حالانکہ
منزل ثوق کوفہ کے نزدیک ہے اور مکہ سے کوئی بھی مسافر ان دنوں دو دنوں میں منزل ثوق پر نہ
پہنچ سکتا تھا۔

اور اس زمانے میں جبکہ ذرائع آمد و رفت انتہائی محدود تھے اور راستے بھی دشوار گزار تھے
در اصل حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے عید الاضیٰ منزل ذات
العرق پہ گزاری جبکہ ظاہری طور پر یہ خبر شہادت حضرت مسلم بن عقیل امام عالی مقام کو منزل مغیثہ
المادان پہ ملی۔ یہ بھی عرض کر دیں کہ جو کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ خبر شہادت امیر مسلم خزیمہ پر
پہنچی جو مدینہ سے کئی سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور عام طور پر ایک گھوڑا سوار کو کوفہ سے مدینہ
زیادہ سے زیادہ چھ دن لگتے ہیں اگر بحیر اسدی کو دس گیارہ ذی الحجہ کو بھی روانہ کیا گیا ہو
تو بھی اس مقام پر اس کا ملنا مشکل ہے یعنی روایت، قاصطی، وقت، رفتار، جغرافیہ اور تاریخ کو اگر
ملاحظہ جائے تو بھی بحیر اسدی کا سلیمان و مشعل اسدی سے مقام مغیثہ المدادان سے پہلے ملنا ثابت
ہوتا ہے۔

یہ بحیر اسدی حیرہ کا رہنے والا تھا۔ اب ایک اور بکرا اسدی کوفہ کا ساکن بھی حضرت امام
حسین کو راستے میں ملا تھا اور اس نے بھی حضرت امیر مسلم کی شہادت کی خبر دی تھی اس نام کے کئی
اور لوگوں پر بھی مورخین کو اشتباہ ہوا ہے اس اطلاع کے بعد مولا امام حسین علیہ السلام نے خیام کو
زینت بخشی اور خندرات عصمت کو اس شہادت سے آگاہ فرمایا۔ آپ کے ارشادات کچھ اس طرح
ہوں گے۔

کوفہ والوں نے غداری کی۔ ہمارے بھائی مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھ ہمارے خاندان کے
وفادار نوے سال کے بزرگ صحابی رسول کو بھی شہید کر دیا۔ جناب مسلم کے فرزند ان بھائیوں؟

بہنوں کو پرسہ دیا گیا۔ اور اسی جگہ سے مدینہ جانے کا پروگرام بنایا گیا۔

﴿مغیشۃ المداوان سے مدینہ روانگی﴾

۱۷ ذی الحجہ کی رات ”مغیشۃ المداوان کے مقام پر کاروان توحید نے گزاری اور ساری رات خیام سے گریہ و ماتم کی صدائیں بھی بلند ہوتی رہیں۔

دوسری طرف حضرت امام مظلومؑ کو بلانے اپنے خاندان کے افراد کو جمع فرمایا اور کہا کہ اس مقام مسافت میں کوئی فیصلہ کرنے سے بہتر ہے کہ مدینہ الرسولؐ میں چلتے ہیں اور وہاں تمام بنی ہاشمؑ کو اکٹھا کر کے کوئی فیصلہ کرتے ہیں اس لئے ہمارا صبح کا سفر مدینہ کی جانب ہوگا۔

عام لوگوں کا خیال ہے جو ظلیل کر بلا جب پہلی وفد مدینہ الرسولؐ سے روانہ ہوئے ہیں تو یہ قافلہ سفر ہی میں رہا اور مکہ سے آگے بھی رواں دواں رہا حالانکہ ایسا نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ الرسولؐ سے جنوب کی طرف ہے اور کر بلا مصلیٰ اور کوفہ شمال کی طرف ہے مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف دو راستے جاتے ہیں ایک مدینے کے مغرب کی جانب اور دوسرا راستہ مدینہ سے مشرق کی طرف ہے یہ مشرقی راستہ معدن الحقرہ کی طرف جاتا ہے جو مکہ و کوفہ کی ایک منزل ہے اور معدن الحقرہ مدینہ سے ۱۰۰ کلومیٹر مشرق کی طرف ہے یعنی تھوڑا سا شمال مشرق کے رخ پہ ہے اس راستے سے ۳۹ کلومیٹر مدینہ سے مشرق کی جانب ایک دور ہوا آتا تھا جس سے ایک راستہ جنوب مشرق کی طرف نکل کے مغیشۃ المداوان کی طرف جاتا تھا جہاں سے مغیشۃ المداوان ۵۰ کلومیٹر سے کچھ زیادہ ہے۔

جس وقت سلطان کر بلا مغیشۃ المداوان پہنچے تو یہاں سے ویسے بھی مدینے آنے کا پروگرام تھا مگر حضرت امیر مسلمؑ کی شہادت کی خبر سن کر مدینہ الرسولؐ کا ہی رخ فرمایا اس موضوع پر مختلف کتب میں ساتھ سے زیادہ حوالے ملتے ہیں چند حوالے درج کرنا ضروری بھی ہیں چونکہ مکہ سے حضرت سید الشہداءؑ کے دوبارہ آنے کو نہ تو زیادہ شہرت ہے اور نہ ہی اکثریت کو اس کا علم ہے ﴿یہ روایت لوط بن عیسیٰ ابی جحف نے اپنی محل میں اس طرح تحریر کی ہے

جس وقت حضرت امیر مسلمؑ شہید ہو گئے اور ان کی خبر حضرت مظلومؑ کو بلا تک پہنچی تو ان کو شدید

صدمہ پہنچا تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینے کا رخ کریں انہوں نے جس منزل پر خبر دی وہاں سے خیمے اکھاڑے اور مدینہ میں جا پہنچے۔

صاحب ریاض الاحزان نے بھی یہ لکھا ہے کہ

جس وقت سلطان کرملہ نے مکہ سے عراق کا ارادہ فرمایا تو وہ واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے۔

✽ صاحب فوادح حسینیہ نے بھی یہ روایت لکھی ہے کہ

جب حضرت امام حسینؑ نے کوفہ کے سزا کا ارادہ فرمایا تو مکہ سے مدینہ تشریف لائے۔

✽ اسی طرح صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ

حضرت امام حسینؑ مدینہ میں تھے جب عراق کا قصد فرمایا تو مدینہ سے تشریف لے گئے۔

✽ علاوہ در بندی نے بھی لکھا ہے کہ جس وقت حضرت شہنشاہ کر بلا واپس مدینہ تشریف لائے

تو انہیں جناب محمد حنفیہؒ ملنے کیلئے آئے اور انہوں نے حضرت امام حسینؑ سے حضرت مسلم بن عقیلؑ

کی شہادت پر تعزیت کرتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے بھائی حضرت مسلمؑ کی شہادت کا

شدید صدمہ پہنچا ہے اس لئے ہم کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔^۸

✽ صاحب اسرار الشہادہ تحریر کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت امام حسینؑ مدینہ کو اسدی جوانوں

نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر دی تو اس وقت آپؑ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو سلطان کر بلا مکہ سے عراق تشریف لے جانے سے پہلے مدینہ طیبہ

تشریف لائے اور یہ کوئی زیادہ سفر بھی نہ تھا کیونکہ آپؑ کو مدینہ آنے کیلئے اضافی سفر صرف ۳۰

کلومیٹر ہی کرنا تھا۔

اس پر مزید تفصیلی بحث کیلئے ریاض القدس ج ۱ ص ۱۶۸ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملنے کے بعد جو صورت حال سامنے آئی ان

حالات کے تحت آپؑ کیلئے بنی ہاشم کے تمام افراد کو دوبارہ ملنا بھی ضروری تھا اور حضرت امام

حسینؑ مدینہ میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے بھی یہی فرمایا کہ آپؑ مکہ مکرمہ میں چند روز قیام

کر کے وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مدینہ تشریف لے آئیں ہم آپؑ کے منتظر ہو گئے اس

تاکیدی گفتگو سے بھی آپ کا مدینہ طیبہ تشریف لے آنا ثابت ہے۔

اگر ہم ذرائع آمد و رفت سے رفتار سفر کو بھی دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے جو تین دن کسی مقام پر لگ گئے ہیں ورنہ آپؐ کو بلا معطلی مکہ محرم سے پہلے تشریف لے آتے۔
مورخین نے سلطان کریمؒ کے دوبارہ مدینہ الرسولؐ کو پہنچنے کے بعد مزار اقدس حضرت رسول اللہؐ پر حاضری اور گفتگو کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

مدینہ منورہ میں آپؐ کا تین دن کا قیام تھا اور آپؐ اس دوران زیادہ تر روضہ رسول اکرمؐ پر ہی قیام پذیر رہے اس وقت مدینہ کا حاکم عمر بن سعید ملعون مکہ گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن سعید ملعون بھی مکہ میں تھا (ریاض القدس ج ۱ ص ۱۶۱) اور مدینہ حاکم سے خالی تھا۔
دراصل مشکل ترین مرحلہ یہ ہے کہ مورخین نے مدینہ الرسولؐ سے حضرت امام حسینؑ کی دومرتبہ روانگی کو یکجا کر کے بھی لکھا ہے جس سے حالات خلط ملط ہو گئے۔

صرف چند مندرجہ بالا روایات و واقعات ہی سے دو دفعہ روانگی کی نشاندہی ہوتی ہے ہمارے خیال میں ہم نے اس عنوان پر سیر حاصل بحث کر لی ہے مزید تحقیق کیلئے روضۃ المظلومین کی جلد اول کے خطاب نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ مدینہ الرسولؐ کے وہ واقعات جن میں عراق جانے کا تذکرہ ہے انہیں مدینہ واپسی اور وہاں سے عراق روانگی کے حوالے سے تحریر کریں کیونکہ جب پہلی دفعہ آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے تو اس وقت کوفہ کا اور عراق جانے کا حوالہ نہ تھا فقط مکہ جانے کی بات تھی۔



﴿مکہ تا مدینہ منازل اور فاصلے﴾

پہلی منزل شعب علی مکہ سے ذات العرق قاصلاً ۹۹ کلومیٹر

بروز منگل ۹ ذی الحجۃ الحرام ۶۰ ہجری بمطابق ۸ ستمبر ۶۸۰ء

دوسری منزل ذات العرق تا السَّحْج قاصلاً ۸۴ کلومیٹر

ہفتہ ۱۳ ذی الحجۃ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۸۰ء

تیسری منزل السَّحْج تا الحمق قاصلاً ۱۰۲ کلومیٹر (السَّحْج سے آپ کا گذر ریفعیہ نامی قصبہ سے بھی ہوا)

اتوار ۱۶ ذی الحجۃ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۳ ستمبر ۶۸۰ء

چوتھی منزل الحمق تا معدن بنی سلیم قاصلاً ۸۰ کلومیٹر (الحمق سے روانہ ہوئے آپ کا گذر سلیمہ نامی

جگہ سے ہوا)

سوموار ۱۵ ذی الحجۃ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۸۰ء

پانچویں منزل معدن بنی سلیم تا المادان قاصلاً ۹۰ کلومیٹر (معدن بنی سلیم سے ربذہ کے راستہ سے

گذرے اور عید قربان ذات العرق میں گذاری اور پھر وہاں سے مادان کی طرف روانہ ہوئے)

منگل ۱۶ ذی الحجۃ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۵ ستمبر ۶۸۰ء

چھٹی منزل المادان تا مدینہ منورہ قاصلاً ۹۵ کلومیٹر (حضرت مسلم کی شہادت و واسدی افراد نے

آپ کو المادان میں پہنچائی۔ بظاہر یہ پہلی مرتبہ تھی جو آپ کو طہنی ملی)

بدھ ۱۷ ذی الحجۃ الحرام ۶۰ ہجری بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۸۰ء

﴿ مکہ سے کربلا تک کی منازل براستہ مدینہ ﴾

۹ ذوالحجہ کو مکہ سے کربلا تک جن مقامات میں امامؑ نے قیام کیا وہ پندرہ 15 منزلیں ہیں۔

۱ صحیح۔ شعب حضرت علی بن ابیطالبؑ سے روانہ ہوئے اور صحیح کے راستہ منزل

۲ صفاح کی طرف روانہ ہوئے وہاں سے منزل ذات العرق پر قیام فرمایا

۳ ذات العرق میں آپؑ نے عید قربان کا دن گزارا (مکہ سے فاصلہ ذات العرق ۹۹

کلومیٹر)

۴ ۱۔ ذات العرق سے روانہ ہو کر اسٹاپ ٹائی جگہ پر قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 84 کلومیٹر)

۵ ۱۔ الحق سے روانہ ہو کر آپؑ نے الحق میں قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 102 کلومیٹر)

۶ معدن بنی سلیم۔ الحق سے روانہ ہو کر آپؑ نے بنی معدن بنی سلیم میں قیام فرمایا (درمیانی

فاصلہ 180 کلومیٹر)

۷ - المادوان اور بنی سلیم سے روانہ ہو کر آپؑ نے المادوان میں قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ

90 کلومیٹر)

نوٹ۔ المادوان سے ایک راستہ سیدھا کوفہ کی طرف جاتا تھا اور دوسرا راستہ مدینہ منورہ سے ہو کر

معدن العقرہ کے راستہ سے ہوتے ہوئے کوفہ جاتا تھا۔

۸ مدینہ منورہ۔ آپؑ المادوان سے مدینہ واپس تشریف لے گئے کیونکہ مدینہ واپس جانے میں

آپؑ کے مد نظر کچھ اہم مقاصد تھے جن میں کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کے تناظر

میں بنی ہاشم کے نوجوانوں سے صلاح مشورہ، اپنے جدا احمد کے مزار سے تہجد پذیرات اور اپنی مادر

گرامی اور برادر بزرگ دار کے حرارات کی زیارت کا مقصد بھی مد نظر تھا اور اس کے لیے آپؑ کو فقط

تیس کلومیٹر اضافی سفر کرنا پڑتا تھا۔ (درمیانی فاصلہ المادوان تا مدینہ فاصلہ 95 کلومیٹر تھا آپؑ

مدینہ منورہ 17 ذوالحجہ 60 ہجری بمطابق 16 ستمبر 480 عیسوی پہنچے)

(مدینہ سے کربلا کی طرف روانگی اور کربلا تک کی منازل آگے چل کر بیان کرتے ہیں)

﴿مدینہ سے کر بلاء..... منازل کی تفصیل﴾

مدینہ سے براستہ حنینہ علیہ وادی صفراء سے گذرے اس وادی میں جہنی قبیلہ کے لوگ رہتے تھے ان میں سے عباد بن مہاجر، زائدہ بن مہاجر جہنی آپ کے کاروان میں شامل ہوئے اور کر بلا کے شہداء سے ہیں۔ معدن الطھرہ شاہراہ ہے اعظم پر واقع تھا ماوان اور ربذہ سے آٹھواں راستہ اسی جگہ پر آ کر ملتا تھا اور یہاں سے کاروان کوفہ کے لیے جاتے تھے۔ اس لیے معدن الطھرہ کو دور ہا بھی کہا جاتا تھا مدینہ سے یہاں تک کا فاصلہ 102 کلومیٹر بنتا ہے۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ معدن الطھرہ میں امام حسین علیہ السلام کی ملاقات جناب عبداللہ بن عمر سے ہوئی اور اس نے وہ گفتگو کی جسے بعض دوسرے محققین نے مکہ کی ملاقات کے حوالے سے بیان کیا ہے بہر حال ہو سکتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن عمر امام حسین علیہ السلام سے ملے ہوں اور پھر جب آپ مدینہ سے عراق کے لیے روانہ ہو گئے تو دو پارہ آپ کو یزید کے خلاف عملی اقدام اٹھانے سے روکنے کے لیے حاکم مدینہ کے اشارہ پر معدن الطھرہ میں بھی عبداللہ بن عمر نے دو پارہ آپ سے آ کر ملاقات کی ہو۔

مدینہ سے روانگی کے بعد دوسری منزل حاجر ہے معدن الطھرہ سے حاجر کا فاصلہ 104 کلومیٹر بنتا ہے۔ اور حاجر ایک پہاڑی سلسلہ تھا اور اس کے بعد اگلی منزل بن الرمثہ بنتی تھی جس کا فاصلہ حاجر سے 102 کلومیٹر بنتا تھا۔

حاجر میں قیام کے دوران زرارہ بن صالح اور محمد الوائدی نے آپ سے ملاقات کی جو بن الرمثہ کی طرف سے آرہے تھے۔ انہوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں کیونکہ وہ لوگ بے وقایہ ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا:

ولکنی اعلم علما ان هناک مصرعی ومصرع اہلی واصحابی لاینجو منهم

الا ولدی علی زین العابدین

لیکن میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ وہاں پر میری قتل گاہ ہے میرے اصحاب اور اہل بیت نے قتل ہونا ہے میرے اہل بیت سے فقط میرے بیٹے علی زین العابدین علیہ السلام بچیں گے۔

مدینہ سے تیسری منزل میر جو کہ وادی اطن الرمد میں تھی اور حجاز سے 102 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی اس کے تین طرف پہاڑ ہیں۔ جبل الاشمار حجازی پہاڑی سلسلہ کا حصہ تھا اور اس کی شمالی طرف وادی اطن الرمد تھی منزل میر سے امام حسین علیہ السلام نے اپنا ایک قاصد کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور وہ جناب عبداللہ بن مسطر تھے جناب عبداللہ نے کوفہ میں جا کر جو خطبہ دیا تھا اس میں فرمایا تھا کہ میں آپ کے مولا کو وادی اطن الرمد بمقام میر چھوڑ کر آ رہا ہوں۔

چوتھی منزل توڑ ہے جو منزل میر سے 76 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

﴿پانچویں منزل﴾

منزل تور سے آگلی منزل فیدہ ہے درمیانی فاصلہ 93 کلومیٹر بنتا ہے اور یہ جگہ کہہ اور کوفہ کے عین درمیان میں واقع تھی اس کے ساتھ ساتھ جو پہاڑی سلسلہ تھا اسے جبال سلمیٰ اور جاجا (عجہ) کہا جاتا تھا۔ یہی وہ پہاڑی سلسلہ ہے جس کے بارے جناب طرماح بن عدی نے امام حسین علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ آپ ان پہاڑوں میں جا کر قیام کریں۔ فیدہ کا شہر جبال شمار کے بالکل مشرقی طرف تھا۔ اس علاقہ میں طائی قبیلہ آباد تھا۔ جب کہ حجاز، میر، تور اور فیدہ تک علاقہ جو دیار بنی قیس کہا جاتا تھا کیونکہ ان کا قبیلہ اس علاقہ میں پھیلا ہوا تھا۔

اسی منزل پر عبداللہ بن شرح بن سلیم کوئی کی روایت ہے کہ وہ حج کر کے واپس آ رہا تھا اور منزل فیدہ سے پہلے آپ کی ملاقات کوفہ سے آنے والے کبیر اسدی نامی شخص سے ہوئی اور اس نے ہمیں حضرت مسلم اور حضرت ہانی کی شہادت کی خبر اور ان کی لاشوں کی پامالی کی خبر سنائی اور پھر اسی کبیر اسدی نے بتایا کہ اس نے یہ خبر امام علیہ السلام کو سنائی تھی۔

﴿ایک غلطی کا ازالہ﴾

اس جگہ واقعات بیان کرنے والوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ حضرت مسلم کی شہادت

کی خبر امام حسین علیہ السلام کو کس جگہ ملی اور کس نے دی۔ اس بارے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ کچھ یوں ہے یہ خبر آپ مغیثہ المداون میں دی گئی اور پھر آپ وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے یہ خبر آپ کو منزل فید پر ملی یہ خبر آپ کو منزل خزیمہ میں ملی یہ خبر آپ کو منزل زبالہ پر ملی۔ یہ خبر آپ کو منزل ثوق پر ملی میرے خیال میں یہ سب روایات درست ہیں کیونکہ کوفہ اور مکہ کوفہ اور مدینہ کے درمیان لوگ آ جا رہے تھے اور کوفہ کی خبریں آ گے لیجائی جا رہی تھیں ظاہر ہے کوفہ سے مدینہ کے درمیان لوگ آ جا رہے تھے اور کوفہ کی خبریں آ گے لیجائی جا رہی تھیں ظاہر ہے کوفہ سے مدینہ جانے والوں کا راستہ وہی تھا جس سے امام حسین علیہ السلام کوفہ جا رہے تھے تو مختلف لوگوں سے جب ملاقات ہوتی اور ان سے حالات دریافت کئے جاتے تو آپ کو جہاں اور خبریں بتائی جائیں وہاں پر حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت بارے بھی بیان کیا جاتا البتہ پہلی دفعہ آپ کو جو خبر ملی قرآن سے پتہ چلتا ہے وہ مغیثہ المداون میں خبر ملی تھی۔

﴿چشمی منزل﴾

فید سے شمالی اجز کا شہر تھا۔ فید سے 99 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اجز سے شقوق تک کے علاقوں میں قوم عاد و ثمود آباد رہی ہے جس کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے حضرت ہودان کے اوپر بتغیر بھیجے گئے۔

فید سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ میں جناب عبداللہ بن عمر کلبی اپنے کاروان کے ساتھ موجود تھا اور یہ اپنے زمانہ کا بڑا اربزن تھا البتہ کہ بلا میں اس نام کے دو شہید ہیں ایک کی کنیت ابو وہب ہے وہ حضرت امیر المؤمنین کے اصحاب سے تھے البتہ یہ عبداللہ بن عمر دوسرے ہیں امام سے ملاقات کے بعد ہدایت پائی اور پھر کہ بلا تک ساتھ رہے اور شہداء کہ بلا میں شامل ہیں۔

﴿ساتویں منزل خزیمہ﴾

اجز سے میاء العرب 66 کلومیٹر اور میاء العرب سے خزیمہ 6 کلومیٹر ہے اس جگہ امام علیہ السلام نے قیام فرمایا۔

میاہ العرب میں عبد اللہ بن مطہج سے ملاقات امام ہوئی اس نے امام کو کوفہ جانے سے منع فرمایا اور موت یا رد لائی امام نے اس کے جواب میں فرمایا۔

الموت علی الحق اولی من الحیوة علی الباطل
والموت فی العز خیر من الحیوة فی الذل

حق پر موت آنا باطل پر زندہ رہنے سے بہتر ہے اور عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔
میاہ العرب سے چھ کلومیٹر بعد خرمیہ کو امام نے اپنی منزل بتایا اسی جگہ کو زور دیا بھی کہا جاتا تھا جناب سیدہ زینب (صلوٰۃ اللہ علیہا) نے ہاتھ کو جو اشعار پڑھتے سنا وہ یہی جگہ تھی وہ اشعار یہ ہیں
الایامعین فاحسن فی سجدہ ومن یشکی عیل الشہداء بعدی علی قوم تسوقہم
المنایا بمقدار الی انجاز وعدی

اے آنکھ اگر تو نجات چاہتی ہے اور سختیوں سے بچنے کا ارادہ ہے تو ان شہیدوں کے غم میں بحر پر آنسو بہا جن شہداء کو قضاء خود ان کے اپنے قدموں کے ساتھ ان کی شہادت گاہ کی طرف چلا کر لے جا رہی ہے اور رضائے الہی انہیں کھینچ کر ان کی شہادت گاہ کی طرف لے جا رہی ہے جب بی بی نے یہ شعر سنا تو امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

یا اختاہ کل ما قضی فہو کائن

اے بہن جو فیصلہ قضاء کا ہو چکا ہے اس نے ضرور ہوتا ہے۔

فرزدق شاعر کے بھائی بشر بن غالب کی ملاقات آپ سے اسی جگہ ہوئی ہے اور اس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے۔

”یوم ندعو کل اناس بامامہم“

اور اسی منزل پر زحیر بن قین سے ملاقات ہوئی اور اس نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی اور آپ کے کاروان میں شامل ہو گیا اور آخر دم تک آپ کے ساتھ رہا۔

﴿آٹھویں منزل قیر العبادی﴾

(منزل ابطان) ثعلبیہ سے شمال کی طرف 62 کلومیٹر کا فیصلہ تھا اسی جگہ جناب وہب بن عبداللہ بکلی کی والدہ سے ملاقات ہوئی اسی جگہ امام حسین علیہ السلام نے زمین پر نیزہ مارا تھا اور پانی کا چشمہ ابلا تھا۔ یہ وہب اپنی ماں اور بیوی کے ہمراہ کربلاء پہنچے اور شہادت پائی۔ وہب کی والدہ کا نام قمر تھا یہ چھوٹا سا خاندان نصرانی تھا امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور بڑا اویچہ پائے۔

﴿نویں منزل ثوق یا زبالہ﴾

اس منزل پر ایاس بن عشل طائی امام حسین علیہ السلام سے آ کر ملے۔ اسے کوفہ سے عمر بن سعد نے حضرت مسلم بن عقیل کے ذاتی سامان کی گھنڑی دے کر بھیجا تھا گویا اس نے حضرت مسلم نے شہادت سے پہلے عمر بن سعد کو جو وصیت کی تھی اس وصیت کے جزوی حصہ پر عمل کیا۔ مدینہ تا زبالہ کا فاصلہ 855 کلومیٹر ہے یہ فاصلہ 28 ذالحجہ کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آ کر ملا ہے۔

خریبہ سے ثعلبیہ 66 کلومیٹر

ثعلبیہ سے قیر العبادی سے ثوق تک کا فاصلہ 58 کلومیٹر تھا

منزل ثوق سے زبالہ تک کا فاصلہ 20 کلومیٹر تھا

منزل ثوق کو کچھ لوگ منزل شقوق بھی کہتے ہیں۔

ثوق قاضیہ کے اسدی لوگوں کی ملکیت تھا

امام حسین علیہ السلام نے ایاس بن عشل طائی سے کوفہ کے حالات سنے اور حضرت مسلم کی خصوصی چیزوں کو وصول کیا اور اندر پردہ داروں کے پاس جا کر اس سامان کو کھولا یقیناً اس دوران گھر کے اندر اور باہر حضرت مسلم کی شہادت پر ماتم داری کی گئی ہوگی عمر بن سعد کے خط میں حضرت مسلم کی وصیتیں درج تھیں اور آپ کا خصوصی سامان تھا جو آپ کی اولاد کو چھپا دیا گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے حالات سننے کے بعد فرمایا:

ان الامر لله يفعل مايشاء وربنا هو كل يوم في شان

تحقیق اللہ کا امر فیصلہ جاری ہے وہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور ہمارے رب کی توہر دن ایک نئی شان ہے۔

روایات میں ہے کہ اس منزل پر امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جو افراد تھے ان کی تعداد کے بارے بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے آٹھ ہزار سے تیس ہزار تک تعداد لکھی گئی ہے۔ اسی منزل پر امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام ہمراہیوں کو ایک خطبہ دیا جس کے الفاظ یہ تھے۔

اما بعد ايها الناس ان جمعكم معنا على ان العراق لي، انه قد اتنا خبر فظيع وهو قتل مسلم بن عقيل عليهما السلام وهانئ بن عروة وقد خذلتنا شيعتنا فمن احب منكم الانصراف فلينصرف فانه ليس عليه مناذمام

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۰۲) مقتل بنو امیہ ج ۱ ص ۲۲۸ ایمان الخلیفہ ج ۱ ص ۵۹۵ کاظمی فی التاريخ ج ۲ ص ۵۳۹ لہوف ۳۰ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۸۲ بحار الانوار ج ۲۶ ص ۳۷۳ واقعات الخلفہ ج ۱ ص ۱۶۳ کلمات امام حسین ص ۳۶۳)

ترجمہ: اے لوگو آپ ہمارے ساتھ اس لیے آ رہے ہیں کہ عراق ہمارا ہے لیکن ہمیں ایک درد ناک خبر مل گئی ہے اور وہ خبر حضرت مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے قتل ہو جانے کی خبر ہے ہمارے ساتھیوں نے ہمیں رسوا کر دیا ہے پس تم میں سے جو بھی چھوڑ کر جانا چاہے وہ چلا جائے کیونکہ ہماری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

اسی جگہ سے جو لوگ مادی مفادات کی خاطر آئے تھے وہ سب ادھر ادھر ہو گئے پس خالص افراد آپ کے ساتھ بچ گئے۔ بعض مقتل نگاروں کا خیال ہے کہ اس اعلان کے بعد تین ہزار افراد پھر بھی آپ کے ہمراہ باقی رہ گئے۔ اور وہ شب عاشور تک آپ کے ساتھ رہے اور پھر جب شب عاشور آپ نے خطبہ دیا اور اپنی شہادت کی خبر دی اور چراغ بجھا دیے تو اس وقت خالص افراد کے علاوہ باقی سب چھوڑ کر چلے گئے۔ بہر حال زیادہ تر کا خیال یہ ہے کہ جن لوگوں کے امام حسین علیہ

اسلام کو چھوڑا تھا وہ اسی جگہ سے چھوڑ گئے اور شب عاشورا میں امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر جانے والی روایت درست نہیں ہے۔ اور میرا نظریہ یہ بھی یہی ہے کہ شب عاشورا امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر جانے والی روایت غلطی پر مبنی ہے امام حسین علیہ السلام کا اس رات کو اپنے اہل بیٹ اور اصحاب کی تعریف میں خطبہ اس بات کی بین دلیل ہے واللہ العالم

﴿دسویں منزل واقعہ﴾

اسے واقعہ الحزن بھی کہا جاتا تھا منزل زبالہ سے واقعہ تک کا فاصلہ ۳۸ کلو میٹر ہے اس جگہ جناب نافع بن ہلال الجملی، ان کے غلام عمر ابن خالد اسدی، جناب مسلم بن عوجہ، جناب ابو عامر صیداوی، جناب عابس بن شعیب شاکری اور کچھ اور جاٹا رہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے کاروان شہادت میں شامل ہوئے۔

زبالہ سے ۳۸ کلو میٹر کے فاصلہ پر القاع کا قصبہ تھا اور وہاں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا تھا جو واقعہ تک جاتا تھا اور اسی پہاڑی سلسلہ میں القاع سے ۳۸ کلو میٹر کے فاصلہ پر بنی عتبہ کی گھاٹی آتی تھی۔ او بن عتبہ سے آگے ۳۸ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقعہ آتا تھا جہاں پر رسول اللہ نے قیام فرمایا ۳۰ ذی الحجہ ۶۰ھ اور ۲۹ ستمبر منگل کا دن تھا کہ اسی جگہ آپ کو عبداللہ بن مظفر اور جناب قیس بن مسهر صیداوی کی شہادت کی خبر ملی۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ خبر آپ کو منزل خزیمہ میں ملی، محرم کا چاند آپ نے اسی جگہ دیکھا۔

﴿گیارہویں منزل ذومحرم یا المعصیہ﴾

واقعہ سے چار کلو میٹر فاصلہ پر ایک قصبہ تھا جسے شراف کہا جاتا تھا شراف سے ۱۸ کلو میٹر کے فاصلہ پر صحر شروع ہوتا تھا جسے ذومحرم کہتے تھے۔

اسی جگہ پر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ پانی بھر لیں کیونکہ واقعہ سے المعصیہ کا کل فاصلہ ۹ کلو میٹر تھا۔

منزل شراف میں جناب طرماح بن عدی، عمرو ابن جندب اور کنانہ بن شقیق نقضی آپ کے

کاروان شہادت میں آکر شامل ہوئے۔

﴿دوران سفر لشکر حرکی آمد﴾

بعض کا خیال ہے کہ حر کے لشکر کی ملاقات منزل شراف میں ہوئی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام منزل شراف سے ہو کر ذوقم کے صحراء کی طرف جا رہے تھے اور اسی صحراء میں حر کے لشکر سے ملاقات ہوئی امام حسین علیہ السلام حر کے لشکر سے پہلے القرعہ پہنچ گئے تھے جہاں سے آپ نے ضرورت سے زیادہ پانی لے کر اپنے سفر کو جاری رکھا ہوا تھا کہ راستہ میں حر کا پیاس سے نڈھال لشکر ملا۔ حر کے لشکر کا پانی ۳۰ ذوالحجہ کی رات کو ختم ہو گیا تھا کیوں وہ اس رات مغیشہ سے روانہ ہوا تھا۔ اگلی منزل سے اسے پانی بھرنے کا موقعہ ہی نہ ملا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ مغیشہ سے کچھ پہلے ذوقم کے کسی صحرائی حصہ میں قیام کیا گیا ہوگا۔ مؤرخین نے اس قیام میں مغیشہ کو قرار دیا ہے۔ مغیشہ سے تھوڑا سا سفر شمال مشرق کی طرف کیا جاتا تو وہ راستہ مشرق کی طرف مڑ کر قادیسیہ چلا جاتا تھا۔ قادیسیہ دریائے فرات کے کنارے ایک شہر آباد تھا۔ حصین بن نمیر نے اس جگہ پر قیام رکھا ہوا تھا۔ مغیشہ سے قادیسیہ کا فاصلہ ۵۶ کلومیٹر تھا، لیکن جناب حر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے کاروان کے راستہ کو روکنے کی وجہ سے آپ نے کوفہ جانے کے لیے اس راستہ کو چھوڑ دیا تھا اسی لیے امام حسین علیہ السلام نے ذوقم کے صحرائی راستہ سے ہی ایک اور راستہ اختیار کیا جس کا اختتام کربلا تک جا ہوا۔

دو محرم الحرام ۶۱ ہجری یکم اکتوبر ۶۸۰ عیسوی بروز جمعرات رات کے آخری حصہ میں سفر شروع کیا گیا۔ اس جگہ سے کربلا تک کے فاصلے اور جگہوں کی تفصیل کچھ یوں بنتی ہے۔

مغیشہ سے صحرائی راستہ سے رصمیہ تک کا فاصلہ ۶۵ کلومیٹر

رصمیہ سے عطشان صحرائی راستہ تک کا فاصلہ ۲۸ کلومیٹر

عطشان سے آگے قصر بنی مقاتل ۲۰ کلومیٹر اور قصر بنی مقاتل سے کربلا معلیٰ کا فاصلہ ۲۰ کلومیٹر

مغیشہ سے کربلا کا کل فاصلہ ۱۵۳ کلومیٹر بنتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے مغیشہ سے شمال مغرب والے صحرائی طرف سے سفر کیا ہے جس میں

رحمۃ اور قطعاً نہ آتے تھے اور درمیان میں بہت ساری چھوٹی چھوٹی آبادیاں تھیں ان میں قصبہ بیضہ بنی ابان بن دارم اور بیضہ بنی ربیع مشہور ہیں پہلے قصبہ کا مشہور شاعر فرزدق تھا دوسرے قصبہ کے لوگ امیر المؤمنین کے موالیان سے تھے اور یہی علاقہ جناب مالک بن نویرہ کا تھا جنہوں نے غلیفہ اول کو زکات نہ دی تھی اور خالد بن ولید کا قیادت میں ان کا قتل عام کروایا گیا تھا۔

امام حسین علیہ السلام قصبہ بیضہ میں بھی قیام فرمایا البتہ کس قصبہ میں قیام فرمایا اس کی تفصیل نہیں ہے البتہ بیضہ بنی ربیع میں قیام والی بات زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ حضرت محمد بن علی علیہما السلام کی والدہ حنفیہ قبیلہ سے اسی جگہ کی تھیں اور بیضہ بنی ربیع عطشان سے پہلے واقع ہے جو مغربی طرف سے واقع ہے۔

﴿بارہویں منزل بیضہ بنی ربیع﴾

اس جگہ ابوہریرہ نے مولائے ملاقات کی جو خود بیان کرتا ہے کہ میں قطعاً نہ سے حیرہ (نجف) کی طرف محسوس تھا کہ میری مولا حسین علیہ السلام کا کاروان پر وید پڑی میں امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا۔

یا بن رسول اللہ مالذی اخرجک عن حرم اللہ و حرم جدک اے فرزند رسول کس چیز سے آپ کو حرم خدا اور اپنا نانا کے حرم سے نکلنے پر مجبور کر دیا امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ امویوں نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم اپنا گھر چھوڑ دیں اسی جگہ آپ نے کوفہ کے ایک آدمی سے فرمایا تھا۔

امساو اللہ لو لتبتک بالمدينة لأرتبک اثر جبرئیل فی دارنا ونزولہ بالوحی علی جدی

مقتل والے لکھتے ہیں جس وقت امام حسین علیہ السلام رحمۃ سے روانہ ہوئے تو آپ قطعاً نہ شہر کی مشرقی جانب سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ سے اور مغربی طرف نجف اشرف سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ سے آپ کا گزر ہوا۔ قطعاً نہ سے سید عارستہ نجف جاتا تھا جو کہ چالیس کلومیٹر بنتا تھا۔

وہاں سے بنی ربیع سے عطشان ۵ کلومیٹر عطشان سے قصر متاعل ۲۳ کلومیٹر اور قصر بنی

مقاتل سے کربلا معلیٰ ۱۸ کلومیٹر فاصلہ بیان کیا گیا ہے کل فاصلہ ۴۸ کلومیٹر بنتا تھا۔

اس اعتبار سے آپ ۳ محرم الحرام کو ۶۱ ہجری ۱۲ اکتوبر ۶۸۰ عیسوی صبح کے ۸ بجے تقریباً یہ کاروان تسلیم و رضا اپنی آخری منزل کربلا پہنچ جاتا ہے۔

بیضہ بنی یربوع میں جناب حذیفہ ابن اسید، جناب سعید، جناب ابو الشعثاء الکندی، جناب حباب بن عامر حمیمی، جناب سالم مولیٰ بنی المدین، جناب حارث بن امرہ القیس بن عابس الکندی، جو شاہزادہ علی اصغرؑ کے ماموں ہیں یہ سب کوفہ سے آئے اور امام حسین علیہ السلام کا کے کاروان شہادت میں شامل ہو گئے۔

مدینہ منورہ سے کربلا تک کی منازل کی تفصیل دے دی ہے تاکہ ذاکرین عظام علماء کرام کے لیے اس راستہ سے تفصیلی آگاہی مل جائے جس سے امام حسین علیہ السلام نے کربلا تک کا سفر کیا۔ ہم نے منازل میں جن جگہوں کو مشخص طور پر لکھا ہے یہ وہ جگہیں ہیں جہاں پر امام حسین علیہ السلام نے قیام فرمایا ہے۔ آخر میں ہم نقشہ بھی دے رہے ہیں تاکہ راستہ اور اس میں جو منازل ہیں انہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں مجالس المنظرین ج ۱

﴿مدینہ تا کربلا منازل کا اجمالی خاکہ﴾

مدینہ جہیزہ درحہ معدن الحقہ حجاز بطن الرمد توز فید ابن عمیر اجفر میاء العرب خزیمہ (زرد) زبالہ ایقاع (قاع) بطن عقبہ واثمہ شراف القرعہ ذوم غفیلہ رجمیہ قطیف بنی یربوع قصر بنی مقاتل کربلا



مکہ سے کر بلا امام حسینؑ کے بیانات:

﴿منزل اول..... تنعیم﴾

یعنی کاروان سے حضرت امام حسینؑ کی گفتگو

جب آپؑ مکہ اپنے گھر شعب حضرت علیؑ علیہ السلام سے روانہ ہو کر مقام ”منعیم“ پہنچے تو وہاں پر آپؑ کی ملاقات یمن کے گورنر کی طرف سے بھیجے ہوئے ایک قافلے سے ہوئی اس کا سالار ”بجیر بن یسار حمیری“ تھا قافلے کے تمام اونٹ قیمتی جواہرات و ہیرے اور یمنی سکوں اور مال و اسباب سے لدے ہوئے تھے وہ یہ تمام مال و اسباب بڑید کی طرف لے جا رہے تھے۔ اور یہ اموال ارباب کے غمخس چار چیزوں کا غمخس یہ اصطلاح عام تھی تمام سکران چار چیزوں سے غمخس وصول کرتے تھے۔ غمخس کے اموال کو یہ عنوان دیا جاتا ہے اس میں معدنیات، خزانہ، غوطہ خوری، سے حاصل شدہ اموال اور جنگی غنائم شامل ہوتے تھے کی بابت تھے جسے وہ ہر سال حاکم شام کے پاس لے جاتے تھے یہ ان کا طریقہ ہوتا تھا کہ وہ پہلے مکہ آتے یہاں پر حج کرتے اور پھر ان اموال غمخس کو حاکم شام کے پاس لے جاتے غمخس کے حقیقی مالک کیونکہ مولا امام حسینؑ علیہ السلام تھے اس لئے امامؑ نے ان تمام اموال پر حق تصرف حاصل فرمایا اور کاروان والوں سے فرمایا۔

من احب منکم ان ینصرف معنا الی العراق اوفینا کراءہ و احسنا صحبہ

و من احب المفارقة اعطینا ہ من الکراء علی ما قطع من الارض

ترجمہ ﴿آپؑ میں سے جو پسند کرے وہ ہمارے ساتھ عراق چلے ہم اس کا مکمل کرایہ دیں گے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جو ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتا ہم اس کو اس سفر کے مطابق طے شدہ مزدوری دینے پر تیار ہیں۔ اس کو اتنا کرایہ دیں گے جتنا اس نے راستہ طے کیا ہے۔

اس پیشکش کے بعد کچھ لوگوں نے اپنا کرایہ لیا اور یمن کی طرف واپس پلٹ گئے اور کچھ لوگوں نے ساتھ رہنے کا اعلان کیا اور امام عالی مقام کے ساتھ عراق کی طرف چلے۔

﴿یعنی کاروان سے اموال خمس کی وصولی کا راز﴾

اس گفتگو کا راز اور امام کے انقلابی عمل کا جو نمونہ ہے وہ قیامت تک تمام الٰہی تحریکوں کے رہبروں کیلئے بہترین ماڈل واسوہ ہے مجرموں کی پشت پناہی اور طاغوتی طاقتوں سے دشمنی اور ان کو کمزور کرنا اس عمل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ جو بھی فرصت مناسب ہو طاغوت کو ضعیف کیا جائے اور محرموں اور غریبوں کو تقویت دی جائے پھر جیسا کہ امامؑ اس مال و دولت کو جو بیچارے یمن کی عوام سے ان کے حکومتی صوبے دار جمع کرتے تھے اور وہ اموال خمس سے تھے جسے وہ بیزید یمن کے اختیار میں دینے جا رہے تھے مولانا علی اقدام کرتے ہیں اور اسے باطل کے پنچے سے چھین لیتے ہیں۔ اور امت کے اصلاحی موارد میں خرچ کرتے ہیں اور فقیروں کو جو اس طویل راہ یعنی حجاز سے عراق تک ان سے ملنے ہیں انھیں عطا کرتے ہیں اور قرآن و دین کے راستے کی رکاوٹوں کو توڑنے میں استعمال کرتے ہیں اور جو ان اموال کا صحیح مصرف تھا اس میں ان اموال کو خرچ کرتے ہیں کیونکہ آپ ان اموال کے حقیقی وارث تھے۔

اور ایک طرف اونٹوں کے مالکوں کو جن کے اونٹ کرایہ پر تھے اور طاغوت کی خدمت کرتے تھے جب کہ وہ معاشرے کے محروم اور ضعیف طبقے سے تعلق رکھتے تھے ان کی مزدوری اور کرایہ جو اس مشکل سفر میں بنتا تھا خوش اخلاقی کے ساتھ ان کو ادا کیا اور جو ہمراہ ہو گئے انہیں سفر سے پلٹنے کے بعد آزاد کر دینے اور ان کو کرایہ ادا کرنے اور ہر اسی کے دوران نیک سلوک اور محبت کا وعدہ کیا۔

فرزند پیغمبرؐ کے عراق کے سفر میں اور ان کے ہر کاب رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا نیک رفتاری آپ کی عظمت و سعادت ان کیلئے ہمیشہ جاوداں اور مقام ارجمند پر پہنچنے کا باعث بنے۔ کہ جو ہر صالح اور باایمان بندے کی آرزو ہے۔

منزل دوم سے پہلے

﴿مقام صفاح نامی جگہ پر مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات﴾

امام حسین علیہ السلام "صحیح" سے روانہ ہوئے اور مقام "صفاح" پہنچے تو فرزدق شاعر حج کے مراسم کے لیے آ رہا تھا تو اس کی ملاقات امام سے ہوئی اس کی ملاقات کا ذکر خود اس کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ فرزدق شاعر روایت کرتا ہے۔

میں 60ھ میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے مراسم ادا کرنے آ رہا تھا کہ جب میں حرم کی حدود کے قریب پہنچا تو میں نے ایک قافلہ کو دیکھا کہ ان کے پاس کمواریں ڈھالیں اور سامان جنگ تھا اور ساتھ بچے اور باپردہ خواتین بھی تھیں میں حیران ہوا اور سوال کیا کہ یہ کاروان کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ قافلہ فرزند رسول حضرت حسین ابن علی کا ہے تو میں امام کی خدمت میں آیا ان پر سلام کیا اور ان سے عرض کی اللہ آپ کی حاجات اور امیدیں بر لائے میرے ماں باپ آپ پر قربان

ما اعجلک عن الحج ؟

آپ نے حج کو چھوڑ کر جلدی کی اس کی وجہ کیا ہے؟

تو امام نے فرمایا لولم اعجل لأخذت.

اگر میں جلدی نہ کرتا تو مجھے پکڑ لیا جاتا۔

فرزدق کہتا ہے پھر امام نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ تو میں نے عرض کیا۔ "میں قوم عرب سے ایک مرد ہوں اور آپ کا اللہ کی قسم اس سے زیادہ مجھ سے میرے بارے میں سوال نہ کریں" پھر امام نے سوال کیا۔

اپنے پیچھے جو لوگ چھوڑ آئے ہو ان کے بارے میں کچھ بتاؤ؟ تو میں نے عرض کیا۔ آپ نے ایک باخبر اور آگاہ شخص سے سوال کیا۔

لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی کمواریں آپ کے خلاف استعمال ہونگی قضا آسمان سے اترتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

﴿امام عالی مقام کافر زدق کے لیے جواب﴾

صدق لله الامر کل يوم هو فی شان ان نزل القضاء بمانح و نرضی
فنحمد الله علی نعمائه وهو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضاء ذون
الرجاء فلم يتعد من كان الحق نیتہ والتقوی سریرتہ
امام نے فرمایا!

ترجمہ ہے تو نے سچ کہا ”آج سے پہلے اور آج کے بعد حکم اللہ کا ہے ہر دن ہمارا رب ایک نئی شان
میں ہے اگر قضا اسی طرح اترے جس طرح ہم چاہتے ہیں اور ہماری رضا ہے تو ہم اللہ کی نعمتوں پر
اللہ کی حمد بجالائیں گے اور وہی شکر ادا کرنے والوں کا مددگار ہے اور اگر ہماری امید کے برعکس
قضا ہوئی تو وہ شخص دور نہ ہوگا جس کی نیت حق ہوگی اور جس کی سیرت تقویٰ ہو۔“

فرزدق کہتا ہے پھر میں نے امام سے کچھ صبح کے متعلق مسائل کے بارے میں سوالات کئے ان
کے جواب دینے کے بعد امام نے مجھے خدا حافظ کیا اور مجھ سے جدا ہوئے اور امام کے قافلے نے
اس مقام سے کوچ کی۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے مکہ چھوڑنے اور حج نہ کرنے کی علت بیان کی اگر ایسا نہ کرتے تو مخالفین
کی طرف سے مزاحمت کرنے پر کعبہ کی بے حرمتی ہوتی۔

۲۔ اللہ کی رضا پر راضی ہونا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اگر آپ کی نیت صحیح ہے اور آپ کی سیرت و کردار
تقویٰ پر ہے تو پھر پرواہ نہ کریں کہ نتیجہ دھکے کھائے جو آپ چاہتے ہیں یا آپ کی خواہش کے برعکس ہو۔

۳۔ اخلاقی مسئلہ کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ امام عالی مقام کا یہ سفر کرنا ایک الہی امر ہے جو
فقط ظاہری کامیابی کی بجائے ہدف معنوی تک پہنچنا سکھاتا ہے۔

﴿منزل سوئم... ذات العرق﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام ”صفاح“ سے چلے اور ”عقیق“ کے راستے سے ہوتے ہوئے ”ذات العرق“ میں پہنچے جو ”نجد“ اور ”تہامہ“ کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں پر بنی اسد کے ایک آدمی ”بشیر بن غالب“ سے امام عالی مقام کی ملاقات ہوئی۔ مولانا نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ بشیر بن غالب قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتا ہے۔

﴿امام عالی مقام کی بنی اسد کے ایک شخص بشیر سے گفتگو﴾

امام حسین علیہ السلام! اے بنی اسد کے بھائی کہاں سے آرہے ہو؟

بشیر! عراق سے۔

امام! عراق والوں کو اپنے پیچھے کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟

بشیر! دختر رسولؐ کے بیٹے ان لوگوں کے دل آپؐ کے ساتھ مگر تلواریں بنی امیہ کیے ساتھ ہیں۔

امام! اے عرب بھائی آپؐ نے سچ کہا اللہ وہ کرتا ہے جو اس کی مشیت ہو اور وہ فیصلہ دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

چاہتا ہے۔

بشیر! یا بنی رسول اللہؐ

یوم ندعو اکل اناس بامامہم

”قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے نام سے پکاریں گے۔“

(سورہ اسراء آیت ۷۱)

اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟

امام! اے بنی اسد کے بھائی! اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام دوسم کے ہیں۔

ہدایت کا امام وہ ہے جو ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اور دوسرا گمراہی کا امام ہے اور گمراہی کا

امام وہ ہے جو گمراہی کی طرف دعوت دے لہذا جو ہدایت کے امام کو قبول کرے گا تو اس نے جنت

کے راستے کی ہدایت پائی اور جس نے گمراہی کے امام کو قبول کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

فریق فی الجنة و فریق فی السعیر۔
ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک جہنم میں۔

(سورہ شوریٰ آیت نمبر ۷)

اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے۔

اس گفتگو کے بعد بشیر بن غالب امام سے جدا ہوئے اور وہ اپنے راستے پر چلے اور امام عالی مقام اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔



حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور عزاداری امام حسین علیہ السلام

جب بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا گیا آپ نے گریہ کیا اور حاضرین مجلس بھی روئے آپ فرمایا کرتے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ”میں کشتہ عبرت ہوں جو مومن مجھے یاد کرے گا وہ روئے گا“

حضرت نبی کریم کا فرمان

حضرت سیدہ سے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آنکھ اشک بار ہوگی لیکن جو آنکھ غم حسین علیہ السلام میں روئی ہو وہ مسرور اور خوش ہوگی

﴿منزل المسلم﴾

جناب سعد بن بشر حضری کی ملاقات:

یہاں پر جناب سعد بن بشر حضری اور آپ کے ایک ساتھی جناب ابوہرہ ازدی حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی۔ یہ دونوں جب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو آپ کے سامنے بہت سارے خطوط پڑے تھے جنہیں آپ پڑھ رہے تھے انہوں نے سوال کیا آپ اس جگہ کیسے؟ اور کہاں کا ارادہ ہے۔ تو امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا۔

وحذہ کتب اہل الکوفہ

یہ بہت سارے کوفہ والوں کے خطوط ہیں انہوں نے مجھے وہاں آنے کے لیے دعوت دی ہے۔ جناب سعد عرض کرتے ہیں مولاً یہ حالات کوفہ جانے کے لیے سازگار نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم اس لیے جا رہے ہیں تاکہ ان پر اتمام حجت ہو جائے کل وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے امام زمانہ (عج) کو اپنی ہدایت اور سرپرستی کرنے کے لیے دعوت دی تھی وہ ہمارے پاس نہ آئے اور ہم ہلاک ہو گئے پھر فرماتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہم قتلتی فاذا فعلوا ذالک لم يدعوا الله محرمات الا انتھکوه جب کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے جب انہوں نے ایسا جرم کر لیا تو پھر ان کی جرأت اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ خدا کے کسی محترم امر کی پرواہ نہ کریں گے اور ہر ایک کی ہجک حرمت کریں گے اور خدا کے احکام کی پامالی کا ارتکاب کریں گے۔ ان کے ان جرائم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو انہیں قتل کرے گا اور اتنا انہیں ذلیل و خوار کرے گا کہ ان کی حیثیت اس کپڑے سے بھی بدتر ہوگی جسے خواتین استعمال کے بعد دور پھینک دیتی ہیں۔

﴿معدن بنی سلیم﴾

اس منزل پر جناب سیف بن حارث اور ان کے چچا زاد بھائی مالک بن عبد اللہ جو آپس میں مادری بھائی بھی تھے۔ اپنی والدہ کی ہدایت پر اسی منزل پر امام کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام

علیہ السلام نے اپنے خیمہ سے باہر آ کر ان کا خود استقبال کیا۔ اور جناب سیف بن حارث کو ان جملوں سے سرفراز فرمایا۔

کیف حالک یا بن عم: اے چچا زاد آپ کا کیسا حال ہے؟ ان دونوں نے روتے ہوئے اپنے سروں کو موٹا کے قدموں پر رکھ دیا۔ یہ دونوں کربلاء کے شہداء سے ہیں اور امام زمانہ عج نے زیارت ناحیہ میں ان کا نام لے کر سلام کیا ہے۔

﴿منزل ماوان (مغیشۃ الماوان) کے واقعات﴾

حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ظاہری طور پر امام حسین علیہ السلام کو اسی منزل پر پہنچی ہے اور یہ خبر بحیرہ اسدی کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچی ہے کیونکہ کوفہ سے مدینہ کا فاصلہ چھ دن میں طے ہوتا تھا۔ اس حساب سے مغیشۃ الماوان میں اس قاصد کا پہنچنا ممکن بنتا ہے کیونکہ یہ قاصد ۱۰ اذوالحجہ کو یا گیارہ ذوالحجہ کو کوفہ سے روانہ ہوا ہو تو وہ مغیشۃ الماوان ۷ اذوالحجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

روایت، درایت، فاضلہ، رفتار، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ کو دیکھا جائے تو یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ سلیمان اور مشعل اسدی نے بحیرہ اسدی سے ماوان پہنچنے سے پہلے ملاقات کی ہوگی اور پھر جب امام حسین علیہ السلام ماوان میں اپنے خیمہ لگا چکے تو امام حسین علیہ السلام کو یہ خبر دی گئی اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ منزل خزیمہ جو کہ مدینہ سے کئی سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں شہادت کی خبر موصول ہوئی تو وہ درست نہیں ہے۔

۷ اذوالحجہ بمطابق ۱۶ ستمبر بدھ کی رات آپ نے اسی منزل پر گزاری ہے اور دوسرے دن حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خاندان کے افراد سے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ سنایا کہ ماوان سے مدینہ جائیں گے اور وہاں جا کر اگلا پروگرام ترتیب دیا جائے گا۔ اس طرح آپ ماوان سے مدینہ تشریف لے گئے۔

حضرت امام حسینؑ دوبارہ مدینہ میں

﴿نانا کی مزار پر﴾

مشہور مقتل نویس ابوحنیفہ کا بیان ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ جانے لگے تو آپ مکہ سے دوبارہ مدینہ تشریف لے آئے اور مدینہ سے ہو کر کوفہ گئے۔

مدینہ پہنچ کر آپ اپنے نانا رسول اللہ کی قبر پر حاضر ہوئے آپ نے نانا رسول اللہ کی قبر کو گلے سے لگایا اور کافی دیر روتے رہے یہاں تک کہ آپ نانا کی مزار پر ہی سو گئے تو رسول اللہ نے حالت خواب میں آپ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کے لیے یہ فرمایا

حضرت رسول اللہ نے امام حسینؑ سے فرمایا اے میرے بیٹے جلدی کرو جلدی کرو تیرے ماں باپ اور بھائی حسن اور تیری نانی خدیجہ الکبریٰ سب میرے پاس آئے ہیں اور وہ سب آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں اس لئے آپ جلدی ہمارے پاس آ جائیں۔

گو یا حضرت رسول اللہ کی زبان حال کچھ یوں تھی اے میرے پیارے حسین علیہ السلام آپ عراق کی طرف ضرور جائیں کیونکہ اللہ کے دین کی بقاء اسی میں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو منتقل اور آپ کے اہل و عیال کو اسیری کی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے یعنی جب تک تم اپنی جان کا نذرانہ پیش نہ کرو گے اور کربلاء کے لقمہ ووق صحرائیں تمہیں دن کی بھوک و پیاس برداشت کر کے قتل نہ ہو جاؤ گے اور آپ کے پیغام برحق کو خاندان نبوت کے پردہ دار غالموں کے درباروں میں نہ پہنچائیں گے اس وقت تک قیامت تک کے لیے اسلام کی بقاء یقینی نہیں اس لیے آپ کو کربلاء جانا ہی ہے۔



﴿ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے حضرت امام حسینؑ کی گفتگو﴾

جناب امام حسینؑ مدینہ سے جانے لگے تو آپ اپنی نانی جناب ام سلمہؓ کے پاس آئے جب بی بی نے آپ کے سفر کا حال سنا تو بی بی نے فرمایا۔

اے میرے پیارے بیٹے!

عراق کی طرف جانے سے مجھے غزوہ نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "میرا بیٹا حسینؑ زمین کر بلا پر قتل کر دیا جائے گا" اور مجھے رسول اللہؐ نے ایک شیشی میں مٹی (خاک) ڈال کر دی اور یہ بتایا کہ جس زمین پر میرا بیٹا مارا جائے گا اس کا نام کر بلا ہے۔

امام عالی مقامؑ نے یہ سن کر بی بی سے فرمایا!

اے اماں جان! میں اس بات کو جانتا ہوں میں ہر صورت مارا جاؤں گا اور اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔

خدا کی قسم! میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن میں قتل کیا جاؤں گا میں اس شخص کو بھی جانتا ہوں کہ جو مجھے قتل کرے گا میں اس جگہ سے بھی واقف ہوں جس میں مجھے دفن کیا جائے گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے اہل بیتؑ، میرے رشتہ داروں اور شیعوں میں سے کون کون قتل کیا جائے گا؟

اے اماں!

اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں میں نے ابدی نیند سونا ہے پس امامؑ نے کر بلا کی طرف اشارہ کیا۔ تو زمین جھک گئی اور کر بلا کی زمین سامنے آئی یہاں تک کہ امام حسینؑ نے اپنے دفن کی جگہ گھوڑے سے گرنے کی جگہ فوج کے ٹھہرنے کی جگہ اور شہادت کی جگہ دکھائی۔

حضرت ام سلمہؓ نے یہ منظر دیکھ کر سخت گریہ فرمایا اور امامؑ نے مصائب کے یہ جیلے فرمائے۔

اے اماں! اللہ کی مرضی یہ ہے کہ وہ مجھے مقتول دیکھے، ظلم کے ساتھ ذبح ہوتے ہوئے دیکھے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ میرا حرم، میرے بچے، میری عورتیں در بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ ان کی

بے حرمتی کی جائے مظلومیت کے عالم میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے وہ قیدی ہوں، وہ مدد کیلئے پکاریں لیکن کوئی مددگار نہ ہو۔

ان جملوں کے بعد مولانا نے ایک شیشی دی جس میں کر بلا کی مٹی تھی اور فرمایا۔

اس شیشی کو اس دوسری شیشی کے ساتھ رکھ دیں جو میرے نانے آپ کو دی ہے اور جب دیکھیں کہ ان دونوں شیشیوں سے خون ابل رہا ہے تو جان لینا کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کا دن ہوا تو ظہر کے بعد میں نے دیکھا کہ دونوں شیشیوں سے خون ابل رہا تھا تو میں نے جان لیا کہ میرا بیٹا مارا گیا ہے تو اس وقت میں نے ماتم و گریہ شروع کیا۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی خبر سب کو دی۔ اور مدینہ روانگی سے قبل یہ خبر دی پس یہ تاثر دینا کہ جو مدینہ میں رہ گئے تھے انہیں پتہ نہ تھا کہ امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ یہ غلط ہے۔

۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی کیفیت بچوں کے قتل ہونے کی کیفیت اور عورتوں کے اسیر ہونے کی کیفیت کو مدینہ چھوڑنے سے قبل بیان فرمایا۔

۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سلمہ کو وداع کرنے آئے تو ظاہر ہے تمام خواتین و بچے آپ کے ساتھ چارہ تھے تو سب ہی ساتھ ہوں گے اور یقینی بات ہے کہ جب مولانا نے یہ مصائب بیان فرمائے تو سب نے ماتم و گریہ کیا ہوگا۔

﴿مصائب کا گریز﴾

یہاں ام سلمہؓ کو وداع کیا تو سب سے زیادہ مشکل وقت میں جناب سیدہ کی قبر کو وداع کیا ہوگا اور وہاں بھی مصائب کے جملے فرمائے ہوں گے۔ ظاہر ہے جب بیٹے ماں سے جدا ہو رہے ہوں تو وہ وقت بہت ہی مشکل اور دردناک ہوتا ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے لیے وصیت﴾
 حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ! جب آپ نے مدینہ سے عراق کا رخ کیا
 تو آپ نے امامت کے تبرکات، کتابیں اور دیگر چیزیں جو منصب امامت کے ساتھ مخصوص تھیں وہ
 آپ کے حوالے کیں اور فرمایا کہ جب میرے علی زین العابدین علیہ السلام بیٹے آپ کے پاس
 آئیں تو یہ چیزیں اور وصیت ان کے سپرد کر دینا اور جب حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے اور
 حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام واپس آئے تو حضرت ام سلمہؓ نے وہ تمام چیزیں ان کے سپرد
 کر دیں۔

اے بعض محققین کا خیال ہے کہ جناب ام سلمہؓ کی یہ گفتگو اس وقت سے متعلق ہے جب آپ مکہ
 سے واپس مدینہ تشریف لائے اور تین دن قیام کرنے کے بعد عراق کیلئے روانہ ہوئے تو اس وقت
 آپ نے جن ہستیوں کو وداع کیا تو ان سے یہ گفتگو فرمائی یہ بات قرین قیاس بھی ہے کیونکہ آپ
 نے یہ اعلان فرمایا کہ میں اس وقت مدینہ سے مکہ جا رہا ہوں جیسا کہ جناب محمد حنیفہؓ سے گفتگو میں
 ہے البتہ مکہ سے جب مدینہ واپس آئے تو اس وقت واضح تھا کہ آپ عراق جا رہے ہیں اسی
 طرح بعض صاحبانِ مقال کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی دختر جناب فاطمہ صغریٰ کو بیماری کی وجہ
 سے مکہ سے واپسی پر مدینہ چھوڑا کیونکہ آپ سفر کے قابل نہ تھیں۔ اور آپ مدینہ سے مکہ کے سفر
 میں آپ کے ہمراہ تھیں لیکن جب امام مکہ سے واپس مدینہ آئے تو راستہ کی تھکان سے جناب سیدہ
 فاطمہ صغریٰ سخت بیمار ہو گئیں لہذا آپ نے اپنی اس بیٹی کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا۔ اور بی بی نے بھی
 اس اقدام پر کسی قسم کا اعتراض نہ فرمایا ہے ظاہر ہے پروردہ گود امامت تھیں بھلا کس طرح اس الہی
 حکم کے سامنے زبانِ اعتراض کھول سکتی تھیں اس بی بی کے حوالے سے جو کچھ مجالس میں تیاری
 مدینہ اور مکہ سے واقعات میں پڑھا جاتا ہے تو ان واقعات میں اس مظلومہ بی بی کی سخت توہین کی
 جاتی ہے۔ اور ایسا انداز اپنایا جاتا ہے کہ شاید بی بی کو اس پورے واقعہ کا علم تک نہ تھا جب کہ آپ
 واقعات سے سمجھ چکے ہیں کہ اس واقعہ کے بارے اس خاندان کے ہر فرد کو علم تھا بلکہ یہ تو اختیار بھی
 جاننے تھے کہ انجام کیا ہوتا ہے پھر خاندان کے افراد کو بھلا کیسے علم نہ ہو۔

بہر حال اس مظلومہ بی بی کے حوالے سے ایسے مکالمے اور ڈائیلاگ پڑھنے سے گریز کیا جائے جس سے آپ کی توہین ہو۔ اور بعض کا یہ خیال کہ بی بی کا اصل وجود ہی نہیں ہے یا آپ مدینہ میں نہیں تھیں تو ان کے لیے عرض ہے کہ اگر بی بی کا وجود ہو اور آپ مدینہ میں رہ گئی ہوں تو اس سے کون سے اسلامی اصول یا فرمان معصوم کی نفی لازم آتی ہے جب کہ اس مضمون کی روایات موجود ہیں تو اس قول کو ماننے میں کیا قباحت ہے؟
تفصیلات کے لیے مجالس المنظرین دیکھیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی بنی ہاشم کی خواتین سے گفتگو﴾

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ!

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا تو خاندان عبدالمطلب کی عورتیں آپ کے پاس آئیں اور سب (بعض علماء نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب امام حسینؑ روانگی کیلئے تیار ہو گئے تو) بزرگ عورتیں آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ ہم تمام خواتین کا نمائندہ بن کر آئی ہیں۔ اس وقت خاندان عبدالمطلب کی تمام خواتین ہو چکی ہیں جمع ہوئیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ مہربانی کریں اور ایک دفعہ دوبارہ حویلی میں تشریف لائیں اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ان خواتین نے آپ سے درخواست کی کہ آپ خود اور آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب (سلامہ اللہ علیہا) ایک دفعہ حویلی میں واپس آئیں پس امامؑ نے ان کی درخواست قبول کی اور اپنی سوار یوں سے اترے اور اندر تشریف لائے۔

بنی ہاشم کی حویلی میں جملہ خواتین نے نوحہ و گریہ و زاری اور ماتم کرنا شروع کیا امام حسینؑ اور آپ کی ہمیشہ جنتاب سیدہ زینبؑ (علیہا السلام) انکے درمیان سے گزرے اور امام حسینؑ نے انہیں ان الفاظ کے ساتھ صبر کی تلقین فرمائی۔

”ہر حال میں اللہ کو یاد رکھیں ہماری جدائی کے غم میں کوئی ایسی بات نہ کہنا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی مصیبت اور نافرمانی شمار ہو۔“

عبدالمطلب کے خاندان کی خواتین نے امامؑ سے عرض کیا! پس ہم یہ گریہ و زاری، نوحہ و فغاں

کس کے لئے بچا کر رکھیں؟ ہمارے نزدیک آج کا دن ایسا ہے جیسے اس دن حضرت رسول اللہ حضرت علیؓ و جناب سیدہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔

اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے کیونکہ آپ دنیا سے چلے جانے والوں میں سے سب کے پیارے اور محبوب ہیں۔

یہ واقعہ بھی گواہ ہے کہ خاندان بنی ہاشم کے تمام افراد کو اس سفر کے انجام کا پتہ تھا پھر جناب حضرت سیدہ فاطمہ صغریٰ (سلام اللہ علیہا) کو کیسے پتہ نہ تھا اور یہ بھی واضح ہوا کہ دختر امامؑ مدینہ میں اکیلی نہ تھیں بلکہ بزرگ خواتین کے علاوہ خاندان عبدالملک کی بہت ساری خواتین اور آپ کے بزرگان جیسے حضرت محمد بن حنفیہ حضرت عبداللہ اور دیگر افراد بنی ہاشم موجود تھے۔ پس مجالس میں یہ تاثر دینا کہ کوئی بھی مدینہ میں باقی نہ تھا یہ درس نہیں ہے۔ اس سفر میں فقط وہ گئے جن کا نام کر بلاء نامہ میں روز ازل سے درج تھا۔

﴿حضرت ام ہانی سے امام حسین علیہ السلام کی گفتگو﴾

اسی حالت میں خواتین امام حسین علیہ السلام کی پھوپھی حضرت ام ہانی کے پاس آئیں اور سب نے کہا کہ اے ام ہانی! حسین علیہ السلام اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ چھوڑ رہے ہیں پس جناب ام ہانی! امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں اور امامؑ نے آپ کو دیکھا تو مولانا نے فرمایا کہ یہ تو میری پھوپھی ام ہانی ہیں تو جواب ملا کہ جی ہاں۔ تو مولانا نے فرمایا کہ اے پھوپھی جان! انکی چیز آپ کو یہاں لے آئی ہے (وہ زیادہ ضعیف تھیں اس لئے انہیں فرمایا) تو ام ہانی نے جواب میں کہا کہ میں کیوں نہ آتی جب مجھے یہ خبر ملی ہے کہ یہاں کا سرپرست جارہا ہے، مجھ سے جدا ہو رہا ہے اور پھر زور زور سے رونا شروع کیا اور اپنے باپ حضرت ابوطالب کے اشعار پڑھے۔

”اور وہ سفید روح کہ جس کے وسیلہ دیگر بادل سے بارش مانگی جاتی ہے وہ قیموں کے تھرو، بیواؤں کا سہارا موت آل ہاشم کے گرد آ رہی ہے جبکہ وہ لوگ آرام و سکون سے ہیں“ پھر فرمایا اے میرے سرور آقا میں آپ کے اس سفر کو خطرے سے خالی نہیں سمجھتی کیونکہ کل رات میں نے ہاتف کو یہ ندا دیتے ہوئے سنا ہے کہ بہ تحقیق ظف (کر بلاء) میں قتل ہونے والا اولاد ہاشم سے ہے اور قریش سے ہے کہ جسے ظلم کا نشانہ بنایا جائے گا رسول کا پیارا اور وہ بے خطا ہے اور اس کی مصیبت سب کے لئے ظاہر ہو جائیگی۔

امام حسینؑ نے اپنی پھوپھی اماں کی یہ بات سنا کر فرمایا۔

اے پھوپھی اماں! آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی وجہ سے قریش ذلیل و خوار ہوں گے بلکہ کہیں کہ مسلمانوں کو ذلت و رسوائی ہوگی اور پھر فرمایا کہ اے پھوپھی جان! ہر وہ چیز جو مقدر ہے اسے ضرور ہو کر رہنا ہے اور آپ نے ایک شعر پڑھا۔

”وہ ایک ایسی قوم نہیں ہیں کہ جو اہل غالب پر غالب آجائیں لیکن غائب کے ظلم میں معاملہ اسی طرح مقدر ہوا ہے۔

جناب ام ہانیؑ نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ امام حسینؑ کو وداع کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

”حسینؑ کے مدینہ چھوڑنے سے فقط میں ہی نہیں کہ جس کا یہ حال ہوا ہے بلکہ اس کے جانے سے رسول کا منبر و قبر اور درود و یو اور مدینہ بھی رورہے ہیں۔“



﴿حضرت امام حسینؑ کی جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے گفتگو﴾

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپؐ رسول اللہؐ کے فرزند ہیں اور دو سبطین میں سے ایک ہیں۔ آپؐ بڑی شان کے مالک ہیں مجھے اس بارے کچھ بتادیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ آپؐ اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی مانند یزید بن معاویہ لعن کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کر لیں جس طرح انہوں نے حالات کے پیش نظر معاویہ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا تو امام حسینؑ نے جناب جابرؓ سے کہا کہ اے جابر! جو کچھ میرے بھائی نے کیا وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم سے کیا اور میں بھی جو کچھ کروں گا وہ انہیں کے حکم سے کروں گا۔

پھر مولانا نے فرمایا کہ کیا تجھے رسولؐ و علیؑ اور میرے بھائی حسنؑ کا دیدار کرا دوں؟ پھر مولانا نے آسمان کی طرف دیکھا اور رسول اللہؐ، علیؑ، حسنؑ، حمزہؑ و زیدؑ (چچا کے بیٹے) آسمان سے اترے اور زمین پر آکر ٹھہر گئے جناب جابرؓ کہتے ہیں میں یہ منظر دیکھ کر خوف کے مارے کانپتا ہوا کھڑا ہو گیا تو رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! کیا میں نے آپؐ کو حسنؑ و حسینؑ کے معاملے میں پہلے سے نہ بتا دیا تھا کہ تم مومن نہیں ہو گے جب تک تم دونوں کی امامت کو تسلیم نہ کرو گے اور ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرو گے کیا تم معاویہ (لعن) کی جگہ اور میرے بیٹے حسنؑ کا مقام اور یزیدؑ کی جگہ اور میرے بیٹے حسینؑ کا مقام دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہؐ تو رسول اللہؐ نے زمین پر اپنا پاؤں مارا زمین پھٹ گئی اور ایک سمندر ظاہر ہوا اور پھر سمندر کا سینہ چاک ہوا اس سے ایک زمین ظاہر ہوئی اور اس طرح سات زمینیں ظاہر ہوئیں سات آسمان چاک ہوئے میں نے ان کے نیچے آگ دیکھی وہاں پر ولید بن مغیرہ، ابو جہل، معاویہ، یزید اور سرکش شیاطین زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان سب میں سے سب سے زیادہ سخت عذاب میں یہ لوگ ہیں۔

پھر حضرت رسول اللہؐ نے یہ فرمایا!

اپنا سر بلند کرو اور اوپر دیکھو پس جب میں نے اوپر دیکھا آسمانوں کے دروازے کھل گئے

اور اس کے اوپر جنت نظر آئی اور پھر رسول اللہ پر واز کر گئے۔

پس جب ہوا میں گئے تو آواز دی اے میرے بیٹے میرے ساتھ آ جاؤ حسین ان کے ساتھ ہو گئے اور اوپر کی طرف پر واز کی یہاں تک کہ جنت کے بلند ترین حصوں میں داخل ہو گئے وہاں سے رسول اللہ نے مجھے دیکھا اور حسین کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا۔

اے جابرؓ یہ میرا بیٹا اس جگہ میرے ساتھ ہے پس ان کے معاملہ کو قبول کرنے اور ان کی کسی بھی بات میں شک نہ کرنے پر ہی تم مومن رہو گے۔

جابر یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں اندھی ہوں اگر جو کچھ میں نے کہا ہے یہ رسول اللہ سے میں نے مشاہدہ نہ کیا ہو (اس واقعہ کا سیاق و سباق بھی بتاتا ہے کہ امام حسین جب مکہ سے واپس مدینہ آئے تو اس وقت حضرت جابرؓ اور آپ کے درمیان یہ گفتگو ہوئی ہوگی) اور یہ حالت مکاشفہ کوئی بعید بھی نہیں ہے کیونکہ جب آج کے عالمین مکاشفہ کے ذریعہ ارواح سے باتیں کر سکتے ہیں بلکہ حضرت رسول اللہؐ اور باقی آئمہ علیہم السلام کی زیارت کا شرف کر لیتے ہیں تو ایسا حضرت جابر کے لیے کیونکر نہیں ہو سکتا۔



حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کا نیاز کا اہتمام کرنا

اسیران کوفہ و شام کی مدینہ واپسی کے بعد بنی ہاشم کی خواتین نے سیاہ لباس پہنے اور وہ گرمی سردی کی پرواہ نہ کرتی تھیں اور حضرت علی ابن الحسینؑ امام زین العابدین علیہ السلام ان کے ماتم و مجلس کے لیے طعام و غذا کا خود اہتمام کرتے تھے۔

﴿مدینہ سے عراق کے لیے روانگی﴾

جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کے لیے روانگی کیلئے آمادہ ہوئے تو آپ آدمی رات کے وقت اپنی ماں کی قبر پر تشریف لے گئے وہاں پر نماز ادا کی اور قبر کو وداع کیا اور پھر واپس گھر لوٹ گئے۔

امام حسین علیہ السلام نے جب مدینہ چھوڑا تو ساٹھ ہاشمی نو جوان ہمراہ تھے راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے دروازے پر گھوڑوں کی زینیں بھی ہیں اور اونٹوں پر محمل لگے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کو ہاشمی نو جوانوں نے گھیر رکھا ہے اور آپ کرسی پر تشریف فرما ہیں آپ ہاشمیوں کے درمیان ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے ستاروں کے ہالے میں چاند ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے تقریباً چالیس محمل دیکھے جنہیں ریشم حریر اور دیباچ کے کپڑوں سے سجایا گیا تھا میں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے نو جوانوں کو کھم دیا کہ وہ اپنے پر وہ داروں کو سوار کریں۔

میں نے دیکھا کہ امام کے گھر سے ایک طویل القامت نو جوان باہر آیا ان کے رخسار پر نشانی تھی ان کا چہرہ چمکتے ہوئے چاند کے مانند تھا اور وہ فرما رہے تھے کہ اے بنی ہاشم! ایک طرف ہو جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گھر سے دو بیٹیاں باہر آئیں لوگوں سے شرم و حیا کی وجہ سے ان کی چادریں پاؤں میں الجھتی جاری تھیں اور کینروں نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا اور وہ نو جوان ایک محمل کی طرف آگے بڑھا اور اپنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور ان دونوں خواتین کو بازوؤں سے پکڑ کر سوار کیا۔

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ ان میں سے ایک جناب ام کلثوم (سلام اللہ علیہا) اور دوسری جناب حضرت سیدہ زینب (سلام اللہ علیہا) حضرت امام علی علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں جب پوچھا گیا کہ یہ نو جوان کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ قمر بنی ہاشم جناب عباس علمدار علیہ السلام ابن علی ہیں۔ پھر ایک اور نو جوان اندر سے اس طرح باہر آیا کہ جیسے چودھویں رات کا چاند نکلتا ہے اس کے ساتھ ایک خاتون تھیں اور کینروں نے ان کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور اس نو جوان نے

اسے سوار کیا بتایا گیا کہ یہ نوجوان علی اکبرؑ ہیں اور خاتون جناب ام علی اکبرؑ کی ماں لیلیٰ (علیہا السلام) ہیں اس طرح تمام خواتین محلوں پر سوار ہوئیں اور کارواں روانہ ہوا جب تمام بچے اور خواتین محلوں پر سوار ہو گئے تو امامؑ نے آواز دی کہ میرے بھائی کہاں ہیں؟ میرے علمدار و قمر بنی ہاشمؑ تو حضرت عباسؑ لبیک لبیک یا سردار کہتے ہوئے آپ کے سامنے حاضر ہوئے تو امامؑ نے کہا کہ میری سواری لے آؤ وہ سواری لے آئے امامؑ گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت عباسؑ نے رکاب پکڑی اور باقی نوجوان بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے حضرت عباسؑ نے امام حسینؑ کا پرچم اٹھایا اور آپ کی رکاب پکڑ کر چل رہے تھے۔ کاروان کے سامنے سامنے جعفر طیار کے بیٹے کاروان کا پرچم سنبھالے بڑے شان سے پورے کاروان کی قیادت سنبھالے اپنے مولاً کے فرمان کے مطابق چل رہے تھے۔ جو انان بنی ہاشمؑ نے پردہ داروں کی ساریوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عباسؑ علمدار اپنے امامؑ اور سردار آقا کے پہلو بہ پہلو چل رہے تھے۔



حضرت امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام کا عزاداری امام حسینؑ علیہ السلام

جب محرم کا چاند نظر آتا حضرت امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام پر غم و اندوہ کا غلبہ ہوتا اور جب روز عاشور ہوتا تو سارا دن آپؑ گریہ و زاری میں گزارتے اور فرماتے یہ وہ دن ہے جب میرے جد بزرگوار امام حسینؑ علیہ السلام شہید کئے گئے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی نصرت..... فرشتوں کی حاضری﴾

علامہ مجلسیؒ نے بیان فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب مدینہ سے عراق کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں فرشتوں کی مسلح افواج آپؑ سے ملیں اسی طرح جنات نے بھی آپؑ سے ملاقات فرشتوں نے ان الفاظ کے ساتھ آپؑ پر سلام کیا۔

کہ آپؑ اپنے ناناً۔ پلّا اور بھائی کے بعد اللہ کی مخلوق پر اللہ کی رحمت ہیں اللہ نے ہمارے توسط سے بہت سی جگہوں پر آپؑ کے ناناً کی مدد فرمائی اور اللہ نے ہمیں آپؑ کی مدد کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ امامؑ نے ان کے جواب میں فرمایا! میری وعدہ گاہ وہ جگہ ہے کہ جہاں میں شہید ہوں گا اور وہ کر بلا ہے پس جب میں کر بلا پہنچوں تو میرے پاس آ جانا فرشتوں نے عرض کیا اے اللہ کی رحمت! ہمیں حکم دیں ہم آپؑ کا حکم سنیں گے اور آپؑ کی اطاعت کریں گے اس کے بعد فرشتوں نے گذارش کی کیا آپؑ کسی ایسے دشمن سے خائف ہیں؟ جو آپؑ کو راستے میں ملے تو ہم آپؑ کے ہمراہ رہیں امامؑ نے جواب میں فرمایا جب تک میں کر بلا نہ پہنچ جاؤں گا۔ اس وقت تک دشمن میرے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کر سکتے اور نہ ہی مجھے کوئی تکلیف دے سکتے ہیں۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی نصرت۔ قوم جنات کی حاضری﴾

مسلمان جنات کی مسلح افواج آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے ہمارے سردار! ہم آپؑ کے شیعہ و انصار و مددگار ہیں آپؑ ہمارے لئے جو چاہیں حکم دیں پس ہمیں آپؑ حکم دیں کہ ہم آپؑ کے تمام دشمنوں کو ختم کر دیں آپؑ اسی جگہ رہیں ہم ایسا کر دیں گے۔ امامؑ نے ان کیلئے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب جو میرے ناناً پر نازل ہوئی اس کی تلاوت نہیں کی کہ جس میں خداوند متعال کا ارشاد گرامی ہے کہ

این ماتکونوا ایدر حکم الموت ولو کنتم فی بروج مشیة۔

(سورہ نساء آیہ ۷۸)

تم چاہے جہاں ہو موت تو تمہیں لے لی لے گی اگرچہ تم کیسے ہی مضبوط گنبدوں میں جا کر چھپو۔

ارشاد رب العزت ہے۔

کہ وہ لوگ نکل پڑے جن پر قتل لازم قرار دیا گیا ہے اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف چل پڑے۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۵)

اور اگر میں اس طرح اس جگہ ٹھہر جاؤں تو پھر اس سرکش مخلوق کی آزمائش کس طریقے سے کی جائے گی؟ ان لوگوں کا امتحان کیسے لیا جائے گا؟ اور کربلا میں جو میرا ٹھکانہ (قبر) ہے اس میں کون جا کر رہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے کربلا میں میری جگہ کا انتخاب اس دن سے کیا ہے جس دن زمین کو بچھایا گیا اور کربلا کو ہمارے شیعوں کیلئے مرکز اور پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ یہ مرکز دنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں کیلئے امان ہوگا۔ لیکن تم لوگ اس دن حاضر ہونا جو روز عاشورہ ہوگا اور دن کا آخری حصہ ہوگا جس میں شہید کیا جاؤں گا اور میرے بعد میرے خاندان، رشتہ داروں، بھائیوں، اہل بیت طاہرین اور بچوں میں سے کوئی نہ بچے گا اور میرے سر کو لے جایا جائے گا خدا یزید پر لعنت کرے۔ (آمین)

جنات نے کہا!

اے حبیب خدا اور اللہ کے حبیب کے فرزند! اگر آپ کے حکم کی اطاعت مانع اور رکاوٹ نہ ہوتی اور ہمارے لئے آپ کی مخالفت کرنا جائز ہوتی تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو آپ تک پہنچنے سے قتل ہی قتل کر دیتے چونکہ آپ کا حکم نہیں ہے تو اس لئے ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

امام نے ان کے جملوں کے جواب میں فرمایا! خدا کی قسم! ہم تم سے زیادہ دشمنوں کو تباہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں لیکن جیسا کہ سورہ انفال آیت نمبر ۴۲ میں ہے کہ

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ.

ترجمہ: ﴿کہ جسکو ہلاک ہونا ہے وہ حجت تمام ہونے کے بعد ہی ہلاک (مگراو) ہوگا اور جو زندہ

ہوگا وہ ہدایت کی حجت کے تمام ہونے کے بعد بھی زندہ ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ گفتگو مکہ سے روانگی کے وقت ہوئی۔

﴿نکات﴾

- ۱۔ امام حسینؑ نے جس راستے کا انتخاب کیا اپنے اختیار سے کیا مجبور نہیں تھے۔
- ۲۔ فرشتوں اور جنات کی مدد کو ٹھکرا کر مولانا نے اس حوالے سے ایک بات واضح کی کہ انہوں نے فرشتوں کی مدد سے انکار کیا جبکہ انبیاءؑ نے فرشتوں سے مدد لی تھی۔
- ۳۔ دوسری جگہ جنات سے کہا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں پڑھا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنات بھی قرآن پڑھتے تھے۔
- ۴۔ مولانا نے اپنے قتل ہونے اور قتل گاہ کے بارے میں خبر دی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولانا کو اپنی شہادت کی خبر اور آپ اس بارے سب کو آگاہ بھی کرتے رہے۔
- ۵۔ اور ایک اہم نکتہ کہ کربلا سے پہلے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور یہ سارا واقعہ کربلا لوگوں کے لئے ہے۔

﴿امتحان اور آزمائش﴾

۶۔ امتحان مولا امام حسینؑ کا نہیں تھا بلکہ امتحان امت کا تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا امتحان اپنے پیارے حسینؑ کے ذریعہ کیا پس ایسا کہنا کہ امام حسینؑ کا امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کیلئے امتحان رکھا تھا یہ بات درست نہیں ہے امام حسینؑ کا میاب و کامران تھے نیز آپ کے امتحان کی ضرورت نہ تھی امتحان مخلوق کا تھا۔ امام معصومؑ تھے امتحان شدہ تھے سب امت پران کی اطاعت فرض تھی ہر امام اسی طرح ہوتے ہیں ہر دور میں امام واجب الاطاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا امتحان لیتا ہے جس طرح سرور کائنات حضرت رسول اللہؐ جو مصائب آئے آپ نے برداشت کئے یہ اس لیے نہیں کہ آپ کا امتحان ہو رہا تھا بلکہ امتحان لوگوں کا لیا جا رہا تھا کہ وہ آپ سے کیا سلوک کرتے ہیں۔

۷۔ اس جگہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج بھی پوری امت کا امتحان بارہویں امام زمانہ علیہ السلام کے ذریعہ ہو رہا ہے جو امام مہج کا ساتھ دیں گے۔ اور جو ان کی آمد کے منتظر ہیں اور جو خود

کو اپنے امام کی نصرت کیلئے آمادہ کیے ہوئے ہیں تو وہ کامیاب ہیں اور جو امام علیہ السلام کو نبھولے ہوئے ہیں ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کی انتظار میں نہیں ہیں وہ امتحان میں ناکام ہیں فرشتے اور دیگر مخلوقات نے اپنی مدد مولا حسین علیہ السلام کیلئے پیش کر کے اور پھر امام حسین علیہ السلام کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اسی طرح جن افراد نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کے ہمراہ درجہ شہادت پایا وہ بھی اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے جبکہ باقی امت کے افراد جنہوں نے آپ کا ساتھ نہ دیا یا آپ سے جنگ لڑی وہ سب ناکام ہوئے۔

۸؎ کہ کربلا کی عظمت ہے کہ جب زمین بھی تو اس دن سے کربلا بھی قائم ہوئی اور مولا کیلئے منتخب ہوئی اور کربلا مومنین کیلئے پناہ ہے۔ اک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کربلا کو کعبۃ اللہ کی زمین سے تیس ہزار سال پہلے خلق فرمایا اور یہ بھی حدیث میں ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کربلا کو خلق نہ فرماتا تو کعبۃ اللہ کو بھی خلق نہ فرماتا۔

خدا کربلا کو ہمارے لئے واقعاً پناہ گاہ قرار دے اور اس کو بچھنے کی توفیق دے۔ ﴿آمین﴾



آئمہ معصومین اور عزا داری

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام محرم کا چاند دیکھتے تو عمامہ کو اتار کر رکھ دیا کرتے تھے۔ اور اپنے بابا بھائیوں اور کربلا کے شہیدوں کو یاد کر کے روتے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام محرم کا چاند دیکھنے کے بعد راستوں میں ننگے پاؤں چلتے تھے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ماہ محرم کا چاند دیکھتے ہی صف ماتم بچھا دیتے تھے یہی حال باقی آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہوتا تھا

﴿منازل از مدینه تا کربلاء﴾

آغاز سفر از مدینه تاریخ روانگی 20 ذوالحجه 60 هجری

بمطابق 19 ستمبر 680 عیسوی

شمار	نام منزل	فاصله	تاریخ
منزل اول	معدن النقره	107	اتوار 21 ذالحجه 60 هـ 20 ستمبر 680 م
دوم	عاجز	102	سوموار 22 ذالحجه 60 هـ 21 ستمبر 680 م
سوم	بطن الرمة	104	منگل 23 ذالحجه 60 هـ 22 ستمبر 680 م
چهارم	توز	76	بدھ 24 ذالحجه 60 هـ 23 ستمبر 680 م
پنجم	فید	93	جمعرات 25 ذالحجه 60 هـ 24 ستمبر 680 م
ششم	اجفر	99	جمعہ 26 ذالحجه 60 هـ 25 ستمبر 680 م
هفتم	خرنیمیه، میاه العرب	72	ہفتہ 27 ذالحجه 60 هـ 26 ستمبر 680 م
زرد			
ہشتم	شعلیہ (ابطان)	124	اتوار 28 ذالحجه 60 هـ 27 ستمبر 680 م
(قبر العبادي)			
نہم	زبالہ (ثوق)	78	سوموار 29 ذالحجه 60 هـ 28 ستمبر 680 م
دہم	القاع، بطن عقبہ	134	منگل 30 ذالحجه 60 هـ 29 ستمبر 680 م
واقصۃ الحزن، شراف			
یازدہم	ذوحسم (المغیشہ)	93	بدھ یکم محرم الحرام 61 هـ 30 ستمبر 680 م

القرعا

دوازدهم رجب، بیضہ بنی ربیع 110 جمرات 2 محرم 61ھ یکم اکتوبر 680م
(قطقطانیہ) عطشان

قصر بنی مقاتل

بیزدہم نینوا، قاضیہ، طف 46 جمعہ 3 محرم 61ھ 2 اکتوبر 680م
شط الفرات، کربلاء
کل فاصلہ 1238 کلومیٹر

﴿منازل..... ضروری وضاحت﴾

ہم نے ان جگہوں کو بطور منازل تحریر کیا ہے جہاں پر امام حسین علیہ السلام نے ایک رات یا ایک دن قیام فرمایا ہے۔ ویسے ایک منزل سے دوسری منزل تک بہت ساری جگہوں سے آپ کا گذر ہوا بعض جگہوں پر آپ نے کچھ دیر کے لیے قیام بھی فرمایا اور بعض جگہوں پر کچھ لوگ آپ سے آکر ملے یا آپ نے کچھ ارشادات فرمائے بہر حال امام حسین علیہ السلام کے بیانات اور فرمودات کے حوالے سے جو ترتیب خزان امام حسین ازمدینہ تا کربلاء کے مؤلف نے دی ہے ہم نے بیانات امام حسین علیہ السلام نقل کرنے میں اسی کو برقرار رکھا ہے اگرچہ بعض جگہوں کے واقعات کی تفصیل بعض محققین کے نزدیک اس طرح نہیں ہے جس طرح انہوں نے تحریر کی ہے۔ اسی طرح ہم اس جگہ یہ وضاحت دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے دوران سفر ازمدینہ تا مکہ پھر از مکہ تا مدینہ اور مدینہ تا کربلاء اور کربلاء میں تین محرم الحرام تاروز عاشورا جو کچھ فرمایا ہے ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ ہم نے وہ سب کچھ دے دیا ہے بلکہ ہم نے کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بیانات و خطابات اور فرمودات کو دے دیا جائے جیسا کہ اس کتاب کے آغاز میں بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ہم نے اس کتاب میں زیادہ تر خزان امام حسین ازمدینہ تا کربلاء پر اجماع کیا ہے اور بہت کم مطالب کو دوسری جگہوں سے لیا ہے بہر حال اہل تحقیق کے لیے میدان کھلا ہے امید ہے وہ اس بارے حریف کام کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

﴿منزل چہارم.....حاجز﴾

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا اہل کوفہ کے نام دوسرا خط﴾

حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو 18 ہزار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت امیر مسلم نے حالات سازگار دیکھے تو انہوں نے امام عالی مقام کو خط لکھا کہ جلد کوفہ تشریف لائیں اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو مقام حاجز میں خط ملا تو آپ نے اہل کوفہ کے نام دوسرا خط تحریر کر کے ”قیس بن مسهر صیداوی“ کو دیا کہ وہ اس خط کو کوفہ پہنچائیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حضرت مسلم بن عقیل کا خط جناب قیس بن مسهر صیداوی ہی لائے تھے کیونکہ آپ حضرت مسلم کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے پھر امام حسین علیہ السلام نے انہی کے ہاتھ واپسی جگہ تحریر فرمایا۔

﴿امام کے خط کا متن﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فقد ورد علی کتاب مسلم بن عقیل یخبرنی باجماعکم علی نصرنا والطلب بحقنا فسالته الله ان یحسن لنا الصنع ویشیکم علی ذلک اعظم الاجر وقد شخصت الیکم من مکة یوم الثلاثاء لثمان مضین من ذی الحجة فاذا قدم علیکم رسولی فانکم مشوفی امرکم فانی قادم فی ایامی هذه . والسلام

بسم الله الرحمن الرحيم

میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد بجالاتا ہوں وہ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اما بعد..... مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا انہوں نے مجھے خبر دی کہ آپ کی رائے اچھی ہے اور آپ کے بڑے اور دانا لوگ ہماری مدد پر اکٹھے ہیں اور ہمارے حقوق حاصل کرنے کیلئے جمع ہیں میں نے

اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ ہمارے لئے اچھا انجام کرے اور اس بات پر آپ کو اجر عظیم عطا کرے۔
 میں مکہ سے (منگل کے دن ۸ ذی الحجہ ”یوم ترویہ“) آپ کی طرف چل پڑا ہوں اور جب میرا
 قاصد پہنچے تو تم اپنے معاملات کو منظم کر لو اور اپنی جدوجہد کو بڑھا دو میں انہی ایام میں آپ کے
 پاس پہنچنے والا ہوں والسلام

﴿جناب قیس کی گرفتاری اور شہادت﴾

قیس یہ خط لیکر جب مقام قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر (یزید کی پولیس کا سردار) قیس کو پکڑ کر
 ابن زیاد کے پاس لے آیا ابن زیاد ضعیف نے قیس سے کہا میں مجمع عام اکٹھا کرتا ہوں اور تم منبر پر
 جا کر لعن کرو۔ قیس نے کہا ٹھیک ہے۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا قیس منبر پر چڑھے اور اس طرح
 سے خطاب کیا۔

اے لوگو! اے کوفہ والو! حسین! ابن علی! ابن فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت رسول اللہ اللہ کی مخلوق
 میں سے بہترین ہیں میں انکا قاصد تمہاری طرف آیا ہوں میں ان سے ”حاجز“ میں جدا ہوا ہوں
 ان کی دعوت پر لبیک کہو اور ان کا ساتھ دو۔ اس کے بعد ابن زیاد اور اس کے آباء اجداد اور یزید
 ملعون اور اس کے خاندان پر لعنت کی اور اہل بیت کیلئے بخشش طلب کی۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے
 ابن زیاد نے بھاگ کر اپنی جان بچائی گھمسان کا رن پڑا۔ آخر کار ابن زیاد کے سپاہی اس
 ہنگامہ کے بعد قیس کو گھسیٹے ہوئے سات منزلہ مکان کی چھت پر لے گئے اور وہاں سے انہیں زمین
 پر گرا دیا اور قیس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا۔

انا لله وانا اليه راجعون



﴿منزل پنجم..... میاء العرب﴾

حاجز سے کوفہ کی جانب بڑھتے جا رہے تھے اور راستے میں میاء العرب پہنچے اور وہاں پر آپ کی ملاقات پہلے سے وہاں پر موجود ایک شخص سے ہوئی جب اُس نے امام عالی مقام کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا اور کہا۔

یا بن رسول اللہ!

میرے ماں باپ آپ پر قربان کوئی چیز آپ کو ادھر لے آئی اور کس وجہ سے آپ یہ زحمت اٹھا رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ معاویہ کی موت کی خبر ہم تک پہنچ چکی عراق والوں نے ہمیں غلطوٹ لکھے اور اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔

اس نے کہا یا بن رسول اللہ!

اللہ اور اسلام کی حرمت خالص نہ ہونے دیں اللہ کے نام پر قریش اور عرب کی عزت و وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔۔۔ کیونکہ خدا کی قسم! جو کچھ اس وقت بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ اسکو اپنے کی کوشش کریں گے تو وہ آپ کو ضرور قتل کر دیں گے اور اگر انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو وہ اس کے بعد کسی کا خوف نہ رکھیں گے۔ خدا کی قسم! اس طرح اسلام کی حرمت پامال ہو جائیگی قریش کی عزت خاک میں مل جائے گی عرب کا احترام ختم ہو جائے گا آپ کو فتنہ جائیں اور اپنے آپ کو بنی امیہ کے حوالے نہ کریں اہل کوفہ آپ سے وفادار کریں گے۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا

ہمیں کوئی بھی نقصان ہرگز نہیں پہنچ سکے گا مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے پھر امام عالی مقام نے اس شخص سے وداع کیا اور وہاں سے چل دیئے۔

﴿حضرت سیدہ زینب (صلوٰۃ اللہ علیہا) کی اپنے بھائی سے گفتگو﴾
ایک منزل پر جب صبح ہوئی تو حضرت سیدہ زینب بنت علیؑ آپ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا۔

اے بھائی! میں آپ کو کل رات کی خبر سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت امام حسینؑ!

وہ کیا ہے؟

حضرت سیدہ زینبؑ نے فرمایا:

رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں خیمے سے باہر گئی تو میں نے کسی ندا دینے والے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

ترجمہ ﴿اے آنکھ تو پوری کوشش سے رونے کیلئے تیار ہو جا کیونکہ میرے بعد اس قوم پر کون روئے گا؟ میرے وعدے کو پورے ہونے کی مدت تک جس کو اموات قریب لے جا رہی ہیں۔

حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا:

اے بہن! جو قضاء نے فیصلہ کر دیا ہے اس نے ضرور ہونا ہے

اس کے بعد آپؑ نے خزیمہ سے ثعلبیہ کا رخ کیا۔



سردار کرتار سنگھ

(ایم اے ایل ایل بی ہائی کورٹ جیالہ)

(حسینی دنیا)

بظاہر مسلمان اور سفا غریب ہے لیکن مسلمان سب سے زیادہ امیر ہے۔ کیونکہ حسینؑ جیسی شخصیت اسے ورثہ میں ملتی ہے۔ اگر آپ حسینؑ کو بھول جائیں تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

﴿منزل ہفتم..... زرود﴾

منزل زرود کے چند واقعات

﴿پہلا واقعہ﴾

جب آپؐ ”زرود“ سے گزرے تو وہاں ایک خیمہ نصب تھا آپؐ نے سوال کیا کہ یہ خیمہ کس کا ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ خیمہ زہیر بن قین کا ہے وہ حج کر کے مکہ سے کوئٹہ جا رہا تھا۔

امام حسینؑ علیہ السلام نے اس کے خیمے میں ایک آدمی کو پیغام دے کر بھیجا آپؐ مجھ سے ملاقات کریں۔ تاکہ میں آپؐ سے کچھ باتیں کروں۔ جب امام حسینؑ کا قاصد زہیر کے خیمے میں آیا۔ زہیر کہتے ہیں کہ ہم اس وقت کھانا کھا رہے تھے جب امام حسینؑ کے قاصد کا پتہ چلا تھا تو لقمے ہاتھ سے گر گئے زہیر نے یہ پیغام سنا ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ زہیر کی بیوی دہلم اس کے ساتھ موجود تھی۔ جب اس نے زہیر سے انکار سنا تو اس کی بیوی نے کہا سبحان اللہ رسول اللہؐ کا فرزند آپؐ کے پاس قاصد بھیج کر بلاتا ہے اور آپؐ نہیں جاتے لہذا وہ بیوی کے اصرار پر امام عالی مقام کے پاس گیا امام حسینؑ اور زہیر کی تہائی میں کچھ باتیں ہوئیں۔

زہیر جب اپنے خیمے میں آیا تو اس کا چہرہ دکھ رہا تھا وہ بہت خوش تھا پھر اس نے اپنا خیمہ امامؑ کے خیام کے ساتھ لگا دیا۔ اور امامؑ کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا یہ زہیر عثمانی عقیدے کا تھا اور حضرت علیؑ کا مخالف تھا لیکن اس کی تقدیر بدل گئی اور امام حسینؑ کے جانثاروں میں سے ہو گیا۔

﴿دوسرا واقعہ﴾

﴿عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشعل﴾

انکا تعلق اسدی قبیلے سے ہے یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے حج ختم کیا ہماری کوشش تھی کہ ہم امام عالی مقامؑ کے کاروان کے ساتھ جا ملیں تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ معاملہ کہاں تک جاتا ہے؟ ہم نے اپنی سوار یوں کو تیز دوڑایا اور زرود میں ان سے جا ملے جب ہم امام عالی مقامؑ کے قریب

ہوئے تو ہم نے کوفہ کی جانب سے ایک آدمی کو دیکھا جس نے امام حسینؑ کو کچھ کراپنا راستہ پھیر لیا۔ جبکہ امام عالی مقامؑ اس آدمی کو ملنے کیلئے ٹھہرے۔ جب اس نے اپنا راستہ بدل لیا تو امام حسینؑ بھی اس کو چھوڑ کر چل دیئے۔ ہم دونوں اس کے پاس گئے سلام کیا۔ تو اس نے جواب سلام دیا ہم نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اسدی خاندان سے ہوں ہم نے بھی اس سے اپنا تعارف کرایا کہ ہم بھی اسدی خاندان سے ہیں ہم نے دریافت کیا کہ کوفہ کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا میں جس وقت کوفہ سے نکلا تھا اس وقت مسلم بن عقیل اور ہانی کو قتل کر دیا گیا تھا اور ان کے پاؤں میں رسی ڈال کر بازاروں میں انکی لاشوں کو کھینچا جا رہا تھا۔

یہ دونوں شخص اس سے حالات معلوم کر کے واپس آئے اور کاروان امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ امام عالی مقامؑ شام کے وقت مصلیہ پہنچ گئے۔

مسٹر جان لونگ

حسینؑ دین دار، خدا پرست، فروتن اور بے مثل بہادر تھے وہ سلطنت اور حکومت کے لیے نہیں لڑے بلکہ خدا پرستی کے جوش میں یزید لعن سے اس لیے بیزار تھے کہ وہ اسلام اور دین محمدیؐ کے خلاف تھا۔

پروفیسر گھوتی سہائے

(فراق گورکھپوری) (سرفراز لکھنؤ)

سیدنا امام حسینؑ علیہ السلام کی بلند اور پاکیزہ سیرت محسوس کئے جانے کی چیز ایسے الفاظ کا پانا آسان نہیں جو ان کے کردار کے مکمل مظہر ہوں۔

﴿منزل ہشتم.....ثعلبیہ﴾

دوہ دونوں اسدی کہتے ہیں جب امام حسین علیہ السلام ثعلبیہ میں اترے۔ تو ہم نے امام عالی مقام کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک خبر ہے۔ اگر آپ چاہیں تو سب کے سامنے بیان کر دیں۔ اور اگر چاہیں تو مخفی طور پر آپ کو بتادیں۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا ان سے میری کوئی بات نہیں چھپی ہوئی وہ دونوں اسدی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ کل رات آپ نے ایک سوار کو اپنے سامنے آتے دیکھا تھا۔ مولّا نے فرمایا۔ جی ہاں میں ان سے کچھ سوال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ راستہ بدل کر دوسری طرف چلا گیا تو ہم نے بھی اس کو نظر انداز کر دیا وہ دونوں کہتے ہیں کہ۔

ہم نے اس سے جا کر حالات معلوم کئے

وہ قبیلہ اسد سے تعلق رکھتا تھا سمجھو دار آدمی تھا کچ بولنے والا دانا تھا۔ اور اس نے ہمیں بتایا۔ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ دونوں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان دونوں کی لاشوں کو کوفہ کے بازار میں پامال کیا جا رہا تھا جب وہ کوفہ سے روانہ ہوا۔
تو امام حسینؑ نے یہ خبر سن کر کلہ مصیبت پڑا۔

انا لله والہ راجعون.

خدا ان دونوں پر رحمت کرے یہ جملہ آپؑ نے کئی مرتبہ دہرایا۔

وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا ہم آپؑ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتے ہیں۔ آپؑ اپنی اور اپنے اہل بیتؑ کی حفاظت کیلئے اسی مقام سے واپس چلے جائیں کیونکہ کوفہ میں آپؑ کا کوئی مددگار نہیں۔ اور نہ ہی وہاں پر آپؑ کا کوئی شیعہ ہے جو آپؑ کی مدد کرے بلکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ سب آپؑ کے خلاف ہوں گے یہ سن کر عقیل کے فرزند ان اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ نہیں نہیں خدا کی قسم! ہم اس راستہ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے موت کا ہمیں خوف نہیں اپنے خون ناحق کا بدلہ ضرور لیں گے یہاں تک کہ ہمارا انجام بھی وہی ہو

جو ہمارے بھائی کا ہوا۔

وہ دونوں اسدی کہتے ہیں ہم نے امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو امام عالی مقام نے فرمایا کہ ان کے بعد زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس ہم سمجھ گئے کہ مولا سفر کو جاری رکھیں گے۔
پس ہم نے عرض کیا اللہ آپ کے لئے بہتری کرے۔ امام نے ہمیں دعا دی اور فرمایا کہ خدا آپ پر رحمت کرے آپ سحری تک ساتھ رہے اور سحری کے وقت اپنے نوجوانوں سے کہا کہ پانی زیادہ ذخیرہ کر لو اور خود سیراب ہو لو اور ضرورت سے زیادہ پانی اپنے ہمراہ بھی لے لو۔

﴿ضروری وضاحت﴾

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عبد اللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشعل اسدی بکیر بن سعد اسدی سے معدن بنی سلیم سے جب مولا امام حسین علیہ السلام غیثہ الماوان کی طرف روانہ ہوئے تو جس وقت بکیر کا گذر امام حسین علیہ السلام کے کاروان سے ہوا اس وقت آپ ربذہ سے گذر رہے تھے۔ پھر ان دو اسدیوں سے بکیر سے خبر شہادت معلوم کرنے کے بعد الماوان والی جگہ پر امام حسین علیہ السلام کو اطلاع دی جہاں سے مولا امام حسین علیہ السلام نے اپنا رخ مدینہ کی طرف موڑ لیا۔



(سابق صدر انڈین نیشنل کانگریس)

(حسینی دنیا)

اگر حسینؑ اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سر نو زندہ نہ کرتے تو اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا بھی تو بے اصول مذہب کی حیثیت سے جس کے اندر بڑی آزادی سے وہ تمام برائیاں پھیل جاتیں جن کا رواج یزید اور اس زمانے کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں پھیل گیا تھا۔

﴿حضرت علی اکبرؑ کا نوجوانوں کے نام پیغام﴾

ظہر کے وقت جب آپؑ تعلیمیہ پرانے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تھوڑی دیر کیلئے سو گئے۔ اور گریہ فرماتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو آپؑ کے بیٹے علی اکبرؑ نے آپؑ سے عرض کیا۔ اللہ آپؑ کی آنکھ کو نہ دلائے۔ آپؑ کیوں رورہے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے نخت جگر! ابھی ابھی میں نے خواب میں ایک گھوڑے سوار کو دیکھا جو میرے پاس آکر کہنے لگا۔

اے حسینؑ: آپؑ جلدی سے قاصد طے کر رہے ہیں اور موت آپؑ کو تیزی سے جنت کی طرف لے جا رہی ہے پس میں نے جان لیا کہ ہم موت کی طرف جا رہے ہیں اور ہمیں موت کی جانب بلایا گیا ہے۔

علی اکبرؑ بابا جان کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟

امام حسین علیہ السلام اے میرے نور نظر! اس ذات کی قسم! کہ جسکی طرف تمام بندگان کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں۔

علی اکبرؑ بابا جان! پھر موت کی ہمیں پرواہ نہیں۔

امام حسین علیہ السلام اے بیٹے اللہ آپؑ کو ایسا بہترین بدلہ عطا کرے جو خدا نے کسی فرزند کو اپنے والد کی طرف سے عطا کیا ہے۔

﴿نکات﴾

۱۔ اس گفتگو سے یہ سمجھ آتی ہے کہ حضرت علی اکبرؑ ہر وقت امام عالی مقام کے ہمراہ تھے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علی اکبرؑ نے ہمارے لئے ایک درس چھوڑا ہے کہ آپؑ نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا اے بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور جب ہم حق پر ہیں تو پھر موت کی پرواہ نہیں۔ اس جملہ سے نوجوانوں کے لیے حضرت علی اکبرؑ کا پیغام یہ ہے کہ جب بھی کوئی قدم اٹھاؤ تو دیکھو کہ آپؑ کا قدم کس چیز کی طرف ہے؟ حق کی طرف ہے یا حق کے مخالف ہے؟ اگر حق

کی طرف ہو تو پھر اس پر چل پڑو اور تنبیہ کی پرواہ مت کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ فرمان جب امام نے علی اکبرؑ سے گفتگو فرمائی تو اس کے بعد راستے میں سواری پر اودھ آگئی جب امام جاگے تو فرمایا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور پھر یہ گفتگو ہوئی۔

منزل تعلیمیہ سے جب روانگی کیلئے تیار ہوئے تو صبح کے وقت کوفہ کی جانب سے ابوسیرہ ازدی آپ کے پاس آیا اور سوال کیا۔

یا ابن رسول اللہؐ۔ کس بات کی وجہ سے آپ حرم خدا اور اپنے جد محمدؐ کے حرم سے نکلے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

۱۔ بنی امیہ نے میرا مال غصب کیا میں نے صبر کیا۔

۲۔ بنی امیہ نے مجھے گالیاں دیں میں نے صبر کیا۔

۳۔ اور جب بنی امیہ میرے خون کے درپے ہوئے تو میں مکہ اور مدینہ سے نکل کھڑا ہوا اور خدا کی قسم!

مجھے باغی اور سرکش گردہ ضرور قتل کرے گا اور میرے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ مکمل طور پر ان لوگوں کو ذلت اور رسوائی میں مبتلا کرے گا اور ان پر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مسلط کرے گا جو انھیں ذلیل و خوار کریں گے اور قتل کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قوم سبا سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے کیونکہ ان میں سے ایک عورت ان پر حاکم بنی اور اس طرح ذلیل و خوار ہو گئے (بتقیس کی طرف اشارہ ہے)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی ملاقات امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کی طرف جاتے ہوئے ہوئی ہے کیونکہ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ مدینہ سے اور اس سے قبل مکہ سے کیوں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

﴿دوران سفر امام عالی مقام کی ریاضی نامی شخص سے ملاقات﴾

ایک شخص ریاضی نامی امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے کے باہر بیٹھے خطوط پڑھ رہے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا یا بن رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کوئی چیز آپ کو اس دیرانے میں لے آئی ہے؟ جہاں نہ سبزہ ہے نہ آبادی ہے نہ کوئی حفاظت کی جگہ ہے۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

ان لوگوں نے مجھے خوف زدہ کر کے قتل کرنا چاہا جبکہ میرے پاس اہل کوفہ کے خطوط ہیں انہوں نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں ان کی رہبری کروں جب کہ میں یہ بھی جانتا ہوں وہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں گے اور اہل کوفہ ہی مجھے قتل کریں گے اور جب وہ مجھے قتل کر دیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حرام کام کو نہیں چھوڑیں گے اور اس کی چٹک کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے اوپر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں قتل کرنے کا یہاں تک کہ وہ اس لوٹڈی کے اس کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے۔ جو وہ اپنے خون کیلئے استعمال کر کے دور پھینک دیتی ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام اور علمی برتری﴾

ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اور امام حسین نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ تو اس نے جواب دیا میں اہل کوفہ سے ہوں امام نے فرمایا۔

”اے کوفہ سے تعلق رکھنے والے بھائی۔ خدا کی قسم! اگر تم نے مدینے میں مجھ سے ملاقات کی ہوتی تو میں اپنے گھر میں جبرائیل کے نشانات آپ کو دکھاتا جس جگہ جبرائیل میرے ناپروری لکھ اترتے تھے۔ اعلم کا منعی اور سرچشمہ ہم ہیں علم کے چشمے ہم سے پھونٹے ہیں کیا وہ (بنی امیہ) علم رکھتے ہیں اور ہم جاہل ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

﴿اہم نکات﴾

- ۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی نے امام سے گفتگو میں بنی اسیہ کی کچھ برتری بیان کی جس پر امام نے اس سے اس طرح کی گفتگو کی۔
- ۲۔ امام نے یہاں پر اپنی فضیلت بیان کی۔ کہ ہم ہی مرکز علم و ہدایت ہیں اور ہم ہی دار جان و حق الہی ہیں۔



بی جی کھیرو

(سابق وزیر اعلیٰ صوبہ بمبئی)

(شیعہ لاہور)

یہ تو آسان ہے کہ حق اور سچائی کے لیے اپنی جان دے دی جائے مگر یہ مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں چند گنے چنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے ہندوؤں کا کوئی بڑا پنڈت یا عالم اس وقت تک حقیقی معنوں میں عالم یا پنڈت نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حسین کے اس پیغام اور اصول کو اچھی طرح نہ جانے۔

امام حسین صرف مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی ہیں اور ہندو اور مسلمان ان کے نقش قدم پر چل کر ہی ظلم و ستم کے خلاف سینہ سپر ہو سکتے ہیں۔

﴿منزل نہم.....زبالہ﴾

﴿ہمراہیوں کے لیے اذن عام﴾

منزل تعلیمیہ سے ابطان کا فاصلہ 29 میل ہے ابطان سے شقوق کا فاصلہ 22 میل یا 22.50 میل ہے اور شقوق اور زبالہ کا درمیانی فاصلہ 21 میل ہے

امام حسینؑ زبالہ پہنچے تو آپؑ کو اپنے رضائی بھائی عبداللہ بن ابیہتر کے قتل کی خبر ملی۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہمراہیوں کو کوفہ سے آمدہ خط پڑھ کر سنانا﴾

امام بعد ہمارے پاس تکلیف دہ خبر آئی ہے کہ مسلم بن عقیل، حنانی بن عروہ، عبداللہ بن ابیہتر قتل ہو گئے ہیں ہمارے شیعوں نے ہمیں رسوا کیا ہے پس تم سے جو شخص جانا چاہتا ہے چلا جائے۔ ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے آپ کے اس اعلان کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے دائیں بائیں سے لوگ غلجہ ہوتے گئے اور وہی بچے جو مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے کیونکہ جو لوگ راستہ میں آئے تھے انکا خیال تھا کہ آپؑ کسی شہر میں جا کر حکومت حاصل کریں گے۔ اور انھیں بھی فائدہ ہوگا لہذا امامؑ نے یہاں پر یہ بات واضح کر دی کہ جو ہمارے ساتھ آئے غلیتوں کو جھیلنے کیلئے آئے۔ شہید ہونے کے لیے آئے اس راستہ میں ظاہری کامیابی نہیں ہے یہ موت کا راستہ ہے پس جو لوگ مادی مفادات کے لیے آپ کے ہمراہ ہو گئے تھے وہ آپ سے جدا ہو گئے۔

فکرتہ ﴿عام طور پر منبروں پر پڑھا جاتا ہے کہ شب عاشور کو آپؑ نے کہا۔ کہ تم سے جو جانا چاہے چلا جائے میں اپنے چراغ کو گل کر دیتا ہوں تو اس وقت اکثر لوگ آپؑ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا کیونکہ۔

شب عاشور کو آپ کے اصحاب و اہل بیتؑ میں سے کوئی بھی آپؑ کو چھوڑ کر نہیں گیا یہ منزل زبالہ کا واقعہ ہے کہ جب آپؑ نے لوگوں کو اپنے بھائی مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ کی موت کی خبر دی اور آپؑ نے لوگوں تک یہ خبر پہنچائی تو لوگ لالچی اور حرص چلے گئے اور آپ کے خالص اصحاب ساتھ ساتھ رہے۔

﴿ہلال بن نافع کی آمد﴾

راستہ میں ہلال بن نافع اور عمرو بن خالد آپؐ سے آکر ملے آپؐ نے کوفہ والوں کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ کوفہ کے مالدار لوگوں کے دل ابن زیاد کیساتھ ہیں اور عام لوگوں کے دل آپؐ کے ساتھ ہیں مسلم ہائی اور قیس کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا اللہ ہمارے لئے اور ہمارے شیعوں کیلئے اچھا ٹھکانہ قرار دے گا اور یہ مصیبت جو ہم پر آتری ہے میرے لئے قبول ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿مشہور شاعر فرزدق سے دوبارہ ملاقات﴾

جب فرزدق حج سے واپس آ رہا تھا تو امام حسین علیہ السلام سے اس کی دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہؐ اکوفہ کی جانب کیوں جاتے ہیں؟ انہوں نے تو آپؐ کے سفیر مسلم بن عقیل اور آپؐ کے وفادار اور شیعوں کو قتل کر دیا ہے۔ امام حسینؑ نے ان شہدا پر گریہ فرمایا روئے اور کہا خدا رحمت کرے مسلمؓ پر وہ اللہ کی جنت میں اللہ کا رضوان و روح و روحان بن گیا ہے جو اس پر واجب تھا اس نے کیا جو ہم پر واجب ہے وہ باقی ہے اور وہ ہم کریں گے پھر مولا امام حسین علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔



﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے اشعار کا ترجمہ﴾

- ۱۔ اگر دنیا کو قیمتی چیز شمار کیا جائے تو اللہ کے ہاں ثواب اور گھر زیادہ بلند و قیمتی اور نایاب ہیں۔
- ۲۔ اگر جسموں کو موت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اللہ کے راستے میں انسان کا تلوار سے مارا جانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔
- ۳۔ اگر روزی تقسیم شدہ مقدار ہے اور رتبہ طے شدہ ہے تو پھر انسان کا روزی کے سلسلے میں کم لاپنجی ہونا زیادہ بہتر ہے۔
- ۴۔ اگر اسوال کا اکٹھا کرنا چھوڑنے کیلئے ہے تو پھر ایک آزاد انسان چھوڑنے والی چیز کو کیوں جمع کرے؟

۵۔ آپ پر سلام ہواے آل محمد اللہ کا میں عنقریب تم سے جدا ہو جاؤں گا۔

۶۔ اگر اعمال کسی دن عمل کرنے والوں کیلئے کمال ہیں تو اچھا اخلاق زیادہ خوبصورت کمال ہے۔



مستر جے اے سمیں

(پیش مجسٹریٹ آگرہ آفریری سکریٹری)

(انڈین کریچن ایسوسی ایشن)

(حتمی پیغام)

حسین کی قربانی قوموں کی بناء اور جہاد آزادی کے لیے ایک ایسی مشعل ہے جو بدلاؤ کا
تک روشن رہے گی حسین کی شہادت شکست نہیں بلکہ اسلام کی نہ مٹنے والی فتح ہے اسلام اس
گرانقدر قربانی پر فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا خوش بخت ہے وہ قوم جس میں حسین جیسا جانناز
مجاہد پیدا ہوا۔

﴿عقبہ میں بنی عکرمہ کے سن رسیدہ شخص سے مکالمہ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام قارع کے راستے عقبہ پہنچے یہ قافلہ ساڑھے اٹھارہ میل کا ہے۔
عقبہ میں آپ کی ملاقات بنی عکرمہ کے بوڑھے شخص سے ہوئی۔ اس نے حضرت امام حسین سے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں! امام نے جواب دیا کوفہ جا رہا ہوں بوڑھے آدمی نے آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا اور کہا آپ یہیں سے لوٹ جائیں کیونکہ آپ کو کوفہ والوں سے حیروں اور کمواریوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ جن لوگوں نے آپ کو خطوط بھیجے ہیں اگر وہ آپ کے مخالفین سے جنگ کرتے اور آپ کیلئے حالات درست کرتے تو آپ انکے پاس جاتے تو ٹھیک تھا لیکن ایسی حالت میں جانا میں آپ کیلئے مناسب نہیں سمجھتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا!

اے بندہ خدا! میرے لئے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے امر و فیصلہ پر کوئی غالب نہیں آئیگا خدا کی قسم! وہ مجھے قتل کرنے سے پہلے نہیں چھوڑے گا۔ اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں تمام قوموں سے زیادہ ذلیل کرے گا۔



منشی پریم چند ورما

(سرگزشتگو)

معرکہ کربلاؤ دنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی جو
مظلوموں کی حمایت میں بلند ہوئی اور جس کی صدا آج تک فضاء عالم
میں گونج رہی ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے اصحاب کو اپنے قتل کی خبر دینا﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! میں نے ہر صورت میں قتل ہونا ہے۔ اصحاب نے پوچھا وہ کس طرح، اے ابا عبد اللہ؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! میں خواب میں یہ سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ اصحاب نے عرض کیا وہ خواب کیا ہے؟ امام نے فرمایا میں نے کتوں کو دیکھا ہے جو مجھے نوچ رہے ہیں ان میں سخت ترین کتا جو مجھ پر چھپنا ہوا تھا وہ سیاہ و سفید رنگ کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ہر دم شخص قتل کرے گا۔



کنز مہندرنگھ بیدی سحر دہلوی

سحر دہلوی کے منظوم خراج عقیدت سے ایک پیش خدمت ہے۔

گلشن صدق و صفا کا لالہ رنگیں حسینؑ

شمع عالم، مشعل دنیا چراغ دیں حسینؑ

سر سے پاتک سرخی افسانہ خونیں حسینؑ

جس پہ شاہوں کی خوشی قرباں وہ غمگین حسینؑ

مطلع نور مہ و پردیں پیشانی تیری!

باج لیتی ہے ہر اک مذہب سے قربانی تیری!

﴿مقام شراف﴾

امام حسین علیہ السلام منزل شراف میں اترے اور امام نے اپنے جوانوں سے کہا کہ وہ اپنے ساتھ زیادہ پانی لے لیں۔ اور پانی سے خود اور جانوروں کو بھی سیراب کر لیں وہاں سے آپ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے اچانک تکبیر بلند کی اللہ اکبر امام نے پوچھا آپ نے تکبیر کیوں کہی؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے کھجوروں کے درخت نظر آئے ہیں دونوں اسدی قبیلے کے آدمی جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ یہاں تو ایک کھجور کا درخت بھی نہیں ہے امام حسینؑ نے کہا غور سے دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں گھوڑوں کے سر اور کان نظر آئے ہیں تو امام نے کہا کہ میں بھی یہی ملاحظہ کر رہا ہوں پھر امام عالی مقام نے فرمایا یہاں قریب کوئی پناہ گاہ نہیں جہاں اپنا پڑاؤ ڈالیں؟ اور وہ جگہ ہماری پشت پر آجائے اور ہم انکا مقابلہ سامنے سے کر سکیں اسدی نے کہا جی ہاں آپ کے قریب بائیں طرف ذو حسم ہے پس امام نے اپنے کاروان کو بائیں طرف مڑنے کا حکم دیا اسدی کہتے ہیں کہ ہم بھی ان کے ساتھ چلے پھر ہم نے دیکھا کہ سامنے سے آنے والے گھوڑے سوار ہی ہیں اور جیسے ہی ہم راستے سے مڑے تو وہ بھی ہمارے ساتھ مڑے تو ایسا لگتا تھا کہ انکے جھنڈے پر ندوں کے پر ہیں۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

میں نے اپنے نانا رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے

﴿منزل ذو حسم﴾

﴿جناب حر کے لشکر کی آمد﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام ان سے پہلے ذو حسم میں پہنچ گئے اور اپنے نوجوانوں کو غیصے لگانے کا حکم دیا جب آپ اتر چکے تو آپ کے سامنے حرب بن یزید ریاحی جیسی تقریباً ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت آکھڑا ہوا۔ امام حسینؑ نے اور آپ کے اصحاب اپنی اپنی تلواریں لئے ان کے انتظار میں کھڑے تھے جب مولاً نے حر اور اس کے لشکر کو دیکھا تو فوراً اپنے نوجوانوں کو حکم دیا کہ انھیں اور ان کی سواریوں کو پانی پلاؤ اور پانی سے خوب سیراب کرو پس آپ کے نوجوانوں نے انگو پانی پلانا شروع کیا اور ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کیا۔ حر کا ایک سپاہی علی بن طعان کہتا ہے کہ میں آخر میں آیا جب امام حسینؑ نے میرے گھوڑے کو اور مجھے دیکھا کہ ہم پیاس سے جان بلب ہیں تو امام حسینؑ نے مجھے کہا کہ اپنا گھوڑا بڑھاؤ اور پانی پیو اور میں جب مشک سے پانی لینے لگا تو پانی نیچے بہہ جاتا تھا تو امامؑ نے کہا کہ مشک کو موڑو لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیسے کروں؟ امامؑ خود اٹھے انہوں نے مشک کو موڑا اور میں نے پانی پیا اور میرا گھوڑا بھی پانی سے سیراب ہوا۔

پانی پلانے کے بعد امامؑ کے سامنے آئے اور سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم ابن زیادؑ کے سپاہی ہیں امامؑ نے پوچھا آپ کا کمانڈر کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ حرب بن یزید ریاحی۔

امام حسینؑ نے پوچھا یزید کے بیٹے بتاؤ تم ہماری مدد کیلئے آئے ہو یا مخالفت کیلئے۔

حر نے کہا۔ اے اباعبد اللہ ہم آپ کے مخالف آئے ہیں۔

امامؑ نے کہا۔ لا حول ولا قوة الا باللہ۔

اسے جس نماز ظہر کا وقت ہو گیا آپؑ نے اپنے منکون حجاج بن مسروق سے کہا اللہ تم پر رحم کرے اذان واداء قامت کہوتا کہ ہم نماز پڑھیں پس اس نے اذان دی جب وہ اذان سے

فارغ ہوا تو امام نے حرسے کہا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہو تو پڑھو اور میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں حرسے کہا نہیں آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ کھڑے ہوں ہم آپ کی اقتداء کریں گے۔ امام نے حجاج سے کہا اقامت کہو حجاج نے اقامت کہی امام حسین علیہ السلام دونوں لشکروں کے سامنے کھڑے ہوئے اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اس وقت امام حسین نے عہد نما چادر اوڑھ رکھی تھی اور نماز کے بعد آپ نے اپنی تلوار کا سہارا لیا اللہ کی حمد و ثناء بجالائے اور پھر فرمایا۔

یہ آپ کا کوئیوں کے لیے پہلا خطاب تھا۔ اس خطاب میں مولانا نے کوفہ سے آنیوالوں کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ اور ساتھ ہی ان کی رائے بھی معلوم کی کہ اب جب کہ میں تمہاری دعوت پر یہاں آ گیا ہوں اب تمہاری کیا رائے ہے میری مدد کرتے ہو یا پھر میں اسی جگہ سے واپس چلا جاؤں۔



دستورِ کنخسر و ہیار کنور

(پیشوائے اعظم فرقہ پارسی)

(شیعہ لاہور)

اگر شہید اعظم حسین کی قربانیاں نہ ہوتیں تو دنیا اخلاق مذہب اور صداقت سے ناآشنا رہتی دنیا شہداء کی منون ہے جنہوں نے موت کو فطرت پر ترجیح دی امام حسین علیہ السلام ان شہداء کے سردار ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے قربانی دی ہم کو ان کی یاد اپنے عمل سے منانی چاہیے اور ان کی قربانیوں سے سبق لینا چاہیے۔

﴿شکرِ حر سے پہلا خطاب﴾

امابعد . ایہا الناس فانکم ان تقوا اللہ وتعرفوا الحق لاہلہ یکن ارضی للہ
ونحن اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولی بولایۃ هذا الامر من
ہولاء المدعین مالیس لہم والسائرین بالجور والعدوان وان ابیتہم الا الکراہۃ
لنا والجهل بحقنا وکان رأیکم الان غیر ما انتنی بہ کتبکم انصرف عنکم
اے لوگو!

میرا عذر اللہ کی جناب میں ہے اس سے ہی معذرت کرتے ہوئے جو مسلمان یہاں موجود
ہیں میں یہ بات ان سے کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی طرف سے نمائندے میرے پاس پہنچے جنہوں
نے یہ آ کر کہا اور خطوط میں بھی اپنے ہمراہ لائے جن میں بھی لکھا ہوا تھا کہ آپ کا کوئی امام نہیں
ہے میں آپ کے پاس آؤں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ”آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر اور حق پر
اکٹھا کرے“ پس اگر آپ لوگ اسی بات پر قائم ہیں جیسا کہ آپ کے خطوط میں موجود ہے تو مجھے تم
ایسا اطمینان دلاؤ اور اپنے عہد و بیان کو اس طرح دہراؤ کہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میں آپ
کے ہمراہ آپ کے شہر میں اطمینان سے داخل ہو جاؤں گا اور اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو اور میرے
آنے کو ناپسند کرتے ہو تو میں اسی جگہ سے واپس چلا جاتا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کا یہ بیان سکر سب خاموش ہو گئے کسی نے کوئی جواب نہ دیا امام اپنے
خیسے میں چلے گئے اور حرا پہنچے خیسے میں چلا گیا اور کچھ اصحاب آپ کے خیسے میں آ گئے تاکہ اس مسئلے
پر گفتگو کر سکیں اور باقی اپنی مصلحتوں میں بیٹھ گئے اور حر کے کچھ سپاہی حر کے خیسے کے اندر چلے گئے اور
کچھ گھوڑوں کو لیکر ان کے سائے میں بیٹھ گئے نماز عصر کا وقت ہو گیا امام نے عصر کی نماز پڑھائی۔

﴿حر کے لشکر سے دوسرا خطاب﴾

نماز عصر کے بعد امام نے دوسرا خطبہ دیا۔

ترجمہ ﴿اے لوگو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حق کو حق جانو تو یہ تمہاری جانب سے اللہ کی

خوشنودی حاصل کرنے کیلئے زیادہ بہتر ہے اور ہم اہلیت محمدؐ ہیں اور ان دعویداروں سے اس امر کی ولایت اور حکومت پر ہمارا زیادہ حق ہے جن کا اس پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے وہ تمہارے درمیان ظلم اور جور اور زیادتی کو روار کھے ہوئے ہیں اور اگر تم انکاری ہو اور ہمیں ناپسند کرتے ہو اور ہمارے حق سے نادانی ظاہر کرتے ہو اور ہمارے حق کو نہیں مانتے ہو اور اس وقت تمہاری رائے اس رائے کے برعکس ہے جو کچھ تمہارے خطوط میں لکھا ہوا تھا اور جو کچھ تمہارے نمائندوں نے آکر مجھ سے بیان کیا تھا تو پھر میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں۔

حربن یزید نے اپنے لشکریوں سے بات کرنے کے بعد کہا یا ابا عبد اللہ! ہمیں ان خطوط کا پتہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم ان نمائندوں سے آگاہ ہیں جو آپؐ کے پاس آئے ہیں۔

امامؑ نے اپنے قلام عقبہ بن سمان سے کہا اے عقبہ! وہ دو تھیلے لے آؤ جن میں خطوط ہیں تو عقبہ خطوں کے دو تھیلے جن میں کوفیوں کے خطوط تھے لے آیا اور اس کو کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

حزے کہا کہ ہم ان لوگوں سے نہیں ہیں جنہوں نے آپؐ کو خط لکھے ہیں ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ جب آپؐ سے ملیں تو آپؐ کے ہمراہ رہیں یہاں تک کہ آپؐ کو حاکم کے پاس لے جائیں۔

امامؑ سکرائے اور فرمایا۔ اس بات سے موت تیرے زیادہ قریب ہے مولاً! اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خواتین کو سوار کراؤ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اور ان کے لشکری کیا کرتے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام اور انکے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کاروان کو چلنے کا حکم دیا جب آپؑ روانے ہونے لگے تو کوفہ والے آپؑ کے لشکر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور آپکا راستہ انہوں نے روک لیا۔

امامؑ نے تلوار نیام سے نکالی اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے حرا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے! تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو کیا کرتا چاہتا ہے؟

﴿حرکا امام حسینؑ کو واپسی سے روکنا﴾

حرؑ خدا کی قسم اگر کسی اور نے میرے لئے یہ جملہ کہا ہوتا تو میں بھی اسے اسی طرح جواب دیتا چاہے اس کا نتیجہ جو بھی ہوتا لیکن خدا کی قسم میں کہاں اور میری کیا حیثیت کہ میں آپؐ کی والدہؑ کا ذکر کروں لیکن یہ ضروری امر ہے کہ میں آپؐ کو عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا۔

امام حسینؑ۔ خدا کی قسم میں تیرے پیچھے نہیں چلوں گا چاہے تو میری جان لے لے۔

حرؑ یا ابا عبد اللہ! مجھے آپؐ کے قتل کا حکم نہیں مگر میں آپؐ کو چھوڑوں گا بھی نہیں یہاں تک کہ آپؐ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور خدا کی قسم! مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ آپؐ کے معاملہ میں اللہ مجھ سے ایسا کام کرائے میں ان لوگوں کی بیعت میں ہوں اور ان کے حکم سے آپؐ کی طرف آیا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ قیامت کے دن کوئی ایک بھی اپنے اعمال نامہ میں پورا نہیں اترے گا مگر یہ کہ وہ آپؐ کے نانا محمدؐ کی شفاعت چاہے گا اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں آپؐ کے ساتھ جنگ کروں تو میری آخرت اور دنیا خسارے میں چلی جائے گی لیکن میں آپؐ کو چھوڑ نہیں سکتا

کافی بحث و تھمیس کے بعد حرؑ نے یہ بات کہی کہ اے ابا عبد اللہ! میں اسوقت آپؐ کو کوفہ نہیں لے جاتا آپؐ اپنا راستہ کوفہ سے بدل لیں اور ایسا راستہ اختیار کریں جو کوفہ کی طرف نہ جاتا ہو اور مدینہ و مکہ کی طرف بھی نہ جاتا ہو میں اسی جگہ سے ابن زیاد کو خط لکھتا ہوں کہ آپؐ نے راستہ بدل لیا ہے اور دوسرے راستے پر جا رہے ہیں اور میں آپؐ کو کوفہ لیجانے کی طاقت نہیں رکھتا اور جو ابن زیاد کا حکم آئے گا میں اس پر عمل کروں گا میں آپؐ کو اللہ یاد دلاتا ہوں کہ آپؐ اپنی جان کا خیال کریں۔ ایسا کوئی اقدام نہ کریں جس میں آپؐ کی جان جاتی ہو

﴿امام حسینؑ علیہ السلام کا حرؑ کے لیے دندان شکن جواب﴾

امام حسینؑ علیہ السلام۔ اے حرؑ گویا کہ تو مجھے یہ کہہ رہا ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔

حرؑ جی ہاں اے ابا عبد اللہ! اس میں شک نہیں ہے آپؐ اس جگہ سے واپس پلٹ کر جدھر سے آئے ہیں نہیں جاسکتے۔

امام حسین علیہ السلامؑ میں نہیں سمجھتا کہ تجھے اب کیا کہوں لیکن میں وہ شعر تیرے لئے پڑھتا ہوں جو اوس قبیلے کے شخص نے پڑھے تھے جب اس کے چچا زو بھائی نے اسے ڈرایا تھا کہ رسول اللہ کی مدد کیلئے نہ جائیں کہ تم مارے جاؤ گے۔

آلہا الموت تخوفنی وهل یعلوبکم الخطب ان تقتلوننی
کیا تو موت سے مجھے ڈراتا ہے اور کیا دشمن مجھے قتل کر دیں گے۔ اور اس بڑے جرم تک کا تم اقدام کر ڈالو گے۔ اتنی جرأت تم میں آجائے گی۔ اور برادر نے کیا خوب کہا تھا۔

۱. سامضی وما بالموت عار علی الفتی۔

اذا مانوی حقاً وجاہد مسلماً

۲. وآسی الرجال الصالحین بنفسه

وفارق مثبواً وخالف محرماً

۳. اقدم نفسی لا یرید بقاءها

یتلقى خمیساً فی الہیاج عمر مرما

۴. فان عشت لم اذم وان مت لم الم

کفی لک ذل ان تعيش وترغمما

ترجمہ ﴿

۱﴾ میں کرگزروں کا اور موت جو ان کیلئے ننگ و عار نہیں ہے اگر انہوں نے جونیت کی ہے وہ نیت اچھی ہو اور وہ مسلمان ہو کر جہاد کرے۔

۲﴾ اور نیک مردوں کی اپنی جان سے مدد کرے قابل مذموم چیز کو چھوڑ دے جرم کرنے والے کی مخالفت کرے۔

۳﴾ میں اپنی جان کو گھمسان کی لڑائی میں پیش کروں گا۔

میں اس کی بقاء نہیں چاہتا تا کہ گھمسان کی جنگ میں یہ نفس طاقتور اور مضبوط دستے کی طاقت کرے۔

۴ ﴿اگر میں زندہ رہا تو امت نہیں کیا جاؤں گا اور اگر مر گیا تو بھی مذمت نہیں کیا جاؤں گا۔

۵ ﴿تیرے لئے ذلت کے طور پر کافی ہے کہ تو دوسرے کے تابع ہو کر زندگی گزارے۔

﴿درمیانے راستہ کا انتخاب﴾

جب امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکا گیا تو امام نے حرسے اس کلام فرمائی امام حسین علیہ السلام نے

حرسے پوچھا تم آخر کیا چاہتے ہو؟

حرسے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کو گورنر عبید اللہ کے پاس لے جاؤں۔

مولانا فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا

اس طرح کی گفتگو کا تین مرتبہ تکرار ہوا

حرسے آخر میں کہا ایسا راستہ اختیار کریں کہ جو نہ آپکو کوفہ لے جائے نہ مدینہ کی طرف

جائے بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں میں عبید اللہ کو خط لکھتا ہوں اللہ کرے کوئی ایسا حکم

وہاں سے آجائے جس میں میرے لئے غافیت و بچاؤ ہو میں آپ کے حوالے سے کسی آزمائش میں

نہ پڑوں۔

پس دونوں لشکروں نے عذیب صحبانات اور قادسیہ کے راستے سے بائیں جانب کا رخ کیا

امام حسین کا لشکر آگے آگے تھا اور حر کا لشکر ایک قاصطے پر ساتھ ساتھ چل رہا تھا امام نے جب اشعار

پڑھے تو انکے بعد یہ جملے بھی آپ نے کہے۔

﴿مجھے موت کا خوف نہیں﴾ (حضرت امام حسین علیہ السلام)

میری شان اس شخص کی طرح نہیں ہے جو موت سے ڈرتا ہے عزت پانے کے راستے میں

اور حق کو زندہ کرنے کی خاطر موت میرے لئے بہت آسان ہے۔ عزت کی راہ میں موت ہمیشہ کی

وہ زندگی ہے جس میں فنا نہیں ہے اور ذلت کے ساتھ زندگی ایسی موت ہے جسکے ہمراہ زندگی

نہیں جاتا مجھے موت سے ڈراتا ہے تیرا یہ تیرے نشانے سے بہت دور جا لگا ہے اور تیرا خیال ناکام

ثابت ہوا ہے میں موت سے تمہیں ڈرتا میرا نفس تازہ دم ہے اور میری ہمت بلند ہے میری جان

میری ہمت اور میرا ارادہ اس بات سے انکاری ہے کہ میں ظلم کے ڈر سے ذلت قبول کر لوں کیا تم میرے قتل کر دینے سے زیادہ کسی اور بات پر قدرت رکھتے ہو؟ ہرگز نہیں میں راہ خدا میں قتل ہونے کو مرہبا کہتا ہوں لیکن تم لوگ میری بزرگی کو ختم نہیں کر سکتے اور نہ ہی تم میری عزت و شرف کو مٹا سکتے ہو جب ایسا ہے تو مجھے قتل ہونے کی کوئی پروا نہیں۔

اسی جگہ امام نے اپنے اصحاب سے گفتگو کی اس کا ایک حصہ یہ ہے۔

﴿دوران سفر امام حسین علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے گفتگو﴾

حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ معاملہ جہاں تک پہنچ چکا ہے تم دیکھ رہے ہو دنیا نے رنگ بدل لیا ہے اور اپنی ناواقفیت کا اعلان کر دیا ہے دنیا سے نکلی نے منہ پھیر لیا ہے اور جس ڈگر پر دنیا چل رہی ہے اب اس میں اچھائی باقی نہیں رہی مگر ایسے جیسے پانی کے برتن کی تری گھٹیا اور پست ہے یہ زندگی یہ زندگی ایسی ہے جیسے کڑوی گھاس کی چراگاہ ہو، کیا تم حق کی طرف دیکھ نہیں رہے؟ کہ اس پر عمل نہیں کیا جا رہا۔ اور باطل کی طرف نہیں دیکھ رہے ہو؟ کہ اس سے روکا نہیں جا رہا ہے ایسی حالت میں تو مرد مومن کیلئے لازم ہے کہ حق پر ہوتے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کا قصد کرے آگاہ رہو کہ میں موت کو اپنے لئے سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا جرم سمجھتا ہوں۔

﴿دین زبانوں کا چسکا ہے﴾

اور یہ جملہ بھی فرمایا۔ تحقیق لوگ دنیا کے بندے اور غلام ہیں اور دین لوگوں کی زبانوں کا چسکا ہے اور وہ لوگ دین سے اتنا لیتے ہیں جتنا ان کے روزگار کیلئے مفید ہو اور جب آزمائش میں آئیں تو پھر دین پر چلنے والے کم رہ جاتے ہیں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے یہ خطاب کر بلاء پہنچا کر دیا

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی حمایت کا اعلان﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر آپ کے اصحاب نے باری باری آپ کو مدد کا یقین دلایا امام نے انہیں جزائے خیر کی دعا دی مولانا کے بھائی علمدا (حضرت عباس) اور اہلبیتؑ نے جب امام کی گفتگو سنی تو وہ بھی باہر آ گئے مولانا نے ان سب کو اکٹھا کیا اور رو دیئے اور یہ جملے فرمائے۔

اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی عزت ہیں، ہمیں گھروں سے نکالا گیا ہے، ہمیں پریشان کیا گیا ہے، ہمیں ستایا گیا ہے، ہمیں اپنے نانا کے حرم سے دور کیا گیا ہے، بنی امیہ نے ہم پر ظلم اور زیادتی کی ہے اے اللہ ہمارے حق کا بدلہ ان سے لے لیں اور ہمیں ظالم قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے کہا کہ آپ میں سے کوئی اس کے علاوہ کسی اور راستے کو جانتا ہے تو طرہ رخ نے کہا جی ہاں میں آپ کو راستہ بتاتا ہوں جو اس سے ہٹ کر ہے امام عالی مقام نے کہا تم آگے آگے چلو ہم آپ پیچھے پیچھے آتے ہیں۔



سر بہرام جی جی جی بھائی

(سابق صدر امپیریل بینک آف انڈیا)

(حسینی پیغام بھئی)

امام حسینؑ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر صحیح روح، سچے، عزم اور بلند مقصد کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو دشمن کی کثیر تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

﴿منزل بیضہ﴾

﴿الشکر حر سے تیسرا خطاب﴾

یہ دونوں کارواں آگے چلتے رہے یہاں تک کہ منزل بیضا پر پہنچے تو مولانا نے خطبہ دیا۔

ایہا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من رأى سلطاناً جائراً مستحلاً لحرام اللہ نالفاً عہدہ مخالفاً لسنة رسول اللہ یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر علیہ بفعل ولا قول کان حقاً علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ الا وان ہوا قد لزموا طاعة الشیطان وترکوا طاعة الرحمن واطہروا الفساد وعطلوا الحدود واستأثروا بالفیء واحلوا حرام اللہ وحرموا حلالہ وانا احق ممن غیر وقد اتنتی کتبکم وقدمت علی رسلکم بیعتکم انکم لا تسلحونی ولا تذلولنی فان اتممت علی بیعتکم تصیبوا رشدکم فاننا الحسین بن علی وابن فاطمہ بنت رسول اللہ نفسی مع انفسکم واهلی مع اہلکم ولکم فی اسوۃ وان لم تفعلوا ونقضتم عہدکم وخلفتم بیعتی من اعناقکم وماہی لکم بنکر لقد فعلتموها بأبی وأخی وابن عمی مسلم فالمرور من اغتربکم فحطکم اخطاکم ونصیبکم ضیعتم ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ وسیغی اللہ عنکم والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

ترجمہ: اے لوگو! تحقیق رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ایسے حکمران اور بادشاہ کو دیکھے جو ظلم کرنے والا۔ اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا، اللہ کے رسول کی مخالفت کرنے والا، اللہ کے ساتھ باندھے ہوئے عہد و پیمان کو توڑنے والا، اللہ کے بندگان میں گناہ اور ظلم کو رواج دینے والا ہو۔ تو جو شخص اپنے عمل و قول سے اس حکمران کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے گا تو اللہ کو یہ حق ہے ایسے شخص کو وہاں داخل کرے جہاں داخل کرنے کا حق ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔۔۔ بنی امیہ اور ان کے ساتھیوں نے۔۔۔ شیطان کی اطاعت کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا

ہے فساد عام کیا ہے، شرعی حدود کو معطل کر دیا ہے، بیت المال کو لوٹ لیا ہے اللہ کے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔

جس چیز کو انہوں نے تبدیل کیا ہے ان کے حوالے سے میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں ان کے خلاف اقدام کروں۔

پھر فرمایا آپ کے خطوط میرے پاس آئے آپ کے نمائندے میرے پاس آئے اور مجھے یہ اطلاع دی تھی کہ تم نے میری بیعت کی ہے اور تم مجھے تنہا چھوڑ کر روانہ نہیں کرو گے اور مجھے دشمن کے حوالے نہیں کرو گے اب اگر تم اپنی بیعت پر باقی ہو تو تم اپنے فائدے اور ہدایت کو پا لو گے میں حسین ابن علی ہوں میں رسول کی بیٹی فاطمہ کا بیٹا ہوں میری جان آپ کی جانوں کے ساتھ ہے میرے گھر والے آپ کے گھر والوں کے ساتھ ہیں اور تمہارے لئے میرا کردار تمہارے لئے نمونہ ہے اگر تم ایسا نہیں کرتے اور تم نے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے اور اپنی گردنوں سے میری بیعت کا قلاوہ اتار دیا ہے۔ تو مجھے میری جان کی قسم! تم نے یہ نئی بات نہیں کی تم نے میرے باپ اور بھائی کے ساتھ بھی یہی کیا دھوکہ میں وہی رہا ہے جس نے تم پر اعتماد کیا پس تم اپنی قسمت سے چوک گئے اپنا نصیب کھو بیٹھے پھر سورہ فتح کی آیت نمبر ۱۰ پڑھی۔

فمن نكث فانما ينكث على نفسه ومن اوفى بعهده عليه الله فلسيف تيه
احراً عظيماً

ترجمہ ﴿جس نے اپنا پیمانہ توڑا تو اس نے اپنے آپ کو توڑا اور جس نے اللہ کے پیمانہ کو پورا کیا تو اللہ اسے عظیم اجر دے گا۔﴾



﴿مقام عذیب الہیجانات﴾

(کوفہ سے جانثاروں کی آمد)

جب امام حسین علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو نافع بن حلال ۱۴ افراد کے ہمراہ کوفہ سے آپ کے ساتھ آ کر ملحق ہو گئے۔ حرنے ان افراد کو گرفتار کرنا چاہا تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کا اپنی ذات کی طرح دفاع کروں گا اسی طرح یہ میرے انصار اور مددگار ہیں اور تو نے مجھے یہ وعدہ دیا ہے کہ جب تک تیرے پاس ابن زیاد کا خط نہیں آئے گا اس وقت تک توں ہم سے معترض نہیں ہوگا۔ حرنے کہا، جی ہاں لیکن یہ تو آپ کے ہمراہ نہیں ہیں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں اور وہ اس طرح ہیں جیسے میرے ساتھ آئے ہوں اگر تو اس معاہدے پر باقی ہے جو میرے اور تیرے درمیان ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارا تم سے اعلان جنگ ہے۔ اس گفتگو کے بعد حرنے ان چار افراد کا مطالبہ ترک کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے کوفہ سے آنے والے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کوفہ کے بارے میں کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ کوفہ کے جتنے معززین ہیں رشوت نے انہیں مغلوب کر دیا ہے ان کی خواہشات پوری ہو گئی ہیں انکی محبت کو موڑ لیا گیا ہے اور وہ سب کے سب آپ کے خلاف اکٹھے ہو چکے ہیں البتہ باقی عوام کے دل آپ کو چاہتے ہیں لیکن کل کو انکی تلواریں بھی آپ کی مخالفت میں لہرائیں گی۔

امام حسین علیہ السلام:- مجھے قاصد کے متعلق خبر دو جنہیں آپ کے پاس بھیجا گیا تھا انہوں نے کہا کون سا قاصد؟

امام نے کہا قیس بن مسهر صیداوی۔

اہل کوفہ:- جی ہاں اسے حسین بن نمیر لعن نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجا ابن زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر لعنت کرے لیکن اس نے منبر پر جا کر آپ پر اور آپ کے آباؤ اجداد پر صلوٰۃ بھیجی ابن زیاد اور اس کے آباؤ اجداد پر لعنت بھیجی اور لوگوں

کو آپؐ کی مدد کی دعوت دی اور آپؐ کے آنے کی اطلاع دی۔ تو ابن زیاد کے حکم سے اسے قصر پر لے جایا گیا اور وہاں سے زمین پر پھینک دیا گیا۔ اور اس طرح انہوں نے شہادت پائی۔
امامؑ نے جب یہ خبر سنی تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور آپؐ نے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۳ پڑھی۔

لَمَنَّهُمْ مِنْ قَضَىٰ نَحْبِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

﴿ترجمہ﴾ ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا ہے اور کچھ وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔

پھر دعائمانگی پر درود گارا ہمارے لئے اور ان کیلئے جنت کو منزل بنا انہیں ہمارے ساتھ رحمت کے ٹھکانے میں اکٹھا فرما اپنے ثواب کو ان کی اچھائیوں میں جمع کر دے۔

﴿جناب طرماح کی پیشکش﴾

طرماح نے امام حسینؑ کو پیشکش کی کہ آپؑ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں اور ہمارا پہاڑ عجمہ جو طائی قبیلہ کا ایک مضبوط قلعہ ہے میں وہاں آجکے لئے جاؤں گا وہ ایسا علاقہ ہے کہ وہاں آپ محفوظ ہوں گے اور کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچائے گا۔

لیکن امام عالی مقامؑ نے جواب میں فرمایا خدا آپؑ کو جزائے خیر دے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان بات طے ہوئی ہے ہم اس عہد پر قائم ہیں ہمیں نہیں معلوم یہ امور کہاں پہنچیں گے؟ اور انکا انجام کیا ہوگا؟ ہم جو بات کرتے ہیں اس پر قائم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے شر سے محفوظ رکھا تو ہمیشہ سے اللہ کی نعمتیں ہم پر ہیں وہی ہمارے لئے کافی ہے لیکن اگر ایسی صورت پیش آئی کہ جسکے بغیر چارہ کار نہیں ہے تو پھر یہ شہادت اور کامیابی ہے انشاء اللہ۔

طرماح نے امام حسینؑ کو سلام سے اجازت لی اور کہا کہ میں خورد و نوش گھر پہنچا کر اور اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر آپؑ کی مدد کیلئے پہنچ جاؤں گا لیکن طرماح کہتا ہے کہ جب میں واپس آیا تو مجھے اطلاع ملی کہ امام حسینؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

﴿منزل قصر بنی مقاتل﴾

جب امام قصر بنی مقاتل پہنچے تو آپؑ نے وہاں پر ایک خیمہ دیکھا جہاں پر تلواریں لٹک رہی تھیں نیزہ گاڑا ہوا تھا گھوڑا تیار کھڑا تھا مولانا نے سوال کیا کہ یہ خیمہ کس کا ہے؟ تو جواب دیا گیا عبید اللہ بن حرا لہجی کا ہے امامؑ نے حجاج بن مسروق کو اس کے پاس بھیجا جب حجاج جھٹی کے پاس آیا۔

﴿حجاج اور ابن جعفی کا مکالمہ﴾

ابن حرنے پوچھا کہ ابن جعفی کیا خبر ہے ؟

حجاج نے جواب دیا خدا کی قسم اے حر کے بیٹے یہ ایسی خبر ہے کہ اللہ تجھے ہدایت دے اور اگر تو یہ اس بات کو قبول کر لے تو تیرے لئے اس میں عزت اور کرامت ہے۔

ابن حرنے اپنا سوال دہرایا۔۔۔ ابن جعفی کیا خبر ہے؟۔۔۔ حجاج نے جواب دیا۔۔۔ یہاں پر حسینؑ ابن علیؑ موجود ہیں تجھے اپنی مدد کیلئے دعوت دے رہے ہیں پس اگر تم انکے ساتھ مل کر جنگ کرو گے تو اجر پاؤ گے اگر مارے گئے تو شہید ہو گے

ابن حرنے کہا ابن جعفی خدا کی قسم! میں کوفہ میں اسی وجہ سے خوفزدہ تھا کہ کہیں حسینؑ ابن علیؑ کوفہ میں نہ پہنچ جائیں اور مجھ سے مدد نہ مانگیں اور میں ان کی مدد نہ کر سکوں کیونکہ کوفہ میں حسینؑ کے نہ شیعہ ہیں اور نہ ہی مددگار ہیں پس بہت تھوڑے لوگوں کے علاوہ جنہیں اللہ نے توفیق دی ہے باقی لوگ دنیا کی طرف مائل ہو چکے ہیں تم واپس جاؤ اور امام حسینؑ علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع کر دو۔

حجاج امام حسینؑ کے پاس واپس آیا اور امام عالی مقام سے ساری بات بیان کی حضرت امام حسینؑ اپنے بھائیوں کے ہمراہ خود چل کر ابن حرنے کے پاس آئے جب ابن حرنے امام حسینؑ کو دیکھا تو اس نے انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا اور جب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام بیٹھ گئے تو آپؑ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

﴿امام کی ابن جحشی سے گفتگو﴾

يا بن الحر ان اهل مصر كم كتبوا الي انهم مجتمعون على نصرتي وسالوني
القدوم عليهم وليس الامر على ما زعموا وان عليك ذنباً كثيراً فهل لك من
توبة تمحو بها ذنوبك. تنصروا ابن بنت نبيك وتقاتل معه اما اذا رغبت
بنفسك عنا فلا حاجة لنا في فرسك ولا فيك وما كنت متخذ المضلين
عضداً. واني انصحك كما نصحتني ان استطعت ان لا تسمع صراخنا ولا
تشهد وقعنا فافعل فوالله لا يسمع واعيتنا احد ولا ينصرونا الا اكله الله في
نار جهنم

حضرت امام حسین علیہ السلام! اے حر کے بیٹے آپ کے اس شہر والوں نے مجھے خط لکھ کر اطلاع
دی کہ وہ میری مدد پر جمع ہیں اور میری خاطر قیام کریں گے اور میرے دشمن سے جنگ لڑیں گے اور
انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے پاس آؤں پس میں آ گیا ہوں اور مجھے اس بات کا
یقین نہیں کہ وہ اس بات پر کس طرح قائم ہیں؟ جو انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا کیونکہ انہوں نے
میرے ابن عم مسلم بن عقیل اور ان کے حامیوں کو قتل کرنے میں دشمن کو مدد فراہم کی اور مر جانے کے
بیٹے عبید اللہ ابن زیاد کے پاس جا کر انہوں نے یزید ابن معاویہ کی بیعت کی۔ اور تجھے اے حر کے
بیٹے! یہ معلوم رہے کہ گذشتہ ایام میں جو تم نے گناہ اور جرائم کیے ہیں اللہ ان سب کا تم سے مؤاخذہ
کرے گا اور میں تم کو اس وقت دعوت دیتا ہوں کہ تو توبہ کر لے تا کہ تمہارے اوپر جو گناہ ہیں وہ اس
توبہ کے ذریعے دھل جائیں اور میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنی بیعت کی مدد کو واپس آ کر تم نے
ہمارا حق ہمیں دیا اور ہماری دعوت کو قبول کر لیا تو ہم اللہ کی حمد بجالائیں گے اور اگر ہمارے حق کو نہ
پہچانا اور ہمارے اوپر ظلم کیا تو تم حق کے مطالبے کے خلاف معاونت کرنے والوں سے
ہو جاؤ گے۔

ابن جحشی: خدا کی قسم اے رسول اللہؐ کے فرزند اگر کوہ میں آپ کے مددگار ہوتے جو آپ
کے ساتھ مل کر جنگ لڑتے تو میں ان میں سب سے زیادہ آپ کے دشمنوں کیلئے بھاری ہوتا لیکن

میں نے آپ کے شیعوں کو کوفہ میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ کی تلواروں کے خوف سے وہ گھروں میں بیٹھ گئے ہیں میں آپ کو اللہ کا نام دیکر کہتا ہوں کہ مجھ سے یہ مدد طلب نہ کریں ویسے میں آپ کا ہمدرد ہوں اور مجھ سے جتنا ہو سکا آپ کی مدد کروں گا یہ میرا گھوڑا تیار ہے اسے آپ لے لیں اس پر سوار ہو کر جائیں کیونکہ میں نے جو بھی چاہا ہے اسے حاصل کیا ہے اور اس کے ذریعہ میں نے موت کے دریا عبور کیے ہیں اور یہ میری تلوار لیں اور یہ وہ تلوار کہ جس کا وار بھی خطا نہیں جاتا۔

امام حسین علیہ السلام: اے فرزندِ حرا! بلکہ ہم تو اس لئے آئے ہیں کہ تم سے مدد طلب کریں اور اگر تم اپنی جان ہمیں دینے میں نکل کرتے ہو تو ہمیں تمہارے مال میں سے کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہم گمراہوں کا سہارے نہیں لیتے کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس کسی نے میرے اہلبیت کی پکار کو سنا اور ان کے حق کی خاطر ان کی مدد نہ کی تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

پس اگر تم سے ہو سکے تو اتنی دور نکل جاؤ کہ تم ہمارے استخاثے کی آواز کو نہ سن سکو کیونکہ جس کسی نے ہماری نصرتِ ظلی کی آواز کو سنا اور ہماری مدد نہ کی تو خداوند اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا یہ کہہ کر امام حسینؑ اٹھ کر چلے آئے۔

﴿حضرت علی اکبرؑ کا اعلان﴾

عقبة بن سمعان کہتا ہے کہ صبح سویرے جب ہم چلے تو امامؑ نے گھوڑے کی زین پر تھوڑی سی انگٹھ کی اور تین دفعہ فرمایا الحمد للہ۔

حضرت علی اکبرؑ جو قریب تھے سوال کیا آپؑ نے حمد کیوں بجالائی اور کلمہ مصیبت کیوں پڑھا تو امامؑ نے فرمایا مجھے تھوڑی دیر کیلئے انگٹھ آئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں اور موت انکے قریب آرہی ہے۔

علی اکبرؑ کیا ہم حق پر نہیں؟

مولانا خدا کی قسم ہم حق پر ہیں۔

علی اکبرؑ ہمیں پرواہ نہیں کہ ہم حق پر ہوتے ہوئے مارے جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کو اس بیٹے کی طرح جزائے خیر دے جو کسی والد کی طرف سے بیٹے کو دیتا ہے۔

﴿عمر بن قیس سے ملاقات﴾

عمر بن قیس کہتا ہے کہ میں اپنے چچا زاد بھائی کے ہمراہ امام حسین کی خدمت میں پہنچا جب آپ قصر بنی مقاتل میں تھے ہم امام کے پاس گئے۔ میرے چچا زاد بھائی نے کہا اے مولانا کیا میں آپ کی داڑھی پر خضاب دیکھ رہا ہوں یا ابھی بال سیاہ ہیں امام حسین نے جواب دیا کہ یہ خضاب ہے کیونکہ ہم بنی ہاشم پر جلد بڑھایا آ جاتا ہے پھر امام حسین علیہ السلام نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا کیا تم دونوں میری مدد کیلئے آئے ہو۔؟

عمر بن قیس نے جواب میں کہا۔ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر قرضہ ہے میرے اہل و عیال زیادہ ہیں لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں میں نہیں جانتا کہ انجام کیا ہوگا؟ اور میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس جو امانتیں ہے وہ ضائع ہوں میرے چچا زاد بھائی نے بھی یہ جملے کہے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

انطلقا فلانسمعالی واعیة ولا تریالی سواد افانہ من سمع واعتینا اور ای سوادنا فلم یجبنا او یغشنا کان حقاً علی اللہ عز و جل ان یکبہ علی منخریہ فی النار۔

پس یہاں سے دور چلے جاؤ تاکہ تم میری پکار نہ سن سکو اور میرے خیموں کے سائے کو بھی نہ دیکھو کیونکہ جس نے ہماری پکار کو سنا اور ہمارے خیمے کے پاس رہا اور ہماری مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں اوندھے منہ پھینکنے پر حق بجانب ہے۔



﴿مقامِ قطانیہ﴾

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک شیر سے گفتگو﴾

کوفہ کے قریب ایک مقام ہے جب وہاں پہنچے تو وہاں ایک شیر آیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آکر کھڑا ہو گیا امام نے اس شیر کی اضطراری کیفیت دیکھ کر اس سے پوچھا کوفہ کا کیا حال ہے؟ تو شیر نے کہا ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور گواہیں آپ کے خلاف ہیں نیز ابن زیاد آچکا ہے اور مسلم قتل ہو گئے ہیں۔ امام حسین نے پوچھا کہ اے شیر تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے عرض کی کہ عدن جا رہا ہوں۔

﴿شیر سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سوال﴾

اے شیر کوفہ کی آبادی کا پتہ ہے شیر نے کہا ہمیں آپ کے علم سے جو آپ نے ہمیں دیا ہے اتنا ہی معلوم ہے۔ پھر وہ چلا گیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھ رہا تھا و ما ربک بضلال للعبد۔ ترجمہ ﴿آپ کا رب ہندوگان پر ظلم کرنے والا نہیں ہے﴾

(سورہ فصلت آیت نمبر ۳۶)

﴿حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کا بیان﴾

امام علی ابن الحسین فرماتے ہیں جب ہم کربلا کے نزدیک جا رہے تھے تو جب بنی مقاتل سے ہم چلے وہاں اور اس سے پہلے بھی راستے میں جس منزل پر قیام فرماتے تو میرے والد گرامی یحییٰ بن زکریا اور ان کی شہادت کا بڑا تذکرہ فرماتے تھے ایک دن آپ نے فرمایا یہ اللہ کے خلاف دنیا کی غداری ہے یہ دنیا کی پستی کی انتہا ہے کہ یحییٰ جیسے مقدس نبی کے سر کو بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت یحییٰؑ میں مشابہت﴾

تفسیر انوار البصیح میں حضرت یحییٰؑ اہن ذکر کیا کا واقعہ تفصیل سے درج ہے ان کے قتل کی روداد اس طرح ہے کہ اس دور کا بنی اسرائیل کا بادشاہ زانی وہدکار تھا جب حضرت یحییٰؑ سے اس بادشاہ کا سامنا ہوتا تو آپؑ اس کو اس فعل بد سے روکتے تھے اور خوف خدا کی طرف متوجہ کرتے تھے۔

ان بدکار عورتوں میں سے ایک عورت نے جب کہ بادشاہ شراب کے نشے میں مست تھا بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! یحییٰؑ کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ ہماری پیش پسندی میں رخنہ ڈالتا ہے بادشاہ نے فوراً اس کے قتل کا حکم دے دیا پس حضرت یحییٰؑ کے سر اقدس کو طشت میں اٹھا کر بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو اس سراطھر سے آواز آئی۔ خدا سے ڈرو تیرے لیے زنا کاری حلال نہیں پس طشت میں خون کھولنے لگا یہاں تک کہ وہ خون زمین پر جاری ہو گیا اور اس کا جوش بڑھتا گیا اور جوں جوں اس خون کو روکنے کی کوشش کی گئی توں توں وہ زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ یہ مٹی کا پہاڑ بن گیا۔

تحت لہر بادشاہ کو اس قوم پر مسلط کر دیا گیا تحت لہر کے خروج اور حضرت یحییٰؑ کے قتل ہونے کے درمیان ایک سو برس کا فاصلہ تھا۔

پس تحت لہر نے قسم کھالی کہ میں بنی اسرائیل کو اس وقت تک قتل کرتا رہوں گا جب تک یہ خون بند نہ ہو گا مردوں، عورتوں، بچوں حتیٰ کہ ان کے حیوانوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کو تباہ و برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کے باوجود حضرت یحییٰؑ کے خون کا جوش بند نہ ہوا اس نے دریافت کیا کہ کیا ابھی ان شہروں میں بنی اسرائیل میں سے کوئی آدمی موجود ہے بتایا گیا کہ ایک بڑھیا فلاں مقام پر رہتی ہے پس اس کو قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ قتل کر دی گئی۔ اور جب وہ قتل ہو گئی تو حضرت یحییٰؑ کا خون بند ہو گیا اور کہتے ہیں کہ یہ وہی عورت تھی جس نے بادشاہ کو حضرت یحییٰؑ کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

﴿ادیم نقوی خون ناحق میں لکھتے ہیں کہ روز عاشور خاک شفا کی تیغ اور سجدہ گاہ کا سرخ ہو جانا اس بات کی عین دلیل ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ ابھی تک نہیں لیا گیا

حائق وہ دن جلد دکھائے جب اس خون ناحق کا وارث ظہور فرمائے اور بے گناہ شہداء کے خون کا انتقام لے۔

✽ تفسیر انوار البجف میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت یحییٰ ابن زکریا کا بہت ذکر فرماتے تھے کہ دنیا کی ذلت اور بے قدری کا ہی نتیجہ ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو ہدیہ پیش کیا گیا شاہد اس سے آپ اس امر کی طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ میرا سر بھی دنیا کے بدترین انسان کے سامنے ہدیہ کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

✽ حضرت یحییٰ کا نام حضرت رب العزت نے رکھا اور یہ نام اس سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے رکھا اور اس سے پہلے کسی کا نام حسین علیہ السلام نہیں رکھا گیا۔

✽ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کے قتل کے بعد چالیس دن تک سورج نے گریہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد بھی سورج چالیس دن رویا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ سورج کے رونے کا کیا مقصد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ طلوع و غروب کے وقت اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے (اور یہ سورج کا گریہ کرنا ہے)۔

✽ حضرت یحییٰ کا قاتل ولد اثر تھا اور امام حسین علیہ السلام کا قاتل بھی ولد اثر تھا۔

✽ حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں کے حمل کی مدت چھ چھ ماہ تھی۔

✽ ان دونوں کے قتل پر آسمان خون رویا جو کپڑا زیر آسمان رکھتے تھے اس پر سرخ چھینٹے پڑ جاتے تھے۔

✽ بنی اسرائیل کے ستر (۷۰) ہزار افراد قتل کیا گیا تب حضرت یحییٰ کا خون جوش مارنے سے رکا حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اے نور نظر! میرا خون اس طرح اُبلتا رہے گا اور ختم نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ میری مدد کے لیے ہمارے قائم آل محمد (ج) کا ظہور کرے گا اور ان کے ہاتھوں ستر ہزار افراد قتل ہوں گے تو اس کے بعد امن و سکون قائم ہوگا۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا کر بلا میں ورود﴾

قصر بنی مقاتل سے امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے جب امام حسین علیہ السلام اپنے کاروان کے ساتھ نینوا پہنچ گئے کیونکہ امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوفہ کی بانیں جانب چلتے تھے جب کہ حر اور لشکریوں کی یہ کوشش تھی کہ آپ کو کوفہ لے جائیں اس بات پر راستہ میں تھوڑی بہت تکرار بھی ہوتی رہی۔

البتہ سفر جاری رہا امام حسین علیہ السلام نینوا میں اترے تو کوفہ کی جانب ایک ایسے گھوڑے سوار کو دیکھا جو اسلحہ سے لیس تھا۔ کمان کو اس نے تیر چلانے کے لئے تیار کیا ہوا تھا ہند اسب رک گئے تاکہ اسے دیکھیں جب وہ دونوں لشکروں کے پاس پہنچا تو اس نے حر اور اس کے ساتھیوں پر سلام کیا جب کہ مولائے مظلومان امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر سلام نہ کیا اور حر کو عبداللہ ابن زیاد کا خط دیا۔



مسٹر جے، آر، رابنسن

(اتحاد لاہور)

میری زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ کے مطالعہ میں گزرا ہے مگر جو کشش اور مظلومیت مجھے تاریخ اسلام کے اس باب میں نظر آئی جو حسین علیہ السلام اور کر بلا سے متعلق ہے۔ وہ کہیں نہیں دیکھی۔

﴿ابن زیاد کا خط ۷ کے نام﴾

خط کا متن اس طرح سے ہے۔

جمعہ بالحبسین حین تقرأ کتابی ولا تنزلہ الا بالعرء علی غیر ماء وغیر

حسن۔

اما بعد جب میرا قاصد خط لے کر تمہارے پاس پہنچے تو حسین علیہ السلام کو روک لو اور ایسی جگہ اتارو کہ جہاں نہ بزرہ ہو اور نہ پانی ہو اور میں نے اپنے نمائندے کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ساتھ رہے اور تم سے جدا نہ ہو۔ یہاں تک کہ میرے پاس خبر پہنچے کہ تم نے میرے حکم کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

۷ نے جب یہ خط پڑھا تو ح نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ بعید اللہ گورز کو فدا کا خط ہے جس میں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ جس جگہ میرے پاس خط پہنچے۔ میں اس جگہ آپ کو روک لوں اور یہ اس کا نمائندہ ہے جس کو ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ وہ مجھ سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ میں اس کے حکم کے متعلق عملی جامہ پہناؤں۔

﴿یزید بن مہاجر کی ابن زیاد کے قاصد سے گفتگو﴾

یزید بن مہاجر کندی جو امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھا اس نے ابن زیاد کے نمائندے کو پہچان لیا اور اس سے کہا۔

”تیری ماں حیرے ماتم میں روئے تو اس خط میں کیا حکم لے کر آیا ہے؟“

﴿ابن زیاد کا قاصد﴾

میں نے اپنے امام کی اطاعت کی ہے اور جو میں نے بیعت کی ہے میں نے اسے پورا کیا ہے۔

ابن مہاجر: بلکہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور اپنی ہلاکت کے راستے میں اپنے گمراہ امام کی اطاعت کی اور اس وقت تو نے دنیا میں تنگ و غار اور آخرت کے لئے جہنم خریدی ہے اور تیرا

امام کتنا بڑا ہے۔ خداوند سورہ قصص آیت نمبر ۴۲ میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: ہم نے ان لوگوں کو امام قرار دیا جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ تیرا امام ان جہنمی اماموں میں سے ہے۔

حرفے اس جگہ پر اترنے کے لئے دباؤ بڑھایا جہاں پر نہ ہنرہ تھا نہ پانی تھا اور نہ آبادی تھی۔
امام حسینؑ نے حرفے سے کہا تم پر پھٹکار ہو ہمارا راستہ نہ روکنا کہ ہم کسی ہستی نینوایا حاضر یہ یا فرات کے کنارے میں اتریں۔

حرفے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا چونکہ یہ آدمی مجھ پر جاسوس ہے اور یہ سب کچھ ابن زیاد کو پہنچائے گا۔



ہندوؤں کا خراج عقیدت

پنڈت جواہر لال نہرو

تاریخ کا ایک سبق آموز واقعہ وہ عظیم اور جاودانی اثر ہے جو کر بلا کے غم انگیز سانحہ سے دنیائے اسلام پر مرتب ہوا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ان طویل صدیوں میں کروڑوں نفوس پر یہ عظیم الشان اثر جاری رہا اور لاتعداد افراد کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ لیکن پھر بھی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے اس لیے کہ کسی خاص مقصد کے لیے قربانی نوع انسانی پر ہمیشہ اثر انداز ہوتی رہی ہے۔

﴿زہیر ابن قین کی حضرت امام حسینؑ سے درخواست﴾

زہیر۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں جو دیکھ رہا ہوں اے رسول اللہؐ کے فرزند! میں اس وقت اس ماحول میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ان سے جنگ کرنا آسان ہے اور اس کے بعد ایسا کرنا بہت سخت ہوگا کیونکہ ان کے بعد ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اتنے لوگ آئیں گے کہ جن کا سامنا کرنا ہمارے بس میں نہ ہوگا۔

امام حسین علیہ السلام جواب میں فرماتے ہیں۔ ما کنت لا بد اھم بالقتال۔ ترجمہ ﴿میں ایسا نہیں کر سکتا ان کے ساتھ میں جنگ میں پہل نہیں کروں گا۔﴾

﴿بنی ہاشم کے نام خط﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من الحسن بن علی ابی محمد بن علی وعن قبلہ عن بنی ہاشم اما بعد فان من لحق بی استشهد ومن تخلف لم یدرک الفتح والسلام۔

(جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہو گئے تو آپؑ نے راستہ میں کسی جگہ سے یا کر بلا پہنچ کر اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ اور بنی ہاشم کے دوسرے افراد کو اس مضمون کا خط تحریر فرمایا)

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسین ابن علیؑ کی طرف سے محمد بن حنفیہ اور قائد ان بنی ہاشم کے دوسرے افراد کی طرف جو مدینہ میں موجود ہیں۔

اما بعد۔ تم میں سے ہر کوئی جو اس سفر میں میرے ساتھ ملحق ہو جائے گا وہ شہادت پائے گا اور جو شہادت پایگا وہ کامیاب ہو جائے گا لیکن جو شخص میری ہر اسی سے اجتناب کرے گا وہ شہید اور کامیابی کو حاصل نہیں کر پائے گا والسلام

﴿ نکات ﴾

۱۔ اس مختصر اور جامع خط میں امامؑ نے ان لوگوں کے حمید ہونے کی خبر دی ہے جو آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۔ امامؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ کامیابی شہادت کا جام پینے والوں کیلئے ہے۔ اور جو اس رُحہ پر نہیں پہنچے گا وہ اس کامرانی کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔

۳۔ یہ خط ان لوگوں کے لیے جواب بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کو اپنی شہادت کی خبر نہ تھی۔



مہاتما گاندھی

(حسبی دنیا)

بحیثیت شہید کے امام حسین علیہ السلام کی مقدس قربانی میرے دل میں ثنا و صفت کا لازوال جذبہ پیدا کرتی ہے کیونکہ انہوں نے تشنگی کی اذیت اور موت کو اپنے لیے، اپنے بچوں اور تمام خاندان کے لیے گوارا کر لیا لیکن ظالمانہ قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے ماننے والوں کی تلواروں کی مرہون منت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اپنے اولیائے کرام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلاء میں پہلا خطاب﴾

پھر امام حسینؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

لوگ دنیا کے غلام ہیں دین ان کی زبانوں کا چمکا ہے دین سے اتھا لیتے ہیں جو ان کے روزگار کے لئے مفید ہو پس جب ان کا امتحان لیا جائے یا ان کو مشکلات سے آزمایا جائے تو دیندار کم ہو جاتے ہیں۔

پھر امام حسینؑ اصحاب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ جگہ کربلاء ہے؟ اصحاب فرماتے ہیں جی ہاں یا بن رسول اللہ۔ یہ کربلاء ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب یہ کاروان کربلاء پہنچا اور حر کے پاس ابن زیاد کا خط آیا اس نے ابغم کو رکھنے کا کہا تو چلتے چلتے امام حسینؑ کا گھوڑا رک گیا۔ امام حسینؑ اس گھوڑے سے اترے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے تو دوسرے گھوڑے نے بھی چلتے سے انکار کر دیا۔ اور قدم نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ سات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کسی بھی گھوڑے نے وہاں سے قدم نہ اٹھایا۔ جب امام حسینؑ نے یہ حیران کن معاملہ دیکھا تو امام حسینؑ نے سوال کیا۔ اس زمین کو کیا کہتے ہیں ؟ اصحاب: اسے غاضر یہ کہتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟

اصحاب: اس کا نام نینوا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟

اصحاب: جی ہاں اسے شامی الفرات [فرات کا کنارہ] بھی کہتے ہیں۔

امام حسینؑ: کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟

اصحاب: اسے کربلاء بھی کہتے ہیں۔

اللہم اعوذ بک من الکرب والبلاء ما هنا محط رحلتنا وما هنا والله محفل

قبورنا وهاهنا والله محشرنا ومنشرنا وبهذا وعدنی جدی رسول الله ولا خلاف لوعده.

اللهم اعوذ بک من الكرب والبلاء.

اے خدا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس غم و بلاء سے۔ امام حسین علیہ السلام نے ٹھنڈا سانس لیا اور فرمایا۔

یہ کرب و بلا کی زمین ہے یہ ہماری ساریوں کے اترنے کی جگہ ہے یہ ہمارے سامان اتارنے کی جگہ ہے یہ ہماری قتل گاہ ہے۔ یہ ہمارے مردوں کی قتل گاہ ہے یہ ہمارے خون بہانے کی جگہ ہے۔ یہیں ٹھہر جاؤ یہاں سے کوچ مت کرو۔ خدا کی قسم! اس جگہ ہمارے ناموس کی بے حرمتی ہوگی اس جگہ ہمارے بچوں کو زنج کیا جائے گا یہاں پر ہماری قبریں ہوں گی اور ان کی زیارت کی جائے گی یہی وہ جگہ ہے جہاں ہماری خواتین کو قیدی کیا جائے گا یہ وہ بات ہے جس کی خبر مجھے میرے نانائے دی ہے۔

﴿جناب زحیر بن قین کی تجویز﴾

ایک دوسری روایت میں ہے کہ زحیر نے حضرت امام حسینؑ سے عرض کیا کہ مولّا ہمیں اس قریبی ہستی میں لے چلیں یہ محفوظ ہستی ہے اسے حصینہ کہتے ہیں یہ فرات کے کنارے پر ہے اگر وہ ہمیں روکیں تو ہم ان سے جنگ کریں گے، کیونکہ ان سے جنگ کرنا ہمارے لئے آسان ہے۔

امام حسینؑ اس ہستی کا اور کیا نام ہے؟

اصحاب اس ہستی کا نام عقر ہے۔

امام حسینؑ اے اللہ میں عقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اصحاب اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔

حضرت امام حسینؑ میری جگہ کربلا ہے۔

﴿حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور کر بلا﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت امیر المومنین صلیحین [شام کی سرحد] جاتے ہوئے اس جگہ پر اترے تھے میں ان کے ساتھ تھا میرے والد گرامی نے اس جگہ کے متعلق سوال کیا تو انہیں نام بتایا گیا حضرت تو امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے فرمایا۔ یہ جگہ ان کی ساریوں کے اترنے کی جگہ ہے ان کے خون بہانے کی جگہ ہے۔

سوال ہوا وہ کون ہیں ؟

تو امیر المومنین نے فرمایا وہ اصل بیعت محمدی عظیم شخصیتیں ہیں اور لوگ انہیں اس جگہ اتاریں گے۔

﴿کر بلاء کی خاک﴾

پھر امام حسین علیہ السلام نے اس جگہ کی تھوڑی سی مٹی اٹھائی اور سونگھا اور فرمایا۔
خدا کی قسم!

یہی وہ زمین ہے جس کے متعلق جبرائیل نے رسول اللہ کو آخری خبر دی تھی کہ میں اس زمین پر قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے اس بات کی خبر جناب ام سلمہؓ نے بھی دی ہے جناب ام سلمہؓ نے فرمایا تھا۔

جبرائیل رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور اے حسین تو میرے پاس تھا آپ نے گریہ کیا رسول اللہ نے مجھے کہا کہ میرا بیٹا مجھے دے دو۔ میں نے آپ کو رسول اللہ کے حوالے کر دیا رسول اللہ نے آپ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

جبرائیل نے کہا کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟
آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔

جبرائیل نے کہا آپ کی امت عنقریب اسے قتل کرے گی اگر آپ چاہیں تو اس زمین کی مٹی آپ کو دکھاؤں؟ جس میں ان کو قتل کیا جائے گا۔
رسول اللہ نے فرمایا۔ جی ہاں۔

پس جبرائیلؑ نے اپنے ہاتھوں کو زمین کر بلا تک پھیلا یا اور وہ مٹی اٹھا کر رسول اللہؐ کو دی اور پھر وہ خاک کر بلاء ایک شیشی میں رسول اللہؐ نے مجھ دے دی۔

﴿اہم نکتہ﴾

ساری گفتگو سے جو بات سامنے آتی ہے کہ محرم ۶۱ھ کا دن بدھ کا ہے یا جمعرات کا اور پہلے ہی دن سے امام حسین علیہ السلام کے خیمے دریا کے کنارے نہیں لگے یہی وجہ ہے کہ حضرت عباسؓ کو سقاء کا لقب دیا گیا یعنی پانی پلانے والا اور ابو القریب بھی آپ کا لقب ہے جس کا معنی منگ اٹھانے والا، پس حضرت عباسؓ پانی نہر علقہ سے امام حسینؑ کے بچوں کے لیے لے کر جاتے تھے اور ساتویں محرم کو آپؓ کا راستہ روکا گیا۔ اور پانی لانے سے منع کر دیا گیا۔ نہر علقہ پر پہرے بٹھا دیے گئے اور باقاعدہ کر بلاء والوں پر پانی کی بندش کا آغاز ہوا۔



سرجارج ٹامس

(حسین ڈے رپورٹ)

کون ہے؟ جو امام حسین علیہ السلام کی صداقت کو بلند کرنے والی اس لڑائی کی تعریف کئے بغیر رہ سکے گا۔ دوسروں کے لیے جینے کا اصول کمزوروں اور دکھیاروں کی امداد کو اپنا مقصد حیات بنانے کی بے نظیر مثال امام حسین علیہ السلام کی بے لوث شخصیت سے زیادہ روشن مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جنہوں نے اپنی اور اپنے محبوب ترین عزیزوں اور ساتھیوں کی جان کی بازی لگادی لیکن ایک ظالم اور طاقتور بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ابن زیاد ملعون کا خط﴾

ابن زیاد نے امام کو خط لکھا۔

اما بعد اے حسین علیہ السلام مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کربلا میں اتر چکے ہیں۔

امیر المومنین نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں اس وقت تک نہ آرام کروں اور نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں جب تک کہ آپ سے یزید کی بیعت نہ لے لوں یا لطیف و خبیر کے پاس تجھے نہ پہنچا دوں والسلام۔

﴿ابن زیاد کے خط کا جواب﴾

لا اقلح قوم اشتروا مرضات المخلوق بسخط الخالق.

مالہ عندی جواب لانه حقت علیہ کلمۃ العذاب.

امام حسین علیہ السلام کے پاس جب خط پہنچا تو آپ نے اس خط کو پڑھ کر دور بھینک دیا اور فرمایا۔

”وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوتی جس نے خالق کی خوشنودی کو مخلوق کی خوشنودی پر مقدم کیا ہو۔“

قاصد نے سوال کیا کہ اباعبداللہ اس کا جواب دیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ مالہ عندی جواب حقت علیہ کلمۃ العذاب

میرے پاس خط کا جواب نہیں ہے کیونکہ اس پر عذاب کی بات حتمی ہو چکی ہے۔

ابن زیاد کا قاصد واپس آیا اور اسے مندرجہ بالا جملوں سے آگاہ کیا۔

اللہ کا دشمن یہ سن کر اور زیادہ غضب ناک ہو گیا۔



﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا کر بلا سے کوفہ کے معززین کے نام خط﴾

کر بلا میں اترنے کے بعد امام نے کاغذ اور قلم مانگا اور کوفہ کے ان معززین کے نام خط لکھا جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ ان کی رائے سے متفق ہیں۔

(من حسین ابن علیؑ الی سلیمان بن صرد۔ مسیب بن نجیہ، رفاع بن شداد، عبد اللہ بن طلحہ وجماعة من المومنین)

یہ خط حسین بن علی کی جانب سے ہے سلمان بن صرد، میثم بن مجہد، رفاع بن شداد، عبد اللہ بن طلحہ اور مومنین کی ایک جماعت کے نام ہے۔

ابا بعد! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا جو شخص اپنے ایسے حکمران کو دیکھے جو ظلم و جور کرتا ہو۔ اللہ کے حرام کاموں کو حلال کرنے والا ہو۔ اللہ سے کئے گئے عہد و پیمان کو توڑنے والا ہو، اللہ کے رسولؐ کی سنت کا مخالف ہو، اللہ کے بندگان میں گناہ اور زیادتیاں کو رواج دے۔ اور پھر وہ شخص نہ زبان سے اور نہ عمل سے اسے روکے تو اللہ اسے اسی ظالم حکمران کے ٹھکانے میں داخل کر دے گا۔

اور تم جانتے ہو کہ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو مضبوطی سے قہام رکھا ہے، رحمان کی اطاعت سے منہ موڑ لیا ہے۔ فساد کو رواج دیا ہے۔ حدود شرعیہ کو معطل کر دیا ہے، بیت المال پر ناجائز قبضہ جمالیا ہے۔ اللہ کے حرام کو حلال اور اس کے حلال کو حرام کر دیا ہے۔ میں رسول اللہؐ کی قرابت کی وجہ سے امر خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔

میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور تمہارے نمائندے آئے اور انہوں نے آکر بتایا کہ تم میری بیعت میں ہو اور تم مجھے چھوڑ گئے نہیں اور نہ ہی مجھے دشمنوں کے حوالے کر دے گے لہذا اگر تم اپنی بیعت میں میرے ساتھ وقار دار ہو تو تم نے خوش نصیبی پر پہنچ کر اپنی حدایت کو پالیا اور میری جان تمہاری جانوں کے ہمراہ ہوگی اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ہمراہ میری اولاد تمہاری اولاد کے ہمراہ ہوگی۔

پس تمہارے لئے میرے عمل میں رہنمائی اور نمونہ ہے اس کی پیروی کرنی چاہیئے اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور اپنے عہد و بیان کو توڑ کر اسے اپنی گردن سے اتار پھینکو گے۔ تو مجھے میری جان کی قسم تم سے یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ تم نے میرے باپ میرے بھائی اور میرے امین عم کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔

دھوکہ میں وہ رہا جو تمہارے دھوکہ میں آ گیا پس تم اپنی قسمت سے چوک گئے اور اپنے نصیب کو ضائع کر بیٹھے۔ اور جو عہد کو توڑتا ہے وہ اپنی ذات کے خلاف یہ اقدام کرتا ہے اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا والسلام
پھر آپ نے خط کو لیا اور قیس کے حوالے کیا لیکن بعد میں جب آپ قیس کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے شیعوں کے لیے دعاء﴾

اے اللہ!

ہماری خاطر ہمارے شیعوں کے لئے اچھا ٹھکانہ قرار دے ہمارے شیعوں اور ہمیں اپنی رحمت کے ٹھکانے میں اکٹھا کرو تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور بعض روایتوں کے مطابق آپ نے یہ خط کو قندھالوں کے نام منزل حجاز سے تحریر کیا۔

﴿دو آدمیوں کا مشورہ﴾

مالک بن نظر اور سخاک بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم امام حسینؑ کے پاس حاضر ہوئے ہم نے سلام کیا اور آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہم سے سوال کیا کہ آپ لوگ کس کام سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم آپ کو سلام کرنے آئے ہیں اور آپ کو لوگوں کے بارے میں آگاہ کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں کہ لوگ آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہیں آپ بھی اس سلسلے میں کچھ کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین سہارا ہے۔

مالک بن نظر بولایم نے آپ پر سلام کیا آپ کے لئے اللہ سے دعا کی۔ آپ کے مخالفین کی مذمت کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے میری مدد کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

مالک نے کہا میں نے قرض دینا ہے میرے بچے ہیں اور ضحاک نے بھی کہا کہ میں مقررہ ہوں مجھے بھی اپنے خاندان میں جانے کی اجازت دے دیں اور اگر میرے یہ حالات نہ ہوتے تو میں آپ کی طرف سے جنگ کرتا لیکن اب میرا جنگ کرنا آپ کے لئے نہ فائدہ مند ہے اور نہ ہی میری وجہ سے آپ کا دفاع ہو سکے گا۔

امام حسین علیہ السلام آپ آزاد ہیں۔

﴿ایک اہم استفادہ﴾ قابل توجہ امر

جو لوگ امام حسین علیہ السلام کو ملتے تھے وہ عظمت حسین کے قائل اور آپ کو حق پر مانتے تھے آپ کی خبر اور بھلائی چاہتے تھے لیکن مدد کے لئے تیار نہ تھے اور موت سے فرار کے لیے مختلف بہانے بیان کرتے تھے یہ اس وقت کی ذہنی تھی۔ لوگ کسی مقصد اور هدف کو سامنے نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنی ظاہری زندگی اور اپنے روزگار کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے اسلام یا خدا کی احکام اور اپنے وقت کے امام کی اطاعت انسانی قدروں اور اس قسم کے مسائل سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا

اور یہی سلسلہ ہر دور میں پایا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ حق کو سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہوئے حق کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ حق کا ساتھ دینے میں انہیں مشکلات نظر آتی ہیں ان کے عیش و عشرت میں فرق آتا ہے۔ انہیں دو متیاں اور برادریاں نظر آتی ہیں۔ آج کے دور میں خصوصی طور پر جو لوگ۔ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرتے ہیں۔ لیکن اپنے عمل و کردار سے امام حسین علیہ السلام کے مشن اور پروگرام کو تقویت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے مالک اور ضحاک کی طرح فقط دعا پر گزارہ کرتے ہیں تو وہ خسارے میں ہیں کیونکہ حسین سے عشق و محبت عمل کا تقاضا کرتا ہے بغیر عمل و کردار کے عشق و محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے فراڈ ہے دھوکہ ہے۔ خدا ہمیں اس منافقت سے محفوظ رکھے آمین

آج کے شیعوں کے لیے ان واقعات سے عبرت حاصل کریں اور موجودہ دور میں جائزہ لیں کہ کیا انہوں نے خود کو اپنے زمانہ کے امام کی نصرت کے لیے تیار کیا ہے یا زبانی دعاؤں پر اکتفاء ہے؟ شاید بعض ایسے بھی ہوں جنہیں دعا دینے کی بھی توفیق نہ ہو۔ خداوند ہمیں امام زمانہ عجل کے سچے اور حقیقی ناصران سے قرار دے۔



ڈاکٹر ایچ ڈبلیو، بی مورینو

(حسین دی مارٹر)

امام حسین علیہ السلام اصول صداقت کے

تحقیقی سے پابند رہے۔ اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مستقل مزاج اور غیر متزلزل رہے۔

انہوں نے ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ ایسی رو صیں کبھی فنا نہیں ہوتیں۔ اور امام حسین علیہ السلام آج بھی رہنمایان انسانیت کی فہرست میں بلند مقام کے مالک ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے لیے روحانی پیغام عمل پہنچانے والے ہیں اور دوسرے مذہب کے پیروں کے واسطے نمونہ کامل ہیں۔

﴿ہرثمہ کی امام حسین علیہ السلام سے ملاقات﴾

ہرثمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ صفین کی جنگ میں شرکت کی اور جب واپس ہوئے تو کربلا اترے حضرت علی علیہ السلام نے کربلا میں نماز ظہر پڑھی پھر آپ نے کربلا کی مٹی اٹھائی اور اس کو سونگھا اور فرمایا۔

کیا کہنے اے خاک! تم کتنی خوش قسمت ہو۔ یہاں سے ایسے ایسے لوگ اٹھیں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے

ہرثمہ اپنے گھر بیوی کے پاس آیا اس کی بیوی حضرت علی علیہ السلام کی شیعہ تھی ہرثمہ نے بیوی سے کہا کیا میں تمہیں اپنے دل کی بات نہ بتاؤں؟ ہرثمہ کی بیوی نے کہا ضرور بتاؤ۔

ہرثمہ امیر المومنین کربلا اترے انہوں نے کربلا کی خاک کو بلند کر کے فرمایا۔
کیا کہنے آپ کے اے خاک! کتنی خوش قسمت ہے تو کہ تجھ سے ایسے لوگ مشہور ہونگے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔

ہرثمہ کی بیوی نے کہا۔

”اے ہرثمہ حضرت امیر المومنین صرف حق اور سچ ہی فرمایا کرتے تھے۔

پس جب امام حسین کربلا آئے تو ہرثمہ کہتا ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا کہ جن لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے لئے عبید اللہ ابن زیاد نے مقابلے کے لئے بھیجا تھا جب امام حسین علیہ السلام کا پڑاؤ دیکھا اور درختوں کو دیکھا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی۔ تو میں اپنے اونٹ پر بیٹھ کر امام حسین کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا اور ان کو انکے والد گرامی کی حدیث سے آگاہ کیا۔

امام حسین علیہ السلام۔ پھر تو ہمارے ساتھ ہے یا ہماری مخالفت میں آیا ہے؟

ہرثمہ نہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور نہ مخالفت میں آیا ہوں۔ میں پیچھے بچے چھوڑ آیا ہوں مجھے ڈر ہے کہ ابن زیاد انہیں نقصان نہ پہنچائے۔

امام حسین علیہ السلام۔ پھر تم ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں سے ہماری قتل نہ دیکھ سکو اور میرے

استغاثے کی آواز کو نہ سن سکو

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں حسینؑ کی جان ہے۔ جو شخص بھی ہماری فریاد کو سنے گا اور اس نے ہماری امداد نہ کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ابدی منہ جہنم میں ڈالے گا۔

ہر شہدہ کہتا ہے میں اٹنے پاؤں کر بلاؤ سے واپس فرار کر آیا تاکہ ان کی قتل کو نہ دیکھوں اور ایسا ہی ہوا۔ (بحوالہ امالی شیخ صدوق، تاریخ ابن عساکر، بحار الانوار)



اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوفہ کے لوگوں کو کر بلا کی اہمیت کا علم تھا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے بھی واقف تھے البتہ مال و زر، بیوی بچوں اور گھروں کی محبت نے ان کو حق کا ساتھ دینے سے روک دیا تھا۔

آج ہمیں اپنے بارے سوچنا چاہیے کہ کہیں امام زمانہ عج کی آمد پر ہم بھی آپ کی نصرت کرنے کے حوالے سے اس قسم کے بہانے تو نہ بنائیں گے۔



پروفیسر ڈاکٹر رادھا کمار مکر جی

(پروفیسر تاریخ صدر شعبہ تاریخ لکھنؤ یونیورسٹی)

(حسین ڈے رپورٹ لکھنؤ)

تاریخ جن عظیم ترین کرداروں سے واقف ہے امام حسینؑ ان میں سے ایک ہیں فانی ہو کر لا فانی تک پہنچ جانا محمّد و ہو کر لامحّد و کو پالنا یہی ان کی زندگی تھی وہ تھے تو ایک فرد مگر انہوں نے اپنی ہستی کو وسعت دے کر پوری کائنات بنا دیا اس طرح وہ انسانیت کی مجسم امید بن گئے ان کی زندگی بتاتی ہے کہ انسان کس طرح دیوتا ہو سکتا ہے؟ امام حسین علیہ السلام نہ کسی عہد کے ہیں نہ کسی ملک کے ارضی حد بندیاں ان کی عظمت کو محدود نہیں کر سکتیں وہ تمام قوموں کے ہیرو ہیں۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی عمر ابن سعد کے نمائندہ سے ملاقات﴾

عبداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کی کمان میں کوفہ سے چار ہزار افراد کو بھیجا اور وہ کربلا میں آپ سے ایک دن بعد پہنچا۔

عمر ابن سعد نے اپنے ساتھیوں میں سے عروہ بن قیس کو بلا کر کہا کہ تم امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ اس جگہ کیا کرنے آئے ہو؟ اور کس چیز نے انہیں مکہ سے نکالا ہے؟ جب کہ مکہ ان کا وطن تھا۔

عروہ نے کہا اے امیر! میں ان افراد میں سے ہوں جنہوں نے حسینؑ سے خط و کتاب کی ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں یہ پیغام لے کر ان کے پاس جاؤں۔

پس عمر بن سعد نے ایک اور شخص عبداللہ بن سہمی کو بھیجا جو بڑا بہادر اور جنگجو تھا جو بھی اسے ذمہ داری دی جاتی تھی وہ اس سے پیچھے نہ ہوتا تھا عمر بن سعد نے اس سے کہا کہ امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس چیز نے ان کو مکہ سے نکالا؟ اور وہ کیا چاہتے ہیں؟

عبداللہ بن سہمی امام حسینؑ کے پاس آیا جب امام حسینؑ کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہا کہ تم اپنی تلوار رکھ دو اور پھر مولا امام حسینؑ سے جا کر بات کرو۔

عبداللہ بن سہمی ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا آپ کا میری نظروں میں کوئی مقام نہیں ہے (معاذ اللہ) میں ابن سعد کا نمائندہ ہوں گا اگر تم میری ملاقات نہ ہونے دو گے تو میں واپس چلا جاؤں گا ابو ثمامہ نے اس سے کہا ٹھیک ہے میں تیری تلوار کے دستہ پر اپنا ہاتھ رکھوں گا پھر تم میرے مولا سے بات کر لیتا۔

عبداللہ بن سہمی نہیں خدا کی قسم! کوئی بھی میری تلوار کو چھو سکتا نہیں۔

ابو ثمامہ: تم جو چاہتے ہو بات کرو مگر امام حسینؑ کے قریب نہیں جاسکتے تم دور کھڑے ہو کر پیغام دے سکتے ہو کیونکہ تم فاسق آدمی ہو۔

عبداللہ بن سہمی غضب ناک ہوا اور اسی حالت میں عمر بن سعد کے پاس واپس آ گیا اور اسے آکر

کہا کہ انہوں نے مجھے امام حسینؑ کے پاس پیغام دینے کیلئے نہیں جانے دیا۔

اس لیے میں واپس آ گیا ہوں عمر ابن سعد نے خزیمہ قبیلے کے ایک آدمی کو امام حسینؑ کی طرف بھیجا وہ سامنے آیا اور بلند آواز میں امام حسینؑ کا نام لے کے پکارا۔

امام حسینؑ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے ؟

اصحاب نے جواب میں کہا یہ اچھا آدمی ہے مگر اس وقت اس مقام پر کھڑا ہے۔

امام حسینؑ علیہ السلام۔ اس سے سوال کرو یہ کیا چاہتا ہے ؟

آدمی میں امام حسینؑ علیہ السلام کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

زہیر اپنا اسلحہ رکھ دو اور اندر آ جاؤ۔

آدمی قبول ہے پھر اس نے اپنا اسلحہ وہیں پر رکھا اور خیمہ کے اندر امامؑ کی بارگاہ میں پہنچا اور امامؑ

کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا اور کہا۔

اے میرے مولاً۔ کون سی بات آپ کو ہماری طرف لے آئی؟ اور کس چیز نے آپ کو اس جگہ پر

آنے کے لئے آمادہ کیا؟

امام حسینؑ علیہ السلام۔ یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں۔

آدمی۔ مولاً جن لوگوں نے آپ کو خط لکھے وہ آج ابن زیاد کے خواص میں سے ہیں

امام حسینؑ علیہ السلام۔ اپنے کمانڈر کے پاس جاؤ اور اسے یہ بات بتاؤ۔

وہ شخص اے میرے مولاً کون شخص جہنم کو جنت پر اختیار کرتا ہے خدا کی قسم! میں آپ کو چھوڑ کر

واپس نہ جاؤں گا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے شہادت پا جاؤں۔

اس کے بعد ابن سعد نے قرہ بن قیس حنفلی سے کہا اے قرہ تم پر پیکار ہو اتم جاؤ اور حسینؑ سے پوچھو

کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں ؟

پس قرہ بن قیس امام حسینؑ علیہ السلام کی طرف آئے اور جب امام حسینؑ علیہ السلام نے آتے دیکھا تو

اصحاب سے سوال کیا کہ کیا اسے پہچانتے ہو.....؟

حبیب ابن مظاہر نے کہا

یہ شخص خطہ تسمی کی نسل سے ہماری بہن کا بیٹا ہے اور میں اس کے بارے میں جانتا ہوں کہ یہ اچھی رائے رکھنے والا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایسا نہیں تھا کہ وہ ان کے ساتھ آئے گا۔ پس وہ امام حسینؑ کے پاس آیا آ کر امام کو سلام کیا اور عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا۔ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

تمہارے شہر کے لوگوں نے لکھا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں اور یہ بات ابن سعد کو بتا دو کہ میں نے اس شہر کا ارادہ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ بلکہ تمہارے شہر کے لوگوں نے مجھے لکھا کہ ان کا کوئی امام نہیں ہے اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے پاس آؤں۔

میں نے ان کے خطوط پر اعتماد کیا اور اس طرف آیا ہوں انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس شہر کے افراد نے میری بیعت کر لی ہے۔ اور یہ کہ وہ میری مدد کریں گے اور مجھے دھوکہ نہیں دیں گے انہوں نے مجھے اپنی مدد کے لیے پکارا اور ہم اس جگہ آ گئے اور اگر اب تم لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہو تو میں جدھر سے آیا ہوں اُدھر ہی واپس لوٹ جاتا ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کربلاء کی زمین تک مجھے گھیر کر لانے والا حرب بن یزید الریاحی ہے میں ان سے جنگ کا آغاز نہیں کرنا چاہتا تھا اب جب کہ کوفہ کے لوگوں کی غداری و خیانت سامنے آ گئی ہے تو میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں عمر بن سعد کے نام یہ پیغام بھی دیا کہ میری تمہارے ساتھ تعلق داری اور مضبوط رشتہ ہے۔ پس تم مجھے آزاد چھوڑ دو تا کہ میں واپس چلا جاؤں قاصد عمر بن سعد کے پاس واپس گیا اور مولا امام حسین علیہ السلام کا پیغام پہنچایا عمر بن سعد نے جب مولا کا بیان سنا تو جواب میں کہا۔

خدا مجھے حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے اور محفوظ رکھے عمر ابن سعد نے ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام کی پوری بات تحریر کر کے بھیج دی اور ابن زیاد نے عمر بن سعد کے جواب میں لکھا کہ۔

امام حسین علیہ السلام کو کہہ دو کہ وہ اور اس کے تمام اصحاب یزید ابن معاویہ (لعن) کی بیعت کریں اگر وہ بیعت نہیں کریں گے تو ہم ان کے بارے میں جو چاہیں گے کریں گے۔

جب عمر بن سعد کے پاس ابن زیاد کا خط پہنچا تو عمر بن سعد نے یہ جملہ کہا۔
 ”ابن زیاد عافیت اور خیر کو چاہنے والا انسان نہیں ہے۔“

﴿ابن زیاد کے خط کا جواب﴾

عمر بن سعد نے زیاد کا خط امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا امام حسینؑ نے اس خط کے جواب میں یہ جملہ فرمایا۔
 ”میں ابن زیاد کے خط کا جواب بالکل نہیں دوں گا اور اگر اس میں موت ہے تو موت کو میں خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ اس پر عذاب یقینی ہو چکا ہے اور وہ اس لائق نہیں کہ اسے خط کا جواب دیا جائے۔“



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

﴿اللہ میرا انتقام بھی تم سے اسی طرح لے گا جس کا تمہیں وہم و گمان بھی نہ ہوگا﴾
 ﴿میرے قتل کی پاداش میں اللہ تعالیٰ بنی امیہ کو ایسی ذلت دے گا جس میں سب شامل ہوں گے﴾
 ﴿پس میں تو موت کو ایک سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو انتہائی تکلیف دہ سمجھتا ہوں﴾
 ﴿جو کسی مومن کی بے چینی کو دور کرے گا اللہ اس کی دنیا و آخرت کی بے چینی ختم کرے گا﴾
 ﴿اللہ صاحب عزت و جلال میری مدد کرے گا اور مجھے اپنے حسن نظر سے محروم نہیں رکھے گا﴾
 ﴿اللہ کے رسولؐ سے قربت کی نسبت سے سب سے زیادہ اس خلافت کا حق دار میں ہوں﴾
 ﴿جو تکوینوں کی ضربت اور نیزوں کی افیت پر صبر کر سکتا ہے وہی ہمارے ساتھ آئے﴾

﴿حبیب ابن مظاہر کو بنی اسد کے پاس بھیجنا﴾

حبیب ابن مظاہر امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا بنی رسول اللہ! اس جگہ کے نزدیک ہمارے بنی اسد کی ایک بستی ہے کیا آپ مجھے اجازت دیجئے ہیں کہ میں ان کے پاس جاؤں؟ اور آپ کی مدد کے لئے ان سے کہوں؟ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں آپ کا مدافع قرار دے دے۔

امام حسینؑ جی ہاں آپ کو اجازت ہے۔

حبیب نے رات کی تاریکی میں مخفی انداز سے اس بستی میں جا کر اپنا تعارف کرایا کہ وہ بنی اسد سے ہیں بستی والوں نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ حبیب نے کہا میں تمہارے پاس خیر اور بھلائی لے کر آیا ہوں ایسی اچھائی کہ کوئی بھی اس قسم کی اچھائی آپ کے پاس لے کر نہ آیا ہوگا۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے نئے گھر کے بیٹے کی مدد کرو۔ وہ مومنین کی ایک جماعت سے ہیں۔ جو ان کے ساتھ ان میں سے ایک آدمی، ہزار آدمیوں سے بہتر ہے وہ ہرگز اس کو روانہ کریں گے اور کبھی ان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ یہ عمر ابن سعد ہے اس نے ان کو اپنے گھر سے لے لیا ہے تم لوگ میری قوم اور میرا قبیلہ سے ہو میں تمہارے پاس یہ نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں کہ تم لوگ آج فرزند رسولؐ کی مدد کرو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو دنیا و آخرت کا شرف و مرتبہ پاؤ گے میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہؐ کی بیٹی کے بیٹے کے ہمراہ اللہ کو راضی اور صبر کرتے ہوئے اور اس کا اجر چاہتے ہوئے جو بھی تم سے قتل ہو گا وہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوگا۔

بنی اسد کا ایک آدمی جسے عبد اللہ بن بشر کہتے تھے۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں پہلا وہ شخص ہوں جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور پھر اس نے اپنی ولیری اور بہادری کے اظہار کے لیے رجز یہ اشعار بھی پڑھے۔

اس طرح بستی کے لوگوں میں سے 90 افراد مدد کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے امام

حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے کے لیے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا اس ہستی سے ایک بد بخت اور خائن شخص نے اسی وقت رات کو عمر بن سعد کے پاس پہنچ کر اسے اس واقعہ کی اطلاع دے دی ابن سعد نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک ازرق نامی شخص کو چار سو سپاہی دیے اور اس کو بنی اسد کی ہستی کی طرف بھیجا اور جب وہ لوگ رات کی تاریکی میں امام حسینؑ کے لشکر کی طرف آ رہے تھے تو دریا کے کنارے ابن سعد کے سپاہیوں کے ساتھ ان کا سامنا ہوا جب کہ ان کے اور امام حسینؑ کے لشکر کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ ان کی آپس میں سخت جگمگ ہوئی۔ حبیب ابن مظاہر نے ازرق سے کہا کہ تمہارے لئے بربادی ہو اور تم کو ہماری رفاقت نصیب ہی نہ ہو ہمارا راستہ چھوڑو تاکہ تیری وجہ سے کوئی اور بد نصیب نہ ہو جائے اس نے راستہ چھوڑنے سے انکار کر دیا اور بنی اسد نے دیکھا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ شکست کھا کر واپس اپنی ہستی کی طرف مڑ گئے اور پھر رات کی تاریکی میں ابن سعد کے خوف سے انہوں نے پوری ہستی خالی کر دی اور اس علاقہ کو رات کی تاریکی میں چھوڑ کر کسی ویرانے کی طرف چلے گئے جب حبیب ابن مظاہر واپس آئے اور سارے واقعہ کی اطلاع دی تو امام حسینؑ نے فرمایا۔

لاحول ولا قوة الا بالله۔ (بخاری المفتح ج ۵ ص ۱۰۰ بخاری الانوار ج ۱ ص ۳۸۶ العوام ج ۱ ص ۲۳۷)



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

عزاداروں کے آنسو میری والدہ گرامی مرہم کے طور پر میرے زخموں پر لگاتی ہیں
عقل اسی وقت کامل ہوگی جب حق کی پیروی ہو
سب سے زیادہ سچی وہ ہے جو ان کو بھی دے جن کو اس سے کوئی اُمید نہ ہو

﴿عبداللہ بن حصین بن... اور امام حسین علیہ السلام کی بددعا﴾

حمید بن مسلم کہ بلا کا خبر لگا کرتا ہے کہ عبداللہ ابن زیاد کی طرف سے ابن سعد کی طرف یہ حکم آیا کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب اور دریا کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے تاکہ وہ اس دریا سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں۔

جیسے ہی پانی کی بندش کے بارے یہ حکم نامہ امام حسین کے قتل سے تین روز قبل آیا تو عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو ۵۰۰ سپاہی دے کر دریا فرات پر پہرہ بٹھادیا۔ چنانچہ ان ملائین نے امام حسین اور آپ کے بچوں و اہل و عیال و اصحاب پر پانی بند کر دیا یہ امام حسین کے قتل سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے

﴿امام حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی سزا﴾

اسی دوران عبداللہ بن حصین ازوی نے امام حسین علیہ السلام کو خطاب کر کے اس طرح گستاخی کی۔

”تم اس پانی کو دیکھ رہے ہو گویا کہ یہ آسمان کا سینہ ہے خدا کی قسم! تم اس سے ایک قطرہ بھی نہ چکھ سکو گے۔“

امام حسین علیہ السلام نے اس کے یہ گستاخانہ جملے سن کر فرمایا کہ اے اللہ اس کو پیاسا قتل کر اور اس کو کبھی بھی معاف نہ کر۔

حمید کہتا ہے جب وہ بیمار ہوا اور میں اس کی عیادت کو گیا اس خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ اتنا پانی پیتا تھا کہ اس کا پیٹ پھول جاتا تھا لیکن اس کی پیاس ختم نہ ہوتی تھی اور وہ اسی حالت میں ہی ہلاک ہوا۔

(بحوالہ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۱ الارشاد ص ۲۲۸ اکمال فی التاريخ ج ۲ ص ۵۵۶ بحار الانوار

ج ۲۳ ص ۳۸۹ العوالم ج ۷ ص ۲۴)

﴿امام حسینؑ کا اپنے اصحاب کو کوثر پلانا اور جنت کے کھانے کھلانا﴾
 امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا تو امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے جو پیاسا ہے میرے پاس آئے اس اعلان کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک ایک نے باری باری آغاز شروع کیا جو بھی آپ کے پاس آتا تھا آپ اس کے منہ میں اپنا انگوٹھا چوسنے کے لیے دیتے تھے اس طرح اصحاب باری باری سیراب ہوتے گئے اور ہر ایک نے کہا کہ اس نے انگوٹھے سے ایسی لذت اور مٹھاس محسوس کی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت چیز اس کا بدل نہیں ہو سکتی۔

﴿شب عاشور اور جنت کا طعام﴾

شب عاشور مغرب کی نماز کے بعد امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو اپنے پاس اکٹھا بٹھایا اور انہیں جنت کے کھانوں میں سے کھانا کھلایا اور کوثر کے پانی سے سیراب بھی کیا ظاہر ہے دنیا کی غذا اور پانی آخرت کی غذا اور پانی سے مختلف ہے۔ جو چیز لوگوں کو جنت الفردوس میں نصیب ہوئی ہے وہ آپ نے اپنے اصحاب کو اسی دنیا میں عطا فرمائی اس کی لذت سے انہیں لطف اٹھانے کا موقع عطا فرمایا یہ آپ کی کریمی کی اعلیٰ مثال ہے

امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ انہوں نے جنت کے پانی سے اپنے اصحاب کو سیراب کیا اور جنت کا کھانا بھی کھلایا۔ اور اس سے انہیں روحانی تقویت اور دل کی مضبوطی اور اطمینان قلب اور حصول یقین حاصل ہوا لیکن دنیاوی اور مادی جسم کی پیاس تو اس سے نہیں بجھی اور وہ تمام سختیاں آخر تک برداشت کرتے رہے اور یہ ایک راز الہی ہے۔ جس سے سوائے امام کے کوئی آگاہ نہیں ہے۔

(بحوالہ دلائل الامتہ ص ۷۸ الامتہ الساکیہ ج ۳ ص ۵۶ ص ۶۷ تعلیم الزعماء ص ۸ مدینۃ العاجز

ج ۳ ص ۶۳ حدیث نمبر ۳۳)

﴿غیر مسلم سیاح کا پانی لانا﴾

ایک غیر مسلم سیاح جو میدان کربلا میں موجود تھا وہ امام حسین علیہ السلام کے پاس ایک برتن پانی سے بھر کر آپ کے پاس لایا کہ آپ پئیں تو آپ نے وہ کاس اس سے لیا اور زمین پر پانی کو اڑھیل دیا۔ اور فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ کہ ہم پانی حاصل کرنے پر قدرت نہیں رکھتے سانسے دیکھو اور جب اس نے دیکھا تو آپ کے سانسے پانی کی نہریں جاری تھیں امام حسینؑ نے اس کے کاس کو کنکریوں سے بھر تو وہ کنکریاں موتی اور جواہرات بن گئیں (بحوالہ الدعۃ الساکبہ)



سردار جسونت سنگھ

(ایم، اے، بی، ایس، سی، این، ڈی (لندن)

(حسین ڈے رپورٹ)

دنیا کی تاریخ میں بے مثال لڑائیاں لڑی گئیں لیکن کربلا کی لڑائی اپنی اہمیت کے لحاظ سے بے حد نمایاں جنگ تھی کیونکہ یہاں ہم کو یہ دکھائی دیتا ہے کہ نیکی اور بدی کی قوتیں اپنے انتہائی درجہ کمال تک پہنچ کر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء تھیں۔

حسین صدافت اور فرض شناسی کا مجسمہ تھے جو سختیاں ان کو برداشت کرنا پڑیں وہ اتنی اندوہناک ہیں کہ ایک سنگین دل کو بھی تو زور دیتی ہیں لیکن حسینؑ کے قدم کو ادائے فرض میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوتی۔

﴿حضرت عباسؓ کو پانی کے لیے روانہ کرنا﴾

جب امام حسین علیہ السلام کے بچوں کو سخت پیاس لگی تو آپؐ نے حضرت عباسؓ کو بلایا۔ اور بچوں کے واسطے پانی لانے کا حکم دیا۔ حضرت عباسؓ اپنے ہمراہ ساتھیوں کو لیکر پانی لانے کے لیے دریا کے کنارے پر گئے اس طرح کہ 30 سپاہی آپؐ کے ساتھ گھوڑوں پر سوار تھے میں پیدل افراد کا دستہ تھا میں مشکیں آپؐ کے ہمراہ تھیں آپؐ نے فرمایا عباسؓ جاؤ اور جا کر دریا سے پانی لے آؤ حضرت عباسؓ کی کمان میں یہ دستہ رات کی تاریکی میں دریا پر گیا اور آپؐ کے آگے آگے نافع بن حلال جھلی تھے اور ان کے پاس پرچم تھا۔

عمر بن حجاج نے آواز دی کون ہو؟

نافعؓ میں نافع بن حلال ہوں۔

عمر کیوں آئے ہو؟

نافعؓ پانی لینے آیا ہوں جس کو تم نے ہم سے روک رکھا ہے۔

عمرؓ نہیں خدا کی قسم اس پانی سے تم ایک قطرہ بھی نہ لے جا سکو گے تاکہ امام حسینؓ اور ان کے ساتھی بیا سے رہیں اس کے ساتھ ہی عمرؓ نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب ان کے سامنے نکل کر آ گئے

عمر بن حجاجؓ یہ لوگ پانی نہیں پی سکتے ہمیں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپؐ کو پانی سے روک سکیں۔
نافعؓ اپنے پیدل دستہ کے ساتھیوں سے کہا کہ آگے بڑھو اور مشقیں پانی سے بھر لو چنانچہ انہوں نے مشکیں بھر لیں۔

عمر و ابن حجاج کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر دیا حضرت عباسؓ اور نافعؓ نے اپنے سوار سپاہیوں کے ساتھ ان پر جوابی حملہ کر دیا اور ان کو آگے بڑھنے سے روک رکھا اس طرح امام حسینؓ کے اصحاب پانی کی مشکیں لے کر خیم میں پہنچ گئے۔

نافعؓ نے عمرو بن حجاجؓ کے آدمیوں سے ایک گونیزہ مارا جس سے وہ آدمی مر گیا اور یہ پہلا مقتول ہے

جو اس رات زخمی ہوا اور مارا گیا اس مختصر پانی سے بچوں کو سیراب کیا گیا ظاہر ہے پانی کی اتنی کم مقدار چھوٹے بچوں کے لیے کافی نہ تھی جب جانکیلا اس سے بڑوں کو سیراب کیا جاتا۔
(بحوالہ الفتوح ج ۵ ص ۱۰۲ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۳ المصنف ص ۱۳۸ العوالم ج ۳ ص ۱۳۳ اخبار الطوال ص ۲۵۵ وقد لطف ص ۱۹۱)



پروفیسر بشمیر ناتھ سکیٹھ

(الامان دہلی)

محمدؐ اور حسینؑ اگر تاریخ اسلام سے ان دونوں کو نکال دیجئے تو کچھ باقی ہی نہیں رہتا اول نے تعلیم دی اور ثانی الذکر نے عمل کروکھایا اول نے آواز دی اور ثانی الذکر نے لبیک کہا۔

اسلام مجموعہ ہے دو الفاظ کا علم اور عمل محمدؐ علم تھے اور حسینؑ عمل ان دونوں کے مجموعہ سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے۔ اگر حسینؑ اپنے خون سے محمدؐ کے علم کو عمل نہ بناتے تو بعض معترفین کے نزدیک دین کا عملی پہلو کمزور ہو جاتا۔

کس قدر عظیم اور مقدس تھا وہ انسان جس نے اپنا خون دے کر دین کی تکمیل کر دی اور معترفین کو اعتراض کا موقع نہ دینے کے لیے اپنی جان دینا گوارا کرایا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر بن سعد سے ملاقات﴾

خطیب غوازمی نقل کرتا ہے کہ حضرت امام حسین نے اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی "عمرو بن قرظہ انصاری" کے ذریعہ عمر بن سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں مولانا نے تجویز دی کہ آج رات کے وقت میرے اور اپنے لشکر کے درمیان آکر مجھے ملو۔

ابن سعد میں سپاہیوں کے ہمراہ اور امام حسین علیہ السلام بھی ۲۰ ساتھیوں کے ہمراہ اپنی جگہ سے چلے اور دونوں لشکروں کے درمیان اکٹھے ہوئے امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ایک جانب ہٹ جانے کو کہا اور آپ کے ہمراہ فقط حضرت عباسؓ اور علی اکبرؓ رہ گئے۔

اور عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو ایک طرف کر دیا اور فقط اس کے ہمراہ اس کا بیٹا حفص اور ایک غلام باقی رہ گیا۔

پس دونوں نے باہم کافی دیر گفتگو کی بعض کا خیال ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اس دوران ابن سعد کو یہاں تک کہا کہ تم ابن زیاد کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ ہو جاؤ امام حسین نے ابن سعد سے یہ گفتگو فرمائی۔

يا بن سعد ويحك اتقتلني اما اتقي الله الذي اليه معاذك فاننا بن من علمت الاتكون معي وتدع هؤلاء فانه اقرب الى الله تعالى مالک ذبحک الله على فراشک عاجلاً ولا غفر لک يوم حشرک الله وانی لارجو ان لاتاکل من بر العراق الا يسيرا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ابن سعد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تمہارے اوپر پھنکار ہوا ہے ابن سعد! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ جس کے پاس پلٹ کر جانا ہے کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا؟ جب کہ تو میرے بارے میں سب کچھ جانتا ہے کہ میں کس کا بیٹا ہوں؟ انھیں چھوڑ دو اور میرے ساتھ ہو جاؤ اور کیونکہ یہ بات تیرے لئے اللہ کے پاس جانے کے حوالے سے زیادہ نزدیک اور بہتر ہے۔

عمر بن سعد: مجھے ڈر ہے میرا گھر گراویں گے۔

امام حسین علیہ السلام: میں تیرے لئے اسے بنا دوں گا۔

عمر بن سعد: میں ڈرتا ہوں کہ میری زمین چھین لی جائے گی۔

امام حسین علیہ السلام: میرا حجاز میں جو مال ہے اس میں سے بہتر مال تجھے دے دوں گا۔

عمر ابن سعد: میرے اہل و عیال ہیں مجھے ان کے بارے میں خطرہ ہے۔

عمر بن سعد کی یہ بات سن کر آپ چپ ہو گئے اور مولانا نے اس کو جواب نہ دیا۔

پس امام حسین علیہ السلام نے اسے چھوڑ کر آتے ہوئے اس کے مستقبل کے بارے میں یہ جملے فرمائے۔

امام حسین علیہ السلام: کیا ہو گیا ہے تجھے اے عمر سعد؟ خدا تجھے بہت جلدی تیرے بستر پر روضہ کرے! اللہ حشر کے دن تجھے معاف نہ کرے! اور مجھے امید ہے کہ تم عراق کی صرف تھوڑی سی گندم ہی کھا سکو گے۔

ابن سعد نے اس جملے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: اچھا گندم نبی تو میں عراق کے جوہی کھالوں گا۔

عمر ابن سعد کو ابن زیاد نے یہ لالچ دیا تھا کہ اگر وہ امام حسین سے جنگ کرے گا تو اسے رے (طبران) کی گورنری دی جائے گی تو امام حسین نے اسے یہ بھی کہا کہ تجھے نہ گورنری ملے گی نہ کچھ اور تجھے ملے گا

﴿عمر بن سعد لعن کی ہلاکت﴾

مولانا کی پیشین گوئی کے تحت ایسا ہی ہوا کہ جب عتبات کی حکومت آئی تو عتبار کے گھر میں عمر بن سعد کی بہن تھی اور عمر بن سعد نے عتبار سے امان نامہ لیا ہوا تھا امان نامہ میں تحریر تھا۔

”عمر بن سعد کے لئے یہ امان نامہ ہے کہ جب تک وہ حدیث نہ کرے۔“

اور عمر بن سعد یہ امان نامہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا عتبار نے عمر بن سعد کو مارنے کے لیے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رات جب وہ اپنے بستر پر سویا ہوا ہو تو تم اس کے پاس پہنچ جاؤ اور جب

وہ انہیں امان نامہ دکھائے تو اس سے کہو تم حدیث کر چکے ہو لہذا یہ امان نامہ باطل ہے کیونکہ حدیث کے دو معنی ہیں (وضو ٹوٹنا اور ایک نیا واقعہ کرنا فتنہ کھڑا کرنا) اور ظاہر ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طرح بستر پر عمر بن سعد کو زنج کر دیا گیا اور اسے عراق کی گندم نصیب نہ ہوئی اور رے کی سلطنت بھی نہ ملی اور جلد ہی واصل جہنم ہو گیا۔ اور جو کچھ امام حسین نے اس کے بارے میں فرمایا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

(بحوالہ المناقب لابن شہر آشوب ج ۳ ص ۵۵ بحار الانوار ج ۳۵)



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

جس کا مددگار خدا کے علاوہ کوئی نہ ہو خبردار اس پر ظلم نہ کرنا

اس قوم کے متعلق کیا کہتے ہو جس نے ہمیں تانا کے حزار سے نکلنے پر مجبور کر دیا

مجھ سے اتنی دور چلے جاؤ کہ میری صدا استغاثہ نہ سن سکوں ورنہ تم پر عذاب الہی نازل ہوگا

قائم (ج) کی غیبت کے بارے میں تھوڑے لوگ ایمان پر رہ جائیں گے

اللہ کی رضا ہم اہلبیت کی رضا ہے حضرت

اگر دنیا میں میرے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ہو تب بھی میں یزید لعن کی بیعت نہیں کروں گا

میرے قتل سے اللہ تعالیٰ تمہارے دردناک عذاب میں اضافہ کرتا رہے گا

حضرت نبی اکرم کا یہ حکم ہے کہ میں مندرات عصمت کو ساتھ لے جاؤ

﴿حضرت امام حسینؑ کی طرف سے عراق چھوڑنے کی پیش کش﴾

عقبة بن سمعان کہتے ہیں کہ میں مدینہ سے امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ قحطیہ سے مکہ اور پھر مکہ سے براستہ مدینہ عراق تک ساتھ رہا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا میں نے آپ کے تمام خطابات سنے، خط و کتابت سے آگاہ رہا، خدا کی قسم! کسی بھی مرحلہ پر امام حسینؑ نے یہ جملے نہیں فرمائے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو اور وہ جو فیصلہ دے گا مجھے قبول ہوگا جیسا کہ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے اور نہ ہی مولانا نے جملے فرمائے کہ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اسلامی مملکت کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف چلا جاؤں لیکن آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ دعونی فلا ذہب فی هذه الارض العریضه حتی ننظر مانصیر امر الثامس (بحوالہ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۳ مقاتل الطالبیین ص ۱۱۳)

امام حسینؑ: تم لوگ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس وسیع زمین میں کہیں چلا جاؤں یہاں تک کہ ہم انتظار کریں کہ لوگوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

﴿نکتہ﴾

بہر حال مولانا کا اہل فیصلہ تھا کہ آپ نے یزید لعن کی بیعت نہ کرنا حتیٰ چاہے اس کا نتیجہ جو بھی ہو جیسا کہ سابقہ بیانات میں یہ فیصلہ کئی حوالوں سے بیان ہو چکا ہے۔ پس ہر وہ بیان جو امام علیہ السلام کے واضح بیانات اور مقام و حیثیت کے منافی ہوا سے درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا آپ نے فرمادیا تھا کہ مثلی لا بیایع مثله مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا اور فرمایا تھا کہ لو لم یبق من الدنیا ملجاء ولا ماویٰ لہما یا بیعت یزید بن معاویہ اگر دنیا سے کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانہ میرے لیے باقی نہ رہ جائے تب بھی یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کروں گا۔

﴿عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط﴾

جب عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف خط لکھا کہ امام حسینؑ کو بلا سے واپس جانے کو تیار ہیں تو ابن زیاد نے یہ خط پڑھ کر کہا کہ خیر خواہ آدمی کا خط ہے ایک سربراہ کے لئے وہاں پر اس وقت شمر بن ذلجوشن موجود تھا اس نے ابن زیاد سے کہا کیا تم اس کی یہ بات بھول گئے ہو؟ کہ وہ یزید لعن کی بیعت نہیں کرے گا اب جب کہ وہ تمہارے پہلو میں حمصاری زمین پر اتر چکا ہے۔ تم اسے آزاد چھوڑنا چاہتے ہو؟

خدا کی قسم! اگر وہ تمہارے علاقے سے چلا گیا تو وہ زیادہ طاقت پکڑے گا۔ اور پھر تم اس پر قابو نہ پاسکو گے۔

شمر لعن کی رائے سن کر ابن زیاد (لعن) نے کہا کہ جو حمصاری رائے ہے وہ ٹھیک ہے اس کے بعد اس نے عمر بن سعد کو خط لکھا۔

﴿ابن زیاد کا عمر بن سعد کے لیے جواب﴾

میں نے تجھے امام حسینؑ علیہ السلام کے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم وہاں جا کر ان سے صلح کے لیے مذاکرات کرو اور ظہر جاؤ بلکہ تمہارے لیے میرا واضح حکم ہے کہ دیکھو اگر تو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب ہمارے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور یزید کی بیعت کرنے پر آمادہ ہیں تو انہیں ہمارے پاس بھیجو ورنہ ان کے ساتھ اتنی جنگ لڑو کہ انہیں قتل کر کے ان کے نکلے نکلے کر دو کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہے۔

(معاذ اللہ)

اور جب حسینؑ علیہ السلام کو قتل کرو تو اس کے جسم پر گھوڑے دوڑاؤ اور اگر تم اس بات سے انکاری ہو تو ہماری فوج کی کمان کو چھوڑ دو اور ہماری فوج سے الگ ہو جاؤ اور یہ فوج شمر ابن ذلجوشن کے حوالے کر دو۔ اور ہم نے شمر کو اپنا حکم بتا دیا ہے۔

﴿حضرت ام البنین کے بیٹوں کے لئے امان نامہ اور ان کا جواب﴾

عبداللہ بن ابی اہل بن حزام الکلابی نے ابن زیاد سے کہا کہ ہماری بہن کے بیٹے امام حسین کے ہمراہ ہیں اگر تمہاری رائے ہو تو ان کے لئے ایک امان نامہ لکھ دو۔

ابن زیاد نے حضرت عباسؓ، عبداللہؓ، جعفرؓ اور عثمانؓ جو کہ ان کے قبیلے کی بہن کے بیٹے تھے ان کے لئے امان نامہ تحریر کر دیا۔ کربلاء میں یہ امان نامہ ان کی خدمت میں پہنچایا گیا تو ان چاروں بھائیوں نے کہا کہ ہمارے لئے مرجانہ کے بیٹے کی امان سے اللہ کی امان بہتر ہے۔

اسی طرح شمرؓ نے جب کربلاء پہنچا تو وہ امام حسینؓ کے لشکر کے سامنے آیا اور بلند آواز سے کہا کہ ہماری بہن کے بیٹے عباسؓ، جعفرؓ، عبداللہؓ اور عثمانؓ کہاں ہیں؟ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔

تو امام حسینؓ علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا اس کو جواب دو اگرچہ وہ فاسق ہے مگر تمہارے رشتہ میں وہ ماموں ہیں۔ تو ان چاروں بھائیوں نے بلند آواز میں کہا کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور کیوں آوازیں دے رہے ہو؟

شمرؓ نے اے میری بہن کے بیٹے امان ہے حضرت امام حسینؓ کے ہمراہ کیوں قتل ہوتے ہو؟ حاکم شام کی اطاعت میں آ جاؤ۔

عباسؓ، جہاں ہو تیرے لئے اے شمر۔ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، تیرے لائے ہوئے امان نامہ پر لعنت۔ اور اے اللہ کے دشمن کیا تو کہتا ہے کہ سرکشوں کی اطاعت میں ہم آ جائیں؟

تجھے یہ جملے کہتے ہوئے شرم نہیں آتی اور ہم اپنے بھائی کی نصرت و فتح چھوڑ دیں؟ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پس شمرؓ نے غضب ناک ہو کر واپس چلا گیا۔

﴿9 محرم الحرام کی عصر اور ابن سعد کی لشکر کشی﴾

عمر بن سعد نے نو محرم کی نماز عصر کے بعد اپنے لشکریوں سے کہا۔

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ جب وہ لوگ سوار ہو گئے۔ تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کر دی۔ اور فوج اشقیاء خپام حسینی کے قریب پہنچ گئی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اس وقت اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور تلواریں کے دستے اور گھنٹوں پر سر رکھ کر آپ کو انگٹھ آئی ہوئی تھی آپ کی بہن سیدہ زینب (صلوٰۃ اللہ علیہا) نے جب گھڑ سواروں کا شور سنا تو وہ آپ کے قریب گئیں اور کہا اے بھائی! کیا آپ ان آوازوں کو نہیں سن رہے؟ جو قریب سے قریب ہوتی جا رہی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا۔

انھی رايت رسول الله في المنام فقال لي انك صائبر الينا عن قريب

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ تم بہت جلد ہمارے پاس آ رہے ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا محمدؐ، بابا

علیؑ اور اماں فاطمہؑ اور بھائی حسنؑ کو دیکھا ہے وہ سب کہہ رہے ہیں۔

اے حسین علیہ السلام! تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو۔ پس بی بی سیدہ زینب (صلوٰۃ

اللہ علیہا) نے اپنا سر اور ماتھا پیٹ لیا اور کہا ہائے تباہی و بربادی! آپؐ مرنے کے لیے تیار

ہو گئے آپؐ کے بعد ہمارا کون ہے؟

امام حسین علیہ السلام بہن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے پیاری بہن

تباہی و بربادی آپؐ کی قسمت میں نہیں ہے آپؐ صبر کریں رحمان آپؐ پر رحم کرے گا آپؐ نہ

روئیں۔ اس سے دشمن خوش ہو گئے۔

﴿حضرت عباسؓ کی آزمائش﴾

اتنے میں حضرت عباسؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں
 مولادُشمن آپؓ کے قریب آگیا ہے۔ کیا حکم ہے ہم۔ نے کیا کرنا ہے؟
 امام حسین علیہ السلام وہاں سے اُٹھے اور حضرت عباسؓ سے فرمایا۔

ار کب بتلسمی انت یا اخی حتیٰ تلغاهم فنقول لهم مالکم وما بدالکم
 ونسألهم عما جاء بهم۔

اے عباسؓ بھائی۔ میری جان آپؓ پر قربان۔

جاؤ تم ان سے جا کر بخش و قس ملاقات کرو اور ان سے پوچھو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیوں
 آئے ہو؟ کیا واقعہ رونما ہوا ہے تمہارے لئے کوئی نئی بات سامنے آئی ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟

﴿اہم استفادہ﴾

امام حسین علیہ السلام معصوم ہیں اور حضرت عباسؓ سے کہہ رہے ہیں کہ میری جان آپؓ پر قربان
 آپ خود سوار ہو کر جائیں۔ تو ایک امام معصوم ایک غیر معصوم کے لئے اس طرح نہیں کہتا تو پس یہ
 جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عباسؓ بھی معصوم ہیں اور یہ جملہ آپؓ کی عظمت کی نشانی
 ہے کہ حسین علیہ السلام جیسی ہستی کہہ رہی ہے کہ میری جان آپؓ پر قربان۔

حضرت عباسؓ بیس پایوں کے ہمراہ عمر بن سعد کے لشکر کی طرف گئے آپؓ کے ہمراہ زبیر ابن
 قحین اور حبیب ابن مظاہر بھی تھے۔

حضرت عباسؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا اور کس لیے آئے ہو؟ کیوں آگئے ہو؟ کیا چاہتے
 ہو؟ کوئی نئی بات سامنے آئی ہے؟

لشکر عمر بن سعد، حاکم کا حکم ہے کہ ہم آپؓ کے سامنے تجویز رکھیں یا تو آپؓ ہمارے حکم کو تسلیم کریں
 اور بیعت کریں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

حضرت عباسؓ علیہ السلام جلدی نہ کرو میں یہ بات دہاؤں گا اگر اپنے آقا حضرت ابو عبد اللہؐ کی خدمت

میں پیش کرتا ہوں جو وہ جواب دیں گے میں وہ جھپٹیں آ کر بتاتا ہوں۔ باقی اصحاب وہیں پر
ڑکے رہے اور ابن سعد بھی وہیں ٹھہر گیا اور کہا کہ جاؤ اور پھر واپس آ کر ہمیں جواب بتاؤ۔

حضرت عباسؓ تیزی کیساتھ امام حسینؓ کے پاس آئے اور آ کر وہ خبر سنائی۔

ادھر حضرت عباسؓ علیہ السلام کے ساتھیوں نے ان کیساتھ گفتگو شروع کی۔ اور کوفہ والوں کو بھیجتے کرنا
شروع کیں اور انہیں خوف خدا یاد دلایا اور یہ کہ وہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کا پاس کریں اور
ان کی اولاد کو۔ زنا زادوں کی اولاد کے حکم پر قتل نہ کریں۔ جنت کو چھوڑ کر جہنم کی راہ اختیار نہ
کریں۔

جب حضرت عباسؓ علیہ السلام نے عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا تو مولا امام حسینؓ نے فرمایا۔

﴿حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کا ایک رات کی مہلت مانگنا﴾

حضرت امام حسینؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا۔

ارجع اليهم فان استطعت أن تخرجهم هذه العشية إلى غدوة و تدفعهم عنا
العشية لنصلي لربنا الليلة و ندعوه و نستغفره فهو يعلم اني أحب الصلوة و تلاوة
كتابه و كثرة الدعاء و الاستغفار۔

ان کے پاس واپس چلے جاؤ اگر ہو سکے تو انہیں کل تک کے لئے موخر کرو اور آج رات کے
لیے انہیں ٹال دو تا کہ آج کی رات ہم اپنے رب کی عبادت کر لیں اور اپنے رب سے دعائیں
مانگ لیں اور اپنے رب سے استغفار کر لیں کیونکہ وہ رب جانتا ہے کہ میں۔

میں نماز پڑھنے کو پسند کرتا ہوں اس کی کتاب کی تلاوت کو دوست رکھتا ہوں۔

وہ جانتا ہے کہ میں زیادہ وعاء کرنے سے محبت کرتا ہوں۔

وہ جانتا ہے کہ میں استغفار کرنے کو دوست رکھتا ہوں۔

حضرت عباسؓ علیہ السلام اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے عمر بن سعد کے پاس آئے اور کہا اے

لوگو! اے عمر بن سعد!

ابو عبد اللہ آپ سے کہتے ہیں کہ آج کی رات یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں تاکہ وہ اس معاملہ میں غور کر سکیں کیونکہ یہ معاملہ تمہارے اور ان کے درمیان ایسا ہے کہ اس میں کوئی جلدی نہیں ہے کہ آپ لوگ ابھی جنگ شروع کر دیں۔ اور جب ہم صبح کریں گے تو انشاء اللہ آپ سے ضرور ملاقات کریں گے جس کی تم خواہش کر رہے ہو اور اگر ہم نے ناپسند کیا تو آپ کی رائے کو ٹھکرا دیں گے۔

حضرت عباس علیہ السلام نے یہ باتیں اس لئے کہیں تاکہ رات بھر کیلئے انہیں مہلت پر آمادہ کر سکیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک رات کی مہلت اس لئے لی تاکہ وصیتیں کر سکیں۔ جن امور کی طرف حضرت امام حسین علیہ السلام نے نشان دہی کی وہ امور بجالائیں اور اس ایک رات مانگنے میں یقیناً کچھ اور راہ بھی ہوں گے جس کے پیش نظر امام عالی مقام نے مہلت طلب کی عمر ابن سعد نے کہا اے شمر! تمہارا کیا خیال ہے؟

شمر لحن: جو تمہاری رائے ہو ہم آپ کی زیر کمان ہیں رائے تمہاری ہی ہوگی۔

عمر بن سعد کاش میں نہ ہوتا پھر اس نے اپنی فوجوں کی طرف رخ کیا اور کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمر بن حجاج بن مسلمہ ازدی نے کہا سبحان اللہ! خدا کی قسم اگر وہ یلم کے غیر مسلم ہوتے اور تم سے اس طرح مہلت کی درخواست کرتے تو اس مقام پر ضروری تھا کہ انہیں بھی موقع دیتے یہ تو فرزندِ پیغمبر ہیں۔

قیس ابن اشعث: وہ چاہتے ہیں ان کو موقع دو اور مجھے میری جان کی قسم ہے کہ جب صبح ہوگی تو وہ ضرور جنگ کریں گے۔

عمر بن سعد: خدا کی قسم! اگر میں یہ جان لوں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو میں آج رات کی مہلت ہی نہ دوں گا۔

علی اکبر تہنہ کرتے ہیں کہ عمر بن سعد کی طرف سے ایک قاصد آیا اور کچھ قاصطے پر رک کر بلند آواز سے کہا کہ ہم نے کل تک کے لئے تمہیں مہلت دی ہے اگر تم ہمارے سامنے سر تسلیم خم کرو گے تو ہم آپ کو اپنے حاکم کے پاس لے جائیں گے اور اگر تم نے انکار کر دیا تو ہم تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا خاص صحابی﴾

کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے خاص صحابی جناب حلال بن نافع تھے جو ہر وقت آپ کے ہمراہ رہتے تھے شب عاشور امام حسین علیہ السلام اکیلے اپنے خیم کی پشت پر روانہ ہوئے حلال بھی تلوار لیے آپ کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ حلال نے دیکھا امام حسین علیہ السلام خیم کے اطراف میں موجود ٹیلوں میں خفیہ مقامات اور غم دار راستوں کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام متوجہ ہوئے کہ کوئی پیچھے پیچھے آ رہا ہے آپ نے پیچھے مڑ کر سوال کیا کون ہو؟ میں نے عرض کی آپ غلام حلال امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کیوں آ گئے؟ حلال نے عرض کیا کہ اس تاریکی میں آپ کے تنہا ٹھکنے نے مجھے پریشان کر دیا اس لیے آ گیا امام عالی مقام نے فرمایا میں خیم کے اطراف سے ایسی جگہ کا معائنہ کر رہا ہوں کہ دشمن کس جگہ سے حملہ کر سکتا ہے؟ تاکہ خیم کے دفاع کے لیے منصوبہ بندی کر لی جائے حلال کہتا ہے آپ نے اپنی داڑھی کو پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم ابھی رات وعدہ کی رات ہے پھر حلال کہتا ہے مجھ سے سوئلا نے فرمایا کہ یہ ٹیلوں کے درمیان کونہ کا راستہ جا رہا ہے میں نے تم سے بیعت اٹھالی ہے مجھ سے آزاد ہو۔ مجھے چھوڑ کر امان میں چلے جاؤ میں نے جب یہ سنا تو روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر گیا اور عرض کیا مجھے جنگل کے درمے چیر کھا ئیں یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ میں ہرگز آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔

﴿دفاعی انتظام﴾

جب امام حسین علیہ السلام ان لوگوں کے پاس سے مایوس ہو گئے اور آپ کو ایک رات کی مہلت مل گئی اور آپ نے اس بات کو جان لیا کہ وہ کل آپ سے ضرور جنگ لڑیں گے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے خیم کے ارد گرد تین اطراف میں خندق کھودو اور اس میں خس و خاشاک ڈال کر آگ جلا دو تاکہ ہم دشمن کا مقابلہ ایک طرف سے کر سکیں اور جب ہم جنگ میں مصروف ہوں تو ہماری خواتین کی بے حرمتی نہ ہو۔

﴿شب عاشور اصحاب کی طرف سے مخدرات عصمت کو یقین دہانی﴾

حلال بن نافع کا بیان ہے کہ جب مولا امام حسین علیہ السلام سے میں علیحدہ ہوا تو امام عالی مقام خیم کے اندر تشریف لے گئے میں خیمہ کے باہر کھڑا ہو گیا اس اُمید کے ساتھ کہ مولا جلدی باہر تشریف لائیں گے مولا جب اپنی ہمشیرہ کے خیمہ میں تشریف لے گئے تو آپ ان سے راز کی باتیں کرتے رہتے میں بی بی کے رونے کی آواز آئی اور بی بی نے اپنے بھائی سے عرض کیا بھائی! میں تو آپ کی مظل دیکھ رہی ہوں اور مجھے خواتین کے اس پریشان حال کاروان کو سنبھالنا ہے اور یہ لوگ جو اس وقت موجود ہیں ان کے دلوں میں آپ کے خلاف پرانے کینے ہیں یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے، میرے لیے ان منتخب جوانوں کا قتل ہو جانا بہت گراں اور تکلیف دہ ہے بنی ہاشم کے جوانوں کا مارا جانا میرے لیے بڑی مصیبت ہے اس کے بعد بی بی نے فرمایا کیا آپ نے اپنے اصحاب کی بیٹوں کو پرکھ لیا ہے؟ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب حملہ ہو تو وہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں اور آپ کو ماروں اور تیروں کا نشانہ بنیں۔

ہلال کہتے ہیں کہ مولا امام حسین علیہ السلام یہ سن کر رو پئے اور فرمایا جی ہاں خدا کی قسم! میں نے ان سب کو آزمایا ہے ان میں کوئی بھی چھوڑ کر جانے والا نہیں ہے سب بھجے ہوئے شیروں کی مانند ہیں موت سے انہیں ایسی محبت ہے جس طرح شیر خوار بچے کو اپنی ماں کے دودھ سے پیار ہوتا ہے۔

جب حلال نے یہ بات سنی تو وہ کہتا ہے میں یہ سکر رو دیا اور میں حبیب بن مظاہر کے خیمہ کی طرف سیدھا گیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ کھوار کو لیے اپنے خیمہ میں بیٹھے ہیں، اور اسے صاف کر رہے ہیں میں نے انہیں سلام کیا اور خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گیا۔

حبیب اے ہلال! اس وقت تم اپنے خیمے سے کیوں باہر آئے ہو؟

حلال پوری سرگزشت سناتا ہے۔

حبیب اگر امام کا مرنا نہ ہوتا تو ہم ان کے دشمنوں کے خلاف جلدی اقدام کرتے اور انہیں مزہ نہ چکھاتے۔

حلال! اے میرے پیارے حبیب! میں تو حسین علیہ السلام کو ان کی بیعت کے خیمہ میں چھوڑ آیا ہوں ان کی بیعت اضطراب کی حالت میں ہیں اور انہوں نے بے تابی کا اظہار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ باقی خواتین کو بھی اس کا احساس ہو چکا ہے اور وہ سب بی بی کے ہمراہ پریشان ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے اصحاب کو اکٹھا کرو اور وہ تمام خواتین کے خیمہ کے سامنے جائیں اور انہیں ایسی بات کہیں کہ کہ ان کے دلوں کو سکون و اطمینان ہو جائے؟ اور ان کے دلوں سے دشمن کا خوف جاتا رہے؟ اور اصحاب کی وقاداری کے بارے بھی انہیں یقین کامل ہو جائے؟

حبیب اور حلال! دونوں اس بات پر اتفاق کرتے ہیں اور باہر نکل کر اصحاب کو ان کے خیمہ سے آوازیں دیتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر آ جاتے ہیں جب سب باہر آ گئے تو ان میں بنی ہاشم بھی موجود تھے۔

حبیب بنی ہاشم کو مخاطب ہوتے ہیں اے بنی ہاشم! تم اپنے اپنے خیمہ میں واپس چلے جاؤ خدا آپ کو سکھائے اور دشمن کی نیند نصیب کرے۔
حبیب اصحاب کا رخ کر کے فرماتے ہیں۔

اے غیرت مند! اے کچھار کے شہر دیہ حلال! میں جو ابھی ابھی میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اس طرح کی باتیں بیان کی ہیں یہ آپ کے سردار کی بیعت اور باقی خواتین کو پریشانی اور رونے کے عالم میں چھوڑ آئے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے اس بارے میں کیا خیالات ہیں۔

﴿اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام کا جذبہ ایثار﴾

سب نے اپنی تلواریں نیام سے نکال لیں اور اپنے عمالوں کو سر سے اتار کر ان سب نے یک زبان کہا۔

اے حبیب! ہم ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں ایسے مقام کی توفیق عطا فرمائی ہے اگر دشمنوں نے حملہ کیا تو ہم ان کے سروں کو اڑائیں گے اور انہیں ان کے بڑوں کے ساتھ ملحق کر دیں گے ان کے مقدر میں ذلت و رسوائی ہے اور ہم اللہ کے رسول کی وصیت جو ان کی اولاد اور فرزندوں کے بارے ہے اس کا مکمل لحاظ کریں گے۔

حبیبؑ: پھر سب چلو۔ حبیبؑ آگے آگے جا رہے تھے اور باقی اصحاب ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے آ رہے تھے خیامؑ کی مٹناہوں کے پاس آ کر رک گئے اور بلند آواز سے حبیبؑ نے کہا۔

اے بنت محمد! اے ہمارے سرداروں کی اولاد! یہ تمہارے چاٹاروں کی تلواریں ہیں انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ ان تلواروں کو ان کی گردن پر رکھیں گے جو آپؐ کے خصموں کی طرف دیکھے گا اور یہ آپؐ کے غلاموں کے نیزے ہیں انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ ان نیزوں کو ان کے سینوں میں توڑیں گے جو تمہارے مرکز کو متفرق کرنے کی سوچے گا۔

امام حسین علیہ السلام: اے آل اللہ کے حامیوں کی خواتین! تمہیں اجازت ہے کہ تم ان اصحاب سے خطاب کرو۔

﴿اصحاب کے نام خیام حسینؑی سے خواتین کا پیغام﴾

خواتین اصحاب سے اس طرح مخاطب ہوتی ہیں اے طیب و طاہر اور پاکیزہ دلوں والے۔ یہاں پر خیامؑ میں سیدہ فاطمہؑ کی بیٹیاں موجود ہیں تمہارے پاس کیا عذر ہوگا جب ان کے جد سے ملاقات کرو گے کہ تم نے ان کے دفاع کے لیے کیا کیا؟ پس اے اصحاب باوقاء، آل رسولؐ کا دفاع کرو۔

حبیبؑ: اور دیگر اصحاب امام حسینؑ نے تمام مستورات کو خطاب کر کے اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور یہ جملے بھی کہے کہ اگر حکم ہو تو ہم اپنی گردنیں کاٹ کر آپؐ کے قدموں میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔

امام حسین علیہ السلام و خدوات عصمتؑ نے تمام اصحاب کو دعائے خیر دی اور سب کو حکم دیا کہ وہ واپس اپنے اپنے خصموں میں چلے جائیں۔



﴿شب عاشور..... انصار کی طرف سے اعلان وفاداری کے بعد﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ گفتگو فرمائی۔

اگر تم سب نے یہ طے کر لیا ہے اور اپنے نفسوں کو اس بات پر آمادہ و تیار کر چکے ہو جس کے لیے میں نے خود کو تیار کر رکھا ہے تو یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندگان کو ان کی مشکلات اور تکالیف اٹھانے کے برابر ان کو مقامات و منازل عطا فرماتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خصوصی کرامت عطا فرمائی ہے اور میں اپنے گزشتہ بزرگان کا بقیہ ہوں اور ہمارے لیے اللہ کی جانب سے کرامات اور مقامات ہیں جن کے سامنے ان سب مصائب کو برداشت کرنا میرے لیے آسان ہے لیکن آپ کے لیے بھی اللہ کی ان کرامات سے ایک حصہ قرار دیا گیا ہے یہ بات جان لو کہ دنیا کی لذت اور کڑواہٹ دونوں ایک خواب و سراپ ہیں بیداری آخرت میں ہے کامیاب وہ ہے جس کی آخرت کامیاب ہے بد بخت وہ ہے جو آخرت میں بد بخت ہوگا کیا میں تمہیں اپنے بارے سے پہلے فیصلہ سے آگاہ نہ کر دوں؟ اور تمہارے بارے میں جو فیصلہ ہے وہ بھی تمہیں بتا دوں اے ہمارے اولیاء اے ہمارے محبوب اے ہماری خاطر قہصبر رکھنے والو یہ سب کچھ اس لیے بتا دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ پر مصائب برداشت کرنا آسان ہو جائے۔

سب نے عرض کیا جی ہاں یا بن رسول اللہ ضرور بیان کریں۔

آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو خلق فرمایا اور ان کو ہر چیز کے اسماء کی تعلیم دے دی اور پھر ان اسماء کو فرشتوں پر پیش کیا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ان پانچ کے انوار کو آدمؑ کی پشت میں رکھ دیا ان کے انوار تمام آسمانوں، تمام حجابات، جنتوں، کرسی، اور عرش پر اور ان کے تمام آفاق میں روشنی دے رہے تھے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا ان کی تعظیم کرنے کے لیے کہا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فضیلت دی کہ انہیں ان انوار و اشباح کا ظرف قرار دیا جن کے انوار کو پوری کائنات پر پھیلا دیا تھا۔ پس سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے سامنے نہ جھکا۔ اور وہ انکار ہی ہو گیا کہ ہم اہل

اہلیت کے انوار کے سامنے تواضع و انکساری کرے جبکہ سب فرشتوں نے تواضع بجالائی اور جھک گئے اس نے غرور کیا وہ بڑا بین بیٹھا انکار کرنا اور تکبر کرنا اور بڑائی کا اظہار ہی تھا جس نے انہیں کافروں سے قرار دے دیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ آج جو لوگ ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہیں یہ سب شیطان کے پیرو ہیں اور کافروں سے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری۔ بحار الانوار ج ۱ ص ۱۳۹)

﴿امام حسین علیہ السلام کا شب عاشورا اپنے قتل کی خبر دینا﴾

جب آپ کے تمام اصحاب اور اہل اہلیت کے جوانوں نے مکمل حمایت کا اعلان کر دیا اور آپ کو تنہا چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا تو اس وقت امام حسین نے ارشاد فرمایا۔
اے میری جماعت اگل میں قتل کر دیا جاؤں گا اور تم سب میرے ہمراہ قتل کر دیے جاؤ گے اور آپ میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔

پس تمام جانثاروں نے ملکر یہ جملے دہرائے۔

”الحمد لله الذي اكرمنا بنصره وشرفنا باعتل معك اولنا نرحس ان نكون معك في درجتك يا ابن رسول الله“

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں آپ کی مدد کرنے کی کرامت عطا کی ہے اور ہمیں اس راستہ میں آپ کے ہمراہ قتل ہو جانے کا شرف عطا فرمایا ہے اے فرزند رسول ہم بھلا کس طرح اس بات پر خوش نہ ہوں؟ کہ ہم آپ کے ہمراہ آپ ہی کے مرتبہ و درجہ میں ہوں گے۔



﴿حضرت شہزادہ امیر قاسم کا شوق شہادت﴾

امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام جانثاروں کے لیے دعائے خیر دی اس اثناء میں حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام نے اس چھوٹے سے اجتماع میں اٹھ کر یہ سوال کیا۔

چچا جان! کیا میں بھی ان افراد سے ہوں جو قتل کر دیے جائیں گے؟

امام حسین علیہ السلام نے اپنے کمن بچنے کا یہ سوال سنا کر ان سے پوچھ لیا۔

”یا نبی کیف تری الموت او کیف عندک الموت“

اے پیارے بیٹے موت کی آپ کے ہاں کیا حیثیت ہے؟ اور موت کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟

جناب قاسم فوراً باطل جواب دیتے ہیں۔

یا عماہ احلی من العسل

اے چچا! شہد سے بھی زیادہ لذت دہیزا۔

تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

جی ہاں بیٹا حیرا چچا آپ پر قربان جائے! جن مردوں نے قتل ہو جانا ہے ان میں تم بھی شامل ہو۔ لیکن

بعد ان تیلو ابلاء عظیم و ابنی عبداللہ الرضیع

بڑی آزمائش اور امتحان سے گزرنے کے بعد تم قتل کر دیے جاؤ گے اور میرا بیٹا عبداللہ شیر خوار بھی مارا جائے گا یہ سنا کر جناب قاسم چونکے اور ایک سوال کیا۔

یا عمہ اہم یصلون الی النساء حتی یقتل عبداللہ و هو الرضیع

چچا جان! کیا وہ لوگ خواتین تک پہنچ جائیں گے عبداللہ تو شیر خوار ہے وہ اسے بھی قتل کر دیں گے؟

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں نہیں بیٹا وہ میری زندگی میں ہمارے خیام تک نہیں آسکیں گے اور نہ

اقی وہ خیام کے اندر گھس کر عبداللہ کو قتل کریں گے بلکہ جب روز عاشور ہوگا سب مارے جائیں گے

پراس کی شدت ہوگی میں اپنے شیرخوار بچے کو لے کر اس سے وداع کر رہا ہوں گا اور اس وقت تیر کے ذریعہ میرے ہاتھوں پر ان کا قتل ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے علی اصغر کی شہادت کی خبر دی اور بتایا کہ میں اپنے شیرخوار کے لیے ان لوگوں سے پانی طلب کروں گا وہ پانی کے بدلے تیر کا پانی پلائیں گے اور اس طرح میرے ہاتھوں پر میرا علی اصغر شہید ہوگا۔

﴿اہم نکات﴾

شب عاشورا کے اقدامات سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ شب عاشورا آپ کے ہمراہ جتنے افراد موجود تھے ان میں سے کوئی ایک بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں گیا اس پر اس خطاب کے الفاظ گواہ ہیں جن میں آپ نے فرمایا ہے کہ جیسے میرے اصحاب اور میرے اہل البیت ہیں اس طرح کے وفادار، فداکار اور خیر خواہ اصحاب و اہل البیت کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئے۔

۲۔ آپ کو اپنے پردہ داروں کی حفاظت کی کافی فکر تھی۔

۳۔ حضرت قاسم سے جو مکالمہ ہوا اس سے یہ بات واضح ہے کہ جو حسینی فوج کا سپاہی بننا چاہتے ہیں اسے موت سے اسی طرح عشق و محبت ہو جس طرح حضرت قاسم کو تھی۔

۴۔ حضرت قاسم کو بھی اپنے پردہ داروں کی فکر تھی۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

❁ اے اہل عراق عنقریب اللہ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا

❁ بے شک عہد توڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے

❁ جس کا بچھونا تقویٰ ہے اس کو کوئی پرواہ نہیں

﴿زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر کا سوال﴾

ان دونوں اصحاب نے روتے ہوئے شب عاشور یہ سوال کیا مولانا کیا علی زین العابدین علیہ السلام بھی قتل ہو جائیں؟ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ میری نسل کو ختم نہیں کرے گا وہ تو میرے بعد اس دُنیا کے لیے امان ہیں اور آٹھ آئمہ کے باپ ہیں۔

(بحوالہ مدینۃ المعارج ج ۴ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۵ نفس المصنوعہ ص ۲۲ تاریخ طبری ص ۲۲۰)

﴿محمد بن بشیر کو جانے کی اجازت دینا﴾

محمد بن بشیر حضری کو کربلاء میں یہ اطلاع دی گئی کہ اسی کی سرحد پر اس کے بیٹے کو اسیر بنا لیا گیا ہے تو یہ سکر بشیر حضری نے کہا میں اس کی اسیری کو خدا کی راہ میں حساب کے لیے پیش کرتا ہوں مجھے قسم ہے کہ میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کروں کہ وہ میرے زندگی میں اسیر ہو جائے۔

امام حسین علیہ السلام نے بشیر سے فرمایا ”خدا آپ پر رحم کرے آپ میری بیعت سے آزاد ہیں پس اپنے بیٹے کی آزادی کے لیے جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کر گزرو“۔

بشیر نے جواب دیا مجھے درندہ زندہ چیر پھاڑ کھائیں کہ میں آپ کو چھوڑ کر جاؤں۔

پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو یہ قیمتی لباس اور چادریں دیں تاکہ یہ جا کر اپنے بھائی کی رہائی کا انتظام کرے آپ نے جو پانچ عدد کپڑے دیئے جن کی قیمت ایک ہزار دینار بنتی تھی۔ (بحوالہ تاریخ ابن عساکر (ترجمہ الامام حسین)

(ص ۱۱۵۳ عیان الشیعہ ج ۱ ص ۶۰۱ العوالم ج ۷ ص ۲۴۴)



شب عاشورہ کے واقعات

﴿امام حسین علیہ السلام کا خطبہ اور اصحاب کو جانے کی اجازت﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مریض تھا اور میں اپنے باپ کے قریب ہوا اور میں نے باپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ۔

السی علی اللہ احسن الشاء و احمدہ علی السراء والضراء اللہم الی
احمدک علی ان اکرمنا بالنبوة و علمتنا القرآن و فقهتنا فی الدین و جعلت لنا
اسماء و ابصاراً و افئدة و لم تجعلنا من المشرکین اما بعد فانی لا اعلم
اصحاباً اولی و لا خیرامن اصحابی و لا اهل بیت ابی و لا اوصل من اهل بیتی
فجزاکم عنی جمیعاً خیراً و قد اخبرنی جدی رسول اللہ بانی ساساق الی
العراق فانزل اوعناً یقال لها عمورا و کربلا و فیہا استشهد و قد قرب الموعد
ترجمہ میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی بہترین تعریف کے ساتھ اللہ کی حمد بجالاتا ہوں خوشحالی پر اور
تکالیف پر اے اللہ میں تیری حمد بجالاتا ہوں اس بات پر کہ تو نے ہمیں نبوت کیساتھ کرامت
عطا کی اور میں حمد بجالاتا ہوں تیری اے اللہ اس بات پر کہ تو نے قرآن کا علم ہمیں عطا کیا اور ہمیں
دین کی سمجھ عطا کی اور ہمارے لئے سننے والے کانوں کو، آنکھوں کو اور سمجھنے والے دلوں کو قرار دیا اور
تیری حمد بجالاتا ہوں کہ تو نے ہمیں مشرکین سے قرار نہیں دیا۔

لما بعد۔ بالتحقیق میں نہیں جانتا کہ میرے اصحاب سے زیادہ کسی اور کے اصحاب زیادہ اچھے اور
زیادہ وفادار ہوں گے اور میں نہیں جانتا کہ میرے اہل بیت سے زیادہ نیکی کرنے والے اور صلہ رحمی
کرنے والے کسی اور کے اہل بیت ہوں۔ پس خدا تمہیں میری جانب سے اچھا بدلہ عطا کرے۔
آگاہ ہو جاؤ۔ کہ میں نے اپنے نانا سے یہ سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے حسینؑ ایک دن
تمہیں عراق کی طرف بھیج کر لے جایا جائے گا اور ایک زمین پر اتارا جائے گا جسے عمورا اور کربلاء
کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں وہی وعدہ پورا ہونے والا ہے اور یہ اشتیاق چاہتے ہیں جب میں ان کو مل

جاؤں گا تو یہ باقی سب سے غافل ہو جائیں گے اور ان کو کچھ نہ کہیں گے اور مجھے یقین ہے کہ ایک دن ہمارا سامنا ان لوگوں سے ہونا ہے اور وہ وصیت بس قریب ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم سب آزاد ہو۔ تمہارے اوپر میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں اور نہ ہی بیعت اور کوئی پابندی ہے۔

اس رات نے تمہیں گھیرے میں لے لیا ہے اس رات کو اپنے لئے سواری قرار دو اور چلے جاؤ اور ضروری ہے کہ تمہارا ہر مرد اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جائے اور میرے بھائیوں کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ اور میرے اہل بیت کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اس رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں اگر میں انہیں مل گیا تو یہ باقی سب سے غافل ہو جائیں گے تمہیں میں نے آزاد کیا ہے اور تمہاری گردنوں سے بیعت کو اٹھالیا ہے۔

بعض روایات میں ہے آپ نے اپنے اصحاب و اہل بیت کی تعریف میں یہ جملے کہے۔
 ”میرے اہل بیت سے زیادہ ظاہر و پائیدار و پاکیزہ و نیک کسی اور کے اہل بیت نہیں ہیں اور میرے اصحاب سے زیادہ صحیح راستے پر چلنے والے اور عدل قائم کرنے والے کوئی اور نہیں ہیں۔
 امام حسین کے اس خطاب کے بعد سب سے پہلے حضرت عباسؓ بولے ہم ایسا کیوں کریں؟ کیا اس لئے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں خدا کبھی ایسا وقت بھی نہ لائے ہم آپ کو چھوڑ کر ہرگز نہ جائیں گے۔

اس کے بعد باری باری آپ کے بھائی، بیٹوں، بھتیجیوں اور بھانجیوں نے اس قسم کے جملے کہے۔
 امام حسینؓ اولادِ عقیل کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ
 اے فرزندِ ان عقیل!

تمہارے لئے مسلم کا قتل ہی کافی ہے میں نے تمہیں اجازت دی ہے تم سب اس جگہ سے چلے جاؤ۔ ان سب نے ملکر جواب میں کہا۔

(18) بنی ہاشم میں 2 ہجرت کے 9 عقیل کے اور 7 حضرت علیؓ کے فرزند تھے) ہمیں لوگ

کیا کہیں گے؟ لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ و سردار اور چچا کے بیٹوں کو تنہا چھوڑ دیا ایسے بچا جو کائنات میں سب سے بہترین ہیں اور ہم ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے ہمارا مرنا جینا آپ کے ساتھ ہے۔ اہل العیث میں سے سب کی گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ

نہیں خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے ہم اپنے خاندان اور اپنی جان کو آپ پر قربان کریں گے۔ اور ہم آپ کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں گے۔ یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچیں۔ جہاں پر آپ نے پہنچنا ہے خدا برا کرے اس زندگی کا جو آپ کے بعد ہو۔

اہل بیت کی گفتگو کے بعد اصحاب کی طرف سے گفتگو شروع ہوئی



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

ہمارا قائم (عج) انبیاء کا ذخیرہ لے کر ظہور کرے گا

ہمارے نقش قدم پر چل کر اللہ سے ملاقات کے لیے تیار ہو جاؤ

اہل کوفہ خود فریبی نے تمہیں حد سے تجاوز کرنے کا عادی بنا دیا ہے

میری شہادت کے بعد تم امت میں ذلیل ترین ہو جاؤ گے

غیرت مند آدمی ہمیں اپنی جان پر ترجیح دیتا ہے

جس کسی نے ہماری نصرت صرف زبان سے بھی کی ہوگی قیامت

کے دن وہ ہمارے گردہ سے ہوگا

شب عاشورا اصحاب کی گفتگو:

﴿مسلم بن عوجہ کی شب عاشورا گفتگو﴾

مسلم ابن عوجہ اسدی سب سے بوڑھے صحابی جو کربلا میں شہید ہوئے کھڑے ہوئے کہا ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں ہم خدا کے سامنے آپ کا حق ادا کرنے کے حوالے سے کیا معذرت پیش کریں گے؟ نہیں ہرگز نہیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور اپنے نیزوں کو ان کے سینے میں توڑ دیں گے اور جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں ان سے جنگ کروں گا اور آپ سے جدا نہ رہوں گا اور اگر میرے پاس اسلحہ باقی نہ رہا تو میں پھر بھی ان سب کے ساتھ جنگ لڑوں گا اور پتھروں سے آپ کے دشمن کو ماروں گا اور آپ کا اس وقت تک دفاع کروں گا یہاں تک کہ میں آپ کے ہمارا مارا جاؤں۔

﴿سعید بن عید اللہ کی گفتگو﴾

سعید بن عبد اللہ خفی خدا کی قسم ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ یہ تو ایک موت ہے اگر مجھے ایک ہزار مرتبہ مارا جائے پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر مارا جائے تب بھی میں آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔

﴿زہیر بن قین کی گفتگو﴾

اسی طرح جناب زہیر بن قین نے فرمایا اگر مجھے ستر مرتبہ مارا جائے ہر بار مارنے کے بعد جلایا جائے میری راکھ کو اڑا دیا جائے تب بھی میں آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا یہ تو ایک موت ہے اور پھر حیثیت ہے سکون ہے۔

شب عاشورا کی کیفیت ﴿﴾

امام حسین علیہ السلام آپ کے اصحاب اور اہل بیت نے پوری رات نمازیں پڑھنے، تلاوت کلام پاک کرنے، دعا و مناجات و استغفار کرنے میں گزار دی اور اسی رات سب نے اپنے اپنے اسلحہ کو بھی درست کیا۔ گواروں کو ٹھیک کیا دوسرے دن جنگ کے لیے منصوبہ بندی کی۔ امام حسین علیہ السلام نے رات کا کچھ حصہ خیام میں گزارا اور جناب سیدہ زینب (صلوات اللہ علیہا) کو عاشورا کے بعد کے حالات سے آگاہ فرمایا نیز سفر کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ وصیتیں فرمائیں جو کہ عام مقاتل کی کتابوں میں درج ہے۔

اختصار کے پیش نظر باقی واقعات کو چھوڑ رہے ہیں اور روز عاشورا کے واقعات کو شروع کرتے ہیں۔



امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

﴿اس قوم کو کبھی بھی فلاح نہیں مل سکتی جس نے خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی خرید لی﴾

﴿قیامت کے دن اسی کو امن و امان حاصل ہوگا جو خدا سے ڈرتا ہو﴾

﴿میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو اذیت سمجھتا ہوں﴾

﴿اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میرا (جہاد) نہ سلطنت اور نہ حصول دولت کے لیے ہے﴾

﴿میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے دین کے معاملہ کو پیش کرنا چاہتا ہوں﴾

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام..... اور اصحاب کی آگاہی﴾

جب امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کی صداقت، خلوص اور وفاداری کو آزمائے تو آپ نے انہیں قضاء الہی کے مشکل ترین مرحلہ سے آگاہ فرمایا اور یہ کہ امام حسین علیہ السلام کے اپنے بارے آپ کی اہل بیٹ کے بارے اور آپ کے اصحاب کے بارے جو الہی حقی فیصلہ ہے وہ کیا ہے اس کی تفصیل بیان کی اگرچہ اس بات کا تذکرہ پہلے بھی اجمالی طور پر ہوتا آیا تھا فرق فقط اتنا تھا کہ اس سے قبل شہادت کی خبر دی جاتی رہی لیکن شب عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو بعد کے حالات کے بارے بھی آگاہ کیا اور یہ بھی واضح طور پر بتایا کہ سلسلہ امامت نے کس طرح باقی رہتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا انی غدا القتل و کلکم تقتلون معی ولا یبقی منکم احد حتی انقاسم و عبد اللہ الرضیع الاول لدی علیا زین العابدین لأن اللہ لم یقطع تسلی منہ و هو ابو الائمة ثمانیہ

تحقیق میں کل قتل کر دیا جاوے گا اور تم بھی سارے میرے ہمارے قتل ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا یہاں تک قاسم اور شیر خوار عبد اللہ بھی قتل کر دیے جائیں گے مگر میرا بیٹا علی زین العابدین علیہ السلام بچ جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ میری نسل کو ان سے ختم نہیں کرے گا اور وہی آٹھ اماموں کے باپ ہیں۔

امام علیہ السلام کے یہ جملے سب سے تمام اصحاب نے یہ جملے جواباً عرض کئے۔

الحمد لله الذی اکرمننا بنصرک و شرفنا بالقتل معک اولانرضی ان نکون معک فی دوحک یا بن رسول اللہ.

اللہ کے لیے تمام حمد ہے جس نے ہمیں آپ کی نصرت کرنے کے وسیلہ سے کرامت اور بزرگی عطا کی ہے اور ہمیں آپ کے ہمراہ قتل ہونے کے ذریعہ شرافت عطا کی ہے بھلا ہم اس بات کو کیوں پسند نہ کریں اے فرزند رسول اللہ کہ ہم آپ کے ہمراہ آپ کے درجہ میں ہوں۔ یہ

بات ہمارے لیے شرف و کرامت ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے سب کے لیے دعائے خیر دی اور ان کی آنکھوں سے دنیاوی پردے ہٹا دیے تو سب نے جنت کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عطا کرنی ہیں اور ان کے واسطے آمادہ ہیں ان سب کو انہوں نے دیکھا اور جنت الفردوس میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ جو مقامات اور مراتب ان کے لیے قرار دیے تھے انہیں ان سب کی پہچان کر دائی یہ سب کچھ قدرت الہی سے ہرگز دور نہیں ہے اور نہ ہی امام علیہ السلام کے تصرفات کے حوالے سے یہ کوئی حیرانگی کی بات ہے کیونکہ جس وقت فرعون کے درباری جادوگر اللہ پر ایمان لے آئے اور فرعون کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور فرعون نے ان کے قتل کا حکم جاری کر دیا تو اس وقت حضرت موسیٰ نے ان تازہ ایمان لانے والوں کو جنت میں ان کے مقامات اور مراتب کا انہیں دیدار کروایا تھا (نفس المحسوم، الخوانجیر للراوندی)



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

ہم مصائب و آزمائش پر صبر کرنے والے ہیں اور اس کا اجر یقیناً اللہ کے پاس ہے۔

معاملہ تو اللہ کے اختیار میں ہے، جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

اہل کوفہ! خود فریبی نے تمہیں حد سے تجاوز کرنے کا عادی بنا دیا ہے

دنیا بدل چکی ہے اور منہ موڑ چکی ہے اس کی نیکیوں نے پیٹھ پھیر لی ہے

اے اہل عراق! اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا

﴿شب عاشورا غم واندوہ کی رات﴾

شب عاشورا سخت ترین رات تھی جو اہل بیتؑ پر گذری مصائب اور تکالیف سے گھری ہوئی رات تھی، خطرات سامنے تھے، مصیبت سامنے تھی، بنی امیہ کی سنگدلی اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل قلم و جور آل محمدؑ پر ڈھانے کے لیے موجود تھے، خواتین کی پریشانی، بچوں کی اعطش، اعطش کی صدائیں ایسی غم ناک رات جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا کیا خیال ہے کہ ایسے حالات میں مردوں کا کیا حال ہوگا! جی ہاں! تمام مادی معیاروں کے برعکس تمام جائیدادیں امام حسین علیہ السلام پر سکون اور اطمینان کی کیفیت طاری ہے۔ سب خوش نظر آتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے جس طرح برات میں شرکت کے لیے جانے والے افراد مکمل تیاری میں ہوتے ہیں کسی خیمہ سے قرآن کی تلاوت کی آوازیں اڑتی ہیں تو کسی خیمہ سے مناجات اور ذکر الہی کے دل فریب نغمے سنائی دے رہے ہیں کہیں اصحاب آئیں میں مزاح کر رہے ہیں تو کہیں ہنسنے کی آوازیں اڑتی ہیں کہیں مبارک ہو مبارک ہو کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں اسی حوالے سے جب بریر نے جناب عبدالرحمن کے ساتھ مذاق کیا تو عبدالرحمن ایک دفعہ چونکا اور کہا وہ یہ کوئی مذاق کرنے کی رات ہے تو بریر نے جواب میں کہا بڑھاپے میں بھلا کیونکر مذاق کروں گا میں نے تو جوانی میں بھی بے مقصد مذاق نہیں کیا لیکن میں تو اس وقت اس بات پر خوش ہوں جو کچھ ہمیں ملنے والا ہے اور جن سے ہم نے ملاقات کرتا ہے خدا کی قسم ہمارے درمیان اور حورالعین کے درمیان کوئی قاصد باقی نہیں رہا اور وہ لوگ ہماری گردنوں پر تلواریں رکھیں گے اور دوسری طرف حورالعین ہمارے ساتھ معافیت کرنے کے لیے موجود ہوں گی۔ میری تو دلی خواہش یہ ہے کہ ہمارے دشمن دیر نہ کریں اور ابھی ابھی ہمارے اوپر حملہ کر دیں (حوالہ الطبری)

حبیب بن مظاہر مسخ دکھائی رہے تھے اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے یزید بن الحسین احمد انی نے حبیب سے کہا بھئی یہ کوئی ہنسنے کا مقام ہے تو حبیب نے جواب میں فرمایا بھئی آج رات کے علاوہ اور کوئی رات خوشی کے لیے ہوگی ہمارے لیے اس سے بڑھ کر مسرت اور خوشی کا اور

کونسا موقع آئے گا کہ ہم فرزند رسولؐ کے ہمراہ شہادت پر فائز ہونے والے ہیں تھوڑی ہی دیر باقی ہے دشمن ہمارے اوپر اپنی ٹکواروں سے حملہ آور ہوں گے اور ہماری دوسری طرف حورالعین معانقہ کے لیے تیار اور آمادہ کھڑی ہوگی۔ (رجال الکشی ص ۵۳)

عبادت کا لطف بھی اٹھار ہے ہیں جنگ کی آمادگی بھی ہے۔ کوئی حالت قیام میں تو کوئی حالت رکوع میں ہے تو کوئی حالت سجدہ میں۔

ضحاک بن عبداللہ مشرقی کہتا ہے ہمارے قریب سے ابن سعد کے گھوڑے سوار گذرے ان میں سے ایک نے سنا کہ مولا امام حسین علیہ السلام یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں

”اَوَلَا تَحْسِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّمَا نَمْلِي لَهُمْ خِيَرَةَ اَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نَمْلِي لَهُمْ لِيَزِدُوا
اَلْمَاوِلَهُمْ عَذَابَ مَهِينَ مَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُزِلَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ
الْجَيْثَ مِنَ الطَّيْبِ“

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دی ہے یہ ان کے فائدہ میں ہے بلکہ ہم نے تو یہ مہلت اس لیے دی ہے کہ ان کے گناہ اور بڑبھج جائیں اور زیادہ گناہ کر لیں۔ ان کے لے تو ذلت بار عذاب تیار ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس حالت میں تم مومنین اس وقت ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طیب کو خبیث سے جدا کر دے گا۔

عمر بن سعد کے لشکر کے ایک سپاہی نے یہ سن کر کہا۔
رب کعبہ کی قسم ہم ہی طیب ہیں اور ہم تم سے جدا ہو گئے ہیں۔

بریر نے اس کے جواب میں کہا اے فاسق اللہ تعالیٰ تجھے طہین سے قرار دے گا؟ ہماری طرف آ جا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں کی توبہ کر لے خدا کی قسم ہم ہی طیب ہیں اور تم سب خبیث ہو۔

اس شخص نے مذاق کرتے ہوئے کہا جی ہاں ایسے ہی ہے اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں سے ہوں (تاریخ الطبری ج ۱ ص ۲۳۰)

﴿حضرت امام حسینؑ کی طرف دشمن کی افواج سے افراد کا آنا﴾

بیان کیا جاتا ہے کہ شب عاشورا ابن سعد کے لشکر سے ۳۲ آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی عبادت اور گریہ و زاری آہ و بکا، اور مٹا جاتوں کو سن کر جنت کے راستہ کی طرف آگئے اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ یہ امر اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ شب عاشورا کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر نہیں گیا بلکہ دشمن کے افراد باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آئے ہیں۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

﴿لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازمی قرار دے کر رحمان سے

روگردانی کی

﴿جو کوئی تلواروں کی ضرب اور نیزوں کی اذیت پر صبر کر سکتا ہے، وہ

میرے ساتھ چلے

﴿خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی حاصل کرنے والی قوم کبھی بھی

فلاح نہیں پاسکتی

﴿بے شک میرا اللہ ولی ہے جس نے کتاب (قرآن) نازل کی

﴿خدا کی قسم! مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا

﴿حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام اور شب عاشورا﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں جس رات کی صبح کو میرے بابا شہید ہوئے اس رات میں نے اپنے بابا کو دیکھا کہ آپ اپنی تلوار کو صاف کر رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

"ہاد ہراف لک من خلیل
کم لک ہالا شراق والا صیل
من صاحب و طالب قتیل
والذہر لا یقنع بالدلیل
انما الاموالی الجلیل
وکل حی سالك سبیل

اے زمانے تیرے اوپر افسوس ہے تو ایک ایسا دوست ہے کہ جس کی ایک حالت نہیں ہے شام کچھ اور صبح کچھ کبھی ساتھی ہے تو کبھی مقتول کے خون کا طالب ہے اور زمانہ تو بدلے اور مقابل کو قبول ہی نہیں کرنا امر اور معاملہ جو ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سب نے اسی کی طرف جانا ہے اور ہر زندہ اسی راستہ پر چل رہا ہے۔

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں میرے بابا نے ان اشعار کو چند مرتبہ دھرایا میں ان کا مطلب سمجھ گیا اور میں نے اپنا گریہ روک لیا اور میں سمجھ گیا کہ مصیبت کا وقت آن پہنچا ہے۔

لیکن میری پچو بھی سیدہ نضب (صلوات اللہ علیہا) نے جب ان اشعار کو سنا تو اپنی چادر سر پر لیے اس حالت میں تیزی کے ساتھ میرے بابا کے پاس آئیں کہ آپ کی چادر آپ کے پاؤں میں الجھ رہی تھی آپ نے آتے ہی فرمایا۔

ہائے افسوس! ہائے برباد ہو گئی میں! آج کے دن سے پہلے مجھے موت آگئی ہوئی، آج

ہی میری اماں حضرت سیدہ زہراء (سلوٰۃ اللہ علیہا) اور میرے بابا علی علیہ السلام اور میرے بھائی امام حسن علیہ السلام کو یا مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔ اے گڈ شیڈگان کی یاو۔ اور باقی بچ جانے والوں کے سہارا آپ موت کے لیے تیار ہو گئے ہیں، آپ جا رہے ہیں امام حسین علیہ السلام نے آپ کو تسلی دی اور صبر کی تلقین فرمائی اور یہ جملے آپ نے فرمائے۔

یا اختہ تعزى بتداء الله واعلمى ان اهل الارض يموتون واهل السماء لا
 یبقون وکل شئى هالک الا وجهہ ولی ولکل مسلم برسول الله اسوة حسنة
 اے بہن! اللہ کی خاطر صبر کو اختیار کرو۔ اور یہ بات جان لو کہ زمین والے سارے مرجائیں
 گے اور آسمان والے باقی نہیں رہیں گے اور ہر شئی نے حلاک ہونا ہے فقط اللہ کا وجہ اور ذات خدا
 ہی نے باقی رہنا ہے۔ اور میرے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ ہی بہترین نمونہ اور ماڈل
 ہیں۔ اور جب احمد مرسلؑ نہ رہے تو کون رہے گا۔

جناب حضرت سیدہ زینب (سلوٰۃ اللہ علیہا) نے عرض کیا آپ اپنی جان کو دینے کے لیے تیار
 ہو گئے ہیں اس بات نے تو میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور یہ بات میرے اوپر گراں گذری ہے۔
 سب خواتین نے لبائی کے صراہ رونا شروع کر دیا خواتین نے اپنے منہ پر بیٹنا شروع کیا۔
 جناب سیدہ ام کلثوم (سلوٰۃ اللہ علیہا) نے بین کئے واحمداء، واه علیاہ، واماہ، واحسانہ، واحسیناہ،
 اور آپ کے بعد جو ہمارا نقصان ہو رہا ہے اس پر ہمیں بڑا افسوس ہے، اور اسی طرح ہائے ہائے
 کر کے بین کر رہی تھیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے سب کو خطاب کر کے فرمایا:

یا اختہ، یا ام کلثوم (سلوٰۃ اللہ علیہا) یا فاطمہ، یا رباب (سلوٰۃ اللہ علیہا)

یاد رکھنا جب میں قتل کر دیا جاؤں تو میرے اوپر اپنا گریبان چاک مت کرنا اور نہ ہی اپنے
 چہرہ کو زخمی کرنا اور نہ ہی کسی قسم کی لالچنی گفتگو کرنا۔ گو یا امام حسین علیہ السلام اپنے پردہ داریوں کو
 صبر کی تلقین کی کیونکہ ان بیبیوں نے باقی سب کو تسلی دینی تھی اور اگر یہ بیہیمان اس طرح گریہ و زاری
 کرتیں تو ایسا عمل دشمنوں کے لیے خوشی کا سبب بنتا۔ یہ صبر کی تلقین شب عاشورا کی گئی اور سب

بیہوشی نے اس پر بعد میں عمل کیا۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی اپنی بہن کے نام وصیت﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی بہن حضرت سیدہ زینب (سلوۃ اللہ علیہا) کو وصیت فرمائی کہ وہ علی بن الحسین علیہ السلام سے احکام وصول کریں اور اوران سے احکام لے کر شیعوں تک پہنچائیں اور یہ امام کی حفاظت کے لیے کیا گیا۔ یعنی امام کی قائم مقام کچھ عرصہ کے لیے حالات کے پیش نظر جناب حضرت سیدہ زینب (سلوۃ اللہ علیہا) کو مقرر کیا گیا۔ اور امامت کے تمام فرائض نبیؐ اپنی انجام دیتی تھیں۔

مشہور محدث ابراہیم حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں جناب سیدہ حکیمہ (سلوۃ اللہ علیہا) بنت محمد بن علی الرضا علیہ السلام جو کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی چھوٹی بھی تھیں ان کے پاس ۲۸۲ ہجری مدینہ میں حاضر ہوا اور میں نے پردہ کے پیچھے سے ان سے بات کی میں نے ان سے ان کے دین کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ان آئمہ علیہم السلام کا نام لیا جن کی وہ پیروی کرتی تھیں۔ اور فرمایا کہ میرے امام فلاں ہیں جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ آپ نے اس بات کو دیکھ کر قبول کیا یا کسی سے خبر کے ذریعہ قبول کیا۔ راوی کی مراد اس سوال سے یہ تھی کہ آپ نے بارہویں کا اقرار کس طرح کر لیا ہے اور آپ کے پاس اس کا ثبوت کیا ہے۔

تو جناب سیدہ علیہا السلام نے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اس بات کی خبر دی ہے اور انہوں نے اس بات کو اپنی والدہ کے لیے تحریر بھی فرمایا۔ اور انہیں اپنی وصیہ بنایا۔

راوی یہ سن کر کہتا ہے کہ میں اُس شخصیت کی بات مان لوں اور ان کی پیروی کروں جنہوں نے اپنے بعد کے لیے امامت کی وصیت ایک خاتون کے نام کی ہے؟

تو جناب سیدہ حکیمہ (سلوۃ اللہ علیہا) نے جواب میں فرمایا۔

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے اس عمل میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی اقتداء کی

ہے کہ انہوں نے اپنی بہن حضرت سیدہ زینب (علیہا السلام) کو اپنے بعد امامت کے حلقہ ظاہری وصیت فرمائی تھی اور انہیں اپنا قائم مقام بنایا تھا لہذا جو علم بھی جناب سیدہ زینب (علیہا السلام) سے ظاہر ہوتا تھا اور جو کچھ بی بی احکام بیان کرتی تھیں وہ درحقیقت حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے ہوتے تھے اور آپ ان کی نیابت میں تمام امور کو انجام دیتی تھیں۔

پھر جناب سیدہ حمیمہ السلام نے فرمایا تم لوگ تو خبر پر اعتبار کرنے والے ہو؟ کیا تم لوگ اس بات کی روایت خود نہیں کرتے ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نوں فرزند کی وراثت ان کی زندگی میں تقسیم کر دی جائے گی پھر تم کس طرح بارہویں کا انکار کر سکتے ہو۔
(تفصیل کے لیے دیکھیں اکمال الذین المصدوق ص ۲۷۸ باب نمبر ۳۹)



حضرت امام زمانہ (عج) کے حالات میں بیان ہوا ہے کہ آپ کی غیبت صغریٰ کے بیس سال تک آپ کے شیعہ دینی احکام آپ کی دادی پاکت کے ذریعہ وصول کرتے تھے اور آپ کی دادی پاکت ہی امامت کے امور اپنے پوتے کی نیابت میں انجام دیتی تھیں اور آپ کے نائب اول ظاہری طور پر آپ سے جا کر احکام وصول کرتے تھے۔ (مقتل الحسین للمقرم)



خواجہ اجمیریؒ نے کیا خوب کہا ہے

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سردادنداد دست در دست یزید تھا کہ بنائے لالہ است حسینؑ

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام اور حقوق العباد﴾

جناب غیر انصاری بیان کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں تمام اصحاب میں آپ کی جانب سے یہ اعلان کروں کہ (لا یقتل معی رجل علیہ دین أخذ من حسناتہ یوم القیمة)

میرے ہمراہ کوئی ایسا شخص قتل نہ ہو کہ اس پر کسی شخص کا قرضہ ہو کیونکہ میں نے (حسین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بھی مرے اور اس پر کسی کا قرضہ ہو اور وہ اسے ادا کر کے نہ مرے تو اس شخص کا قرض اس کی نیکیوں سے وصول کیا جائے گا۔ (بحوالہ احتقاق الجہنم ج ۱ ص ۳۲۹)

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ کا فرمان ہے کہ کوئی شخص جب مر جائے اور اس پر کسی کا قرضہ باقی ہو اور وہ اسے پورا نہ کر سکے تو یہ شخص جہنم میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی نے ذمہ داری لی ہے کہ میرے معاملات کو پورا کر دے گی۔

اہم نے فرمایا عورت کی ضمانت کیسی؟ کیا ایک عورت تمہارے قرض کو ادا کرے گی؟ یعنی عورت تو خود محتاج ہوتی ہے کہ اس کی کفالت کی جائے اور اس کے اخراجات ادا کئے جائیں وہ بھلا کس طرح کسی دوسرے کی کفالت اور ذمہ داری لے سکتی ہے؟



﴿صبح عاشورا..... حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اللهم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امر
لنزل به ثقة وعدة کم من هم بضعف فیہ الفؤاد وتقل فیہ الحيلة ویخذل فیہ
الصدیق ویبسمت فیہ العدو انزلته بک وشکوته الیک وغبة منی الیک عن
سواک فکشفته وفرجته فانت ولی کل نعمة ومنتهی کل رغبة

ترجمہ: اے خدا تو ہر غم و اندوہ کی پناہ گاہ ہے۔ ہر ناگوار حادثہ میں تو میری امید ہے اور ہر سانحہ
کے لئے تو میرا لطف ہے اور تو ہی میری ڈھارس ہے، کتنے کرشمہ غم ہیں کہ جن کی سانسے دل پانی پانی
ہو جائے اور ان کے مد مقابل ہونے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے اور کتنے جان لیوا مصائب ہیں
کہ ان کو دیکھنے سے دوست دور بھاگ جائیں اور دشمن طعن و تشنیع کی زبان کھول دیں ایسے حالات
میں اور ایسے موقعوں پر میں نے تجھ تیری جناب میں شکایت کی ہے اور تیرے علاوہ سب سے امید
توڑ دی ہے تو ہی ہے جو میری فریاد کو پہنچا ہے اور تو نے طوقانی لہروں سے شجرات عطا کی ہے اے خدا
تو ہی ہر نصیحت کا مالک ہے تو ہی میرا آخری مقصد ہے تو ہی میرا مطلوب ہے۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

اللہ تعالیٰ میرے قاتلوں پر ایسے حاکم مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل کرے گا

اہل عراق! میرا طرز عمل تمہارے لیے ایک نمونہ ہے

میرے قتل کے بعد تمہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملے گی

صرف دیندار، جواں مرد، اور وضع دار سے اپنی حاجت بیان کرو

﴿روز عاشورہ امام حسین علیہ السلام کا پہلا خطاب﴾

ایہا الناس اسمعوا قولی ولا تعجلوا حتی اعظکم بما هو حق لکم علی وحتی اعتذر الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری وصدقتم قولی واعطیتمو فی النصف من انفسکم کنتم بذلک اسعد ولم یکن لکم علی سبیل وان لم تقبلوا منی العذر ولم تعطوا النصف من انفسکم فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین۔

(امام حسین علیہ السلام اپنے لشکر کی صف بندی کرنے کے بعد اپنے خیم میں واپس تشریف لائے اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خیم سے کچھ فاصلے پر بلند آواز سے عرب بن سعد کے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا)

ترجمہ اے لوگو! میری بات سنو جنگ کرنے میں جلدی نہ کرو تاکہ میں تمہیں نصیحت و وعظ کرنے کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کو ادا کر لوں اور اپنے یہاں آنے کی وجہ کو بیان کروں۔ اگر آپ لوگوں نے میری بات کو قبول کر لیا اور میرے ساتھ انصاف کا راستہ اپنایا تو آپ سعادت اور خوش بختی کو پہنچیں گے اور میرے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ بھی باقی نہیں رہے گی اور اگر تم نے میرے بیان کو قبول نہ کیا اور میرے ساتھ نا انصافی کی تو پھر تم سارے اکٹھے ہو جاؤ اور میرے بارے میں جو تمہاری باطلانہ سوچ ہے اسے عملی جامہ پہناؤ۔ اور پھر مجھے تم لوگ مہلت نہ دو بہر حال تمہارے اوپر یہ بات مخفی نہ رہے اور میرا ورود دگا را اور پشت پناہ خدا ہے اور خداوند قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وہ نیکو کاروں کا مددگار ہے۔

﴿پہلے خطاب کے ابتدائی حصہ کے اہم نکات﴾

یہ ایک امام اور الٰہی رہبر کا اپنے خونخوار دشمن کے سامنے اظہار ہے اور یہ جناب سید عالمؑ کے فرزند کی روشن ضمیری ہے کہ انتہائی حساس حالات میں آپ چاہتے ہیں کہ اتمام حجت کریں تاکہ کل کوئی

یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں پتہ نہ تھا۔

امامؑ نے روز عاشورہ بہت سارے خطاب کئے اور سب سے تفصیلی اور پہلا خطبہ یہی ہے جیسے اوپر دیا گیا ہے۔ اور یہ بہت ساری جہات اور پہلو پر مشتمل ہے۔ اس خطبہ کو چار حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں پہلا حصہ اسی خطبے کا مقدمہ ہے جو بیان کیا جا چکا ہے۔

﴿خطبہ کے دوران خیام سے رونے کی آوازیں﴾

جب یہ بات اندر خیام تک پہنچی تو آپؑ کی بہنوں کے رونے کی آواز آپؑ کے کانوں تک پہنچی تو آپؑ نے گفتگو روک کر حضرت عہدؑ، حضرت علی اکبرؑ سے کہا اندر جاؤ انھیں خاموش کراؤ اور ساتھ یہ جملہ بھی فرمایا کہ ان کے گریہ کا وقت ابھی بہت بڑا ہے۔

خواتین اور بچے آپؑ کے حکم پر خاموش ہو گئے تو امامؑ نے دوبارہ گفتگو شروع کی اسی پہلے خطبے میں مقدمہ کے طور پر جو مولاناؒ نے فرمایا تھا اسے جاری رکھتے ہیں۔

مولاناؒ فرماتے ہیں:-

عباد اللہ اتقوا اللہ وكونوا من الدنيا على حذر فان الدنيا لو بقيت على احد او بقى عليها احد لكانت الانبياء احق بالبقاء و اولى بالرضاء وارضى بالقضاء غير ان الله خلق الدنيا للنفاء فجدها بال و نعيمها مضمحل و سرورها مكفهر و المنزل ثلعة و الدار قلعة فزودوا فان خير الزاد التقوى و اتقوا الله لعلكم تفلحون

ایہا الناس ان اللہ تعالیٰ خلق الدنيا فجعلها دار فناء و زوال متصرفہ باہلہا حالاً بعد حالٍ فالمرور من غرتہ و الشقی من فتنہ فلا تغرنکم هذه الدنيا فانها تقطع رجاء من ركن البها و تخيب طمع من طمع فيها و اریکم قد اجتمعتم على امرٍ قد اسخطتم الله فيه علیکم و اعرض بوجهه الکریم عنکم و احل بکم نعمته نعم الرب زینا و بنس العید انتم اقررتم بالطاعة و امنتم بالرسول محمدؐ ثم انکم زحفتن الى ذریعہ و عترتہ تریدون قتلہم لقد استحوذ علیکم الشیطان

فَأَنسَاكُمْ ذَكَرَ اللَّهُ الْعَظِيمُ فِتْنًا لَكُمْ وَلِمَا تَرِيدُونَ إِنَّا اللَّهُ وَآنَا إِلَهُ رَاجِعُونَ هَوَلَاءِ قَوْمٌ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ فَبَعْدًا لَلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.

ترجمہ: اے بندگانِ خدا! تقویٰ اختیار کرو دنیا سے چوکنے رہو اگر یہ طے ہوتا کہ ساری دنیا کسی ایک کو دے دی جائے یا کوئی فرد ہمیشہ اس دنیا میں رہے تو بغیر اس دنیا میں باقی رہنے کے لئے زیادہ لائق تھے اور انھیں خوش کرنا بہتر تھا اور ان کے حق میں ایسا فیصلہ زیادہ پسندیدہ تھا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ خداوند نے دنیا کو فنا ہونے کے لئے خلق فرمایا ہے۔ دنیا کی ہر نئی چیز نے پرانا ہونا ہے اور دنیا کی نعمتوں نے ختم ہونا ہے دنیا کی خوشی اور مسرت نے غم و اندوہ میں بدل جانا ہے دنیا ایک وقتی گھر ہے عارضی قرار گاہ ہے اپنی آخرت کے لئے سامان تیار کر لو اور آخرت کا بہترین سامان خدا کا خوف اور تقویٰ ہے۔

لوگو! خداوند نے دنیا کو فنا ہونے والا اور ختم ہونے والا مگر قرار دیا ہے دنیا اپنے اندر رہنے والوں کو بدلتی رہتی ہے اور ان کی حالت کو تبدیل کرتی رہتی ہے اصل دھوکے میں وہ ہے جو دنیا سے دھوکہ کھائے اور بد بخت وہ ہے جو دنیا کے جال میں پھنس جائے۔

لوگو! دنیا تم کو دھوکہ نہ دے کیونکہ جس کسی نے دنیا کا سہارا لیا دنیا نے اسے ناامید کیا اور جس کسی نے دنیا کا لالچ کیا دنیا نے اسے مایوس کیا۔

لوگو! اس وقت تم نے ایک ایسی بات پر آپس میں بیان باندھ لیا ہے جس سے تم نے خدا کے غضب کو لگا کر اسے اور اسی وجہ سے تم لوگ کتنے برے ہو تم لوگ خدا کے حکم کے سامنے سر جھکا چکے ہو۔ اس کے بغیر ایمان لا چکے ہو اس کے بعد پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بغیر مریکے اولاد اور ان کے اہل بیت کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہو تمہارے اوپر شیطان غالب آ گیا ہے اور اس نے تمہیں اللہ کی یاد بھلا دی ہے پھٹکار ہو تم پر۔ تنگ و عار ہو تم پر۔ اور تمہارے مقصد پر۔

إِنَّا اللَّهُ وَآنَا إِلَهُ رَاجِعُونَ.

اور پھر یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیا ہے ظالموں پر خدا کا غضب ہے اور ظالموں سے خدا کی رحمت دور ہے۔

﴿اہم نکات﴾

امامؑ نے اپنے پہلے خطبے کے اس بیان میں دُنیا کی سبے ثباتی، اس کی نیرنگی کو بیان کیا ہے جو کوفے والوں کی بدبختی کا سبب تھا دشمن کے سامنے آخرت کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ ایسے افراد جو اصلاح اور درست ہونے کے قابل ہیں ان کو موقع فراہم کیا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت کے راستہ پر آجائیں۔ اس خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ایہا الناس السبونی من انا ثم ارجعوا الی انفسکم وعاتبوها وانظروا هل تحل لکم قتلی وانتہاک حرمتی؟ الست ابن بنت نبیکم وابن وصیہ وابن عمہ واول المومنین باللہ والمصدق لرسولہ بما جاء من عند ربہ؟ اولیس حمزہ سید الشہداء عم ابی؟ اولیس جعفر الطیار عمی؟ اولم یبلغکم قول رسول اللہ لی ولا خی ہذان سیدا شباب اهل الجنة؟ فان صدقتونی بما اقول وهو الحق واللہ ما تعمدت الکذب منذ علمت ان اللہ یمقت علیہ اهلہ وتضریہ من اختلافہ وان کذبتمونی فان فیکم من ان سئلتموه عن ذلک اخبرکم سلوا جابر بن عبد اللہ الانصاری وابا سعید الخدری وسهل بن سعد الساعدی وزید بن ارقم وانس بن مالک یخبروکم انہم سمعوا هذه المقالة من رسول اللہ لی ولا خی اما فی هذا حاجز لکم عن سفک دمی۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے تیسرے حصہ میں اپنے تعارف کو سامنے رکھ کر کوفیوں و شامیوں کو نصیحت و موعظہ فرمایا۔

اہم فرماتے ہیں۔

”اے لوگو! ذرا مجھے یہ بات تو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ پھر ذرا اپنے متعلق سوچو اور اپنی مذمت خود کرو اس تناظر میں کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کو پا مال کرنا تمہارے لئے جائز ہے؟ مجھے بتاؤ۔ کیا میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں تمہارے پیغمبرؐ کے معنی اور ان کے چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں اس کا بیٹا نہیں ہوں جو تمام مسلمانوں سے پہلے ایمان لائے؟

اور سب سے پہلے پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کی تصدیق فرمائی۔ کیا حضرت حمزہؓ سید الشہداءؑ میرے بابا کے چچا نہیں؟ کیا حضرت جعفر طیارؓ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں حضرت پیغمبر اکرمؐ کے اس فرمان کو نہیں سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

یہ دو حسن و حسینؑ جو انسان جنت کے سردار ہیں اگر تم لوگ میری باتوں کی تصدیق کرو تو یہاں تک ہیں کہ جن کا انکار ممکن نہیں ہے اور ان میں ذرا برابر خلاف حقیقت نہیں ہے کیونکہ میں نے پہلے دن سے جھوٹ نہیں بولا کیونکہ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ خداوند جھوٹوں پر غضب ناک ہوتا ہے اور جھوٹ کے نقصان کو خود جھوٹ بولنے کی طرف پلانا دیتا ہے۔

اور اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تصدیق نہیں کرتے ہو تو مسلمانوں کے درمیان ایسے اصحاب پیغمبر موجود ہیں جن سے آپؐ ان حقائق کے بارے سوال کر سکتے ہو۔

تم جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ سے پوچھ لو، ابو سعید خدریؓ سے پوچھ لو، سہل بن سعدؓ ساعدیؓ سے پوچھ لو، زید بن ارقمؓ سے پوچھ لو، انس بن مالکؓ سے پوچھ لو، کہ ان سب نے میرے اور میرے بھائی کے بارے پیغمبر اکرمؐ سے یہ جملے (کہ حسن و حسینؑ دونوں جو انسان جنت کے سردار ہیں) سنے ہیں کیا یہی ایک جملہ تمہیں میرے خون ناحق کو بہانے سے مانع درکاوٹ کے لیے کافی نہیں ہے۔

﴿نکات﴾

- ۱۔ امام حسینؑ علیہ السلامؑ اپنی اس گفتگو میں بنو امیہ کے گماشتوں کی طرف سے جو ہر بلا پر دوپیکندہ امام حسینؑ کے خلاف تھا اس کا جواب اپنے خاندانی کارناموں کا ذکر کر کے اور امت کے درمیان اپنی مسلم حیثیت کو بیان کر کے دیتے ہیں کہ جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا ایسے مطالب بیان کر کے انہیں متوجہ کیا کہ تم سب غلطی پر ہو اور تمہیں میرے خون میں ہاتھ رنگین نہیں کرنا چاہیے
- ۲۔ امام حسینؑ نے اپنے ان فضائل اور خصوصیات کو بیان کر کے سادہ اندیش مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ اگر تم یہ خیال کر رہے کہ ہمارا قیام مسلمانوں کے مفادات کے خلاف ہے تو تمہیں معلوم رہے کہ اسلام ہمارے گمراہی میں پروان چڑھا ہے اور ہماری کوششوں سے اسلام تمہارے تک پہنچا ہے

جس دن میرے بابا علی نے اسلام قبول کیا اس دن تمہارے نام نہاد خلیفہ یزید بن ملعون کے آہواؤ اور توالی و کفر کی واوی میں زندگی گزار رہے تھے جن کو تم اسلام کا حامی سمجھ رہے ہو اور ان کی خاطر تلوار اٹھائی ہے یہ نہ فقط اسلام کے مخالفین کی صف میں تھے بلکہ پیغمبر اسلام کے خلاف جنگیں منظم کرنے والے اور جنگوں کی سربراہی ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی میرے بزرگوں نے اس وقت ان اسلام دشمنوں کے خلاف شہادت تک جنگ لڑی۔

یہ بھلا کس طرح ہو سکتا ہے کہ جن کے بارے میں رسول اللہؐ یہ فرمادیں کہ وہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں وہ اسلام کو چھوڑ دیں کل تک جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے آج وہ اسلام کا درو لے کر اٹھے ہیں یہ سب پر دپیگنڈہ ہے اور ایک دوسرے اندازے سے وہ اسلام اور اسلام کے رہبروں کے خلاف میدان میں اترے ہیں تم غافل ہو، دعو کہ میں ہو، جاگو اور اس بڑے جرم کے ارتکاب سے باز آ جاؤ اسلام دشمنوں کیلئے عہد نہ ہو اسلام کے ہاتھوں کے پاس واپس آ جاؤ۔



تحقیقی اعداد و شمار

دنیا کے تقریباً سترہ کروڑ انسانوں کے نام لفظ حسین سے مرکب ہیں

ایک دن اور رات میں تقریباً حسینؑ تخمیناً 85 کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے اور

53 کروڑ مرتبہ تحریر میں آتا ہے

ہرمٹ میں نام حسینؑ پر 93 ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھا جاتا ہے

ہر سال میں تخمیناً 63 لاکھ انسان قبر حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں

دنیا کی 82 مروجہ زبانوں میں ذکر شہادت حسینؑ ہوتا ہے

ہرمٹ میں تین مجالس عزاداری کے کسی نہ کسی گوشہ میں ہوتی ہیں

﴿امام حسین علیہ السلام کے خطاب کا..... شمر لعن کی طرف سے جواب﴾

جب امام حسین علیہ السلام اس جگہ پر پہنچے تو شمر بن ذی الجوشن جو کوفیوں کے لشکریوں کے کمانڈروں سے تھا اس نے دیکھا کہ ہو سکتا کہ امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کا اثر سپاہیوں پر ہو جائے اور انہیں امام حسین علیہ السلام کے خلاف جنگ لڑنے سے روک دے اس نے امام حسین علیہ السلام کی بات کو کانٹنے کی سازش کی اس غیث نے بلند آواز سے کہا،

هو بعد الله على حرف ان كان يدري مايقول

(اقل کفر کفر نہ باشد) وہ گمراہی پر ہے اور اسے پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے جناب حبیب ابن مظاہر نے شمر ملعون کے اس گستاخانہ جملہ کا جواب اس طرح دیا۔

وانت بعد الله على سبعين حرفاً

سخت گمراہی میں تو توں خود ہے اور توں کچھ کہہ رہا ہے کہ توں امام پادری علیہ السلام کی بات کو نہیں سمجھ رہا کیونکہ خداوند عالم نے تیرے دل پر گمراہی کا غیج لگا دیا ہے توں آٹے دل والا گمراہ و بد بخت ہے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے ان ملائین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر تمہیں میری ان تمام باتوں میں شک ہے تو کیا اس میں بھی کوئی شک ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان رسول اللہ کی بیٹی کا میرے سوا کوئی اور فرزند ہے؟ تم میں اور نہ ہی تمہارے اغیار میں کوئی ہے میں ہی تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اچھا تم سب مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے تمہارا کوئی قتل کیا ہے؟ جس کا تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو یا میں نے تم میں سے کسی کا مال دبا یا ہے کہ تم اس وجہ سے میرے خلاف ہو گئے ہو۔ یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے کہ تم اس کا تاوان لینا چاہتے ہو؟ مولائی باتوں کو تمام سن رہے تھے لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

امام حسین علیہ السلام بلند آواز سے اے حبیب بن ربیع، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اھب، اے یزید بن حارث، کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا پھل چک چکے ہیں کھیت سرسبز ہیں اور لوہا

گرم ہے جب آپ آئیں گے تو ایک آمادہ اور تیار لشکر آپ کی مدد کے لیے موجود ہوگا۔ پس آپ ہماری طرف فوراً جائیے۔

ان سب نے جواب میں کہا ہم نے ایسا اقدام نہیں کیا پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں تمہیں ناپسند ہوں اور میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو تم مجھے چھوڑ دو تاکہ میں تم سے دور کسی امن کی جگہ پر چلا جاؤں۔

قیس بن اشعث: اے حسین علیہ السلام کیا آپ اپنے ابن عم کے فرزندوں کے حکم کو تسلیم نہیں کر لیتے کیونکہ وہ آپ کے بارے میں رویہ نہیں اپنائیں گے مگر ایسا رویہ جیسے آپ چاہیں گے اور ان کی طرف سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

امام حسین علیہ السلام تو بھی اپنے بھائی کی طرح ہے (یعنی محمد بن اشعث کی طرح محمد کی بہن جعدہ تھی جو امام حسن علیہ السلام کی بیوی تھیں اور اسی نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا اور محمد بن اشعث نے حضرت مسلم کو امان دی لیکن اس پر عمل نہ کر سکا)

تیرا کیا خیال ہے؟ کہ نبی ہاشم تھو سے مسلم بن عقیل کے خون سے زیادہ کسی چیز کا مطالبہ رکھتے ہیں؟

(کیونکہ محمد بن اشعث نے کوفہ میں حضرت مسلم پر لشکر کشی کر کے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد ملعون کے پاس لے آئے اور حضرت مسلم کے قتل کے اسباب فراہم کئے)

امام حسین علیہ السلام: لا واللہ لا اعطیہم بیدی اعطاء الذلیل ولا افرار العبید اولاد الفرار العبید

نہیں خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں ان کے ذلیل ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا اور نہ ہی غلاموں جیسا ان کے ساتھ معاہدہ کروں گا۔ نہ ہی میں ان سے غلاموں کی طرح فرار کروں گا۔

آپ نے عقبہ بن سمان کو اپنی ناقہ دی اور مولاً اپنے خیم کی طرف واپس آ گئے جب کہ دشمن کی افواج نے آپ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

(بحوالہ تاریخ الطبری ج ۳ ص ۱۳۸ رشاد ص ۱۳۳۲ الکامل فی التاريخ ج ۲ ص ۶۱۱ بحوالہ انوار ج ۳ ص ۶)

﴿امام کی طرف سے بار بار اتمام حجت﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دشمن پوری طرح جنگ کے لئے آمادہ ہے اور آپ کے خیام میں آپ کے بچوں تک کے لئے پانی روک دیا گیا ہے اور دشمن بس ایک اشارہ کے انتظار میں ہے جیسے انہیں حکم ملے گا حملہ شروع کر دیں گے لیکن جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں پہنچ کر فرمایا تھا کہ آپ خود جنگ کا آغاز نہیں کریں گے بلکہ آپ چاہتے تھے کہ جتنا ہو سکے وعظ و نصیحت کریں۔ آپ چاہتے تھے کہ حق اور باطل کی انھیں پہچان کروائیں تاکہ امام کے خون ناحق بہانے میں لاعلمی میں کوئی شرکت نہ کریں اور بغیر توجہ اور آگاہی کے ہمیشہ کی بد بختی میں نہ جا کر رہیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام . اور قرآن﴾

سبط ابن حوزی نے اپنے تذکرۃ الخواص میں لکھا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ اہل کوفہ کا آپ کو قتل کرنے پر اصرار ہے تو آپ نے قرآن شریف اٹھایا اور اس کو کھولا اور اسے اپنے سر پر رکھا اور دشمن کی صفوں کے سامنے آکر بلند آواز میں انھیں کہا میرے اور تمہارے درمیان یہ کتاب خدا ”حکم“ ہے۔ یہ کتاب فیصلہ دے گی اور میرے نانا رسول اللہ فیصلہ دیں گے۔

لوگو! کس جرم میں میرے خون کو حلال سمجھ کر بہانا چاہتے ہو؟ کیا میں تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا تم نے میرے نانا سے میرے متعلق اور میرے بھائی کے متعلق نہیں سنا؟ کہ آپ نے فرمایا تھا کہ حسن اور حسین دونوں جو انان جنت کے سردار ہیں اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے ہو تو جابر بن عبد اللہ انصاری زید بن ارقم ابو سعید خدری سے جا کر پوچھ لو کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں؟

مگر لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی آپ کی بات کا جواب نہ دیا۔ ان لوگوں پر خاموشی طاری ہو گئی۔ شمر لہن نے بلند آواز سے کہا تم تو ابھی جھنم میں وارد ہو گے (معاذ اللہ)

امام حسین نے اس کے جواب میں کہا اللہ اکبر! میرے نانا نے مجھے خواب میں خبر دی ہے کہ ایک کتاب میرے اہل بیت کا خون چاٹ رہا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے وہ کتنے تم ہی ہو

﴿روز عاشور امام حسین علیہ السلام کا دوسرا خطاب﴾

وہلکم ما علیکم ان تنصتوا الی فتسمعوا قولی وانما ادعوکم الی سبیل الرشاد فمن اطاعتنی کان من المرشدين ومن عصانی کان من المهلكين وكلکم عاص لا امری غیر مستمع لقولی قد انخر لست عطیتکم من الحرام وملئت بطونکم من الحرام فطمع الله علی قلوبکم وہلکم الاتصنون الاتسمعون؟ التالکم انتھا الجماعۃ وترحا الفحین استصغر ختمونا ولہین متحیرین فاصر خناکم مودین مستعدين سللتم علینا سیفافی رقابنا وحشتتم علینا نار الفتن الی جناھا عدوکم وعدونا فاصبحتم الباعلی اولبالکم وبداعلیہم لا عدالکم بغیر عدل افشوه فیکم ولا اقل اصبح لکم فیہم الا الحرام من الدنیا انا نوکم وخسین عیش طمعتم فیہ من حدث کان منا ولا رای تقبل لنا مہلاً لکم الوثلان اذکرہممنونا ترکتمونا فتجهزتم والسیف لم یشہر والجاش طامن والرای لم یستصحف ولكن اسرعتم علینا کطیرۃ الدباء وتداعیتم الینا کداعی الفراش فبقحاً لکم فانما انتم من طواغیت الامة وشذاذ الاحزاب ولبدة الکتاب ونفثۃ الشیطان وعصبة الاثام ومحرفی الکتاب ومطفی السنن وقتلة اولاد الانبیاء ومبیری عسرة الاوصیاء وملحقی العہار بالنسب ومودی المومنین وصراخ الامة المستہزین الذین جعلوا القرآن عصین۔

﴿روز عاشور دوسرے خطاب کا ترجمہ﴾

خوارزمی تحریر کرتے ہیں کہ کربلاء میں جب دونوں لشکر آئے سانسے آکڑے ہوئے۔ جنگ کی تیاری مکمل ہوگئی، عمر بن سعد کے لشکریوں نے اپنے اپنے پرچم لہرا دیئے اور جنگ کے ٹبل بجا دیئے۔ ہر طرف شور و غل مچا تھا اور دشمنوں کی افواج نے امام حسین علیہ السلام کے خیام کو تین اطراف سے گھیرے میں لے لیا تھا اور ایک طرف امام حسین علیہ السلام اپنے ایک سو سے کم بچے جوان بوڑھے

جاٹا روں کے ہمراہ حزب اللہ کی نمائندگی کر رہے تھے دشمن نے آپ نے خیام کو اور آپ کے انصار کو اس طرح اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا جس طرح انگلی میں جھینڈ۔

اس منظر میں امام حسین علیہ السلام اپنے لشکر کے درمیان سے باہر تشریف لاتے ہیں اور دشمن کی صفوں کے بالمقابل کھڑے ہو کر ان سے خاموش ہونے کا فرماتے ہیں اور یہ کہ وہ آپ کی بات کو سنیں لیکن ان کی طرف سے شور و فوجا جاری رہا کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی آپ نے ان جملوں کے ساتھ انہیں دعوت سکوت دی۔

﴿امام حسینؑ کی طرف سے عمر بن سعد کے لشکریوں کو خاموش ہونے کی تلقین﴾
 تم پر صد افسوس!! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم میری بات کیوں نہیں سنتے ہوتا کہ میری گفتگو جو کہ تمہارے واسطے رشد و ہدایت کا سرمایہ ہے اس سے قاعدہ اُٹھا لو میری بات سنو جو بھی میری پیروی کرے گا وہ خوش بخت اور سعادت مند ہو گا جو بھی میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہو گا جو اللوں میں سے ہو گا۔ تم تو سب محصیت کار ہو۔ اور سب نے سرکشی کی ہے اور میرے نافرمان ہو اور میرے دستور کی مخالفت کر رہے ہو۔ جب میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں تو تم میری بات کو نہیں سنتے ہو جی ہاں! یہ ان تحائف اور حدایا کا نتیجہ ہے جو مال حرام سے تمہیں ملے ہیں اور وہ حرام لقمے جن سے تمہارے شکم پر ہیں، ناجائز مال جس سے تم نے اپنی غذا کیں تیار کی ہیں خداوند نے اس طرح تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے تمہارے اوپر پھنکارا ہوا ہے ہو تم پر۔ تم چپ کیوں نہیں ہو جاتے ہو۔

جب امام حسین علیہ السلام کی گفتگو اس مقام تک پہنچی تو عمر بن سعد ملعون کے لشکریوں نے ایک دوسرے کو لعنت و ملامت کی اور کہا کہ کچھ دیر کے لئے چپ کیوں نہیں ہو جاتے، اور انہوں نے ایک دوسرے کو آمادہ کیا کہ وہ کچھ دیر کے لئے چپ ہو جائیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کو سن لیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں جب پورے لشکر پر خاموشی طاری ہو گئی ہر طرف سے سکوت چھا گیا تو آپ نے ان سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

﴿کوفیوں کی خاموشی کے بعد امام کا خطاب﴾

اے لوگو! تم پر ذلت خواری غم و اندوہ ہمیشہ سایہ انگن رہے حسرت و یاس تم سے کبھی دور نہ ہو تم نے بڑے شوق سے ہمیں اپنی مدد کیلئے بلایا اور جب ہم نے تمہاری فریاد کا مثبت جواب دیا اور تیزی کے ساتھ ہم تمہاری مدد کیلئے آگے تو وہ نکواریں جو ہمارے لئے ہیں ان کو تم نے ہمارے خلاف اٹھا لیا ہے اور دشمنی کی آگ جسے ہمارے مشترک دشمن روشن کیا تھا اسے تم نے ہمارے خلاف بجڑ کا دیا ہے اپنے دشمنوں کے مددگار بن گئے ہو اور انکے ساتھ مل کر اپنے رہبروں اور اماموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہو بغیر کسی وجہ کے تم نے ایسا کیا ہے نہ تو تمہارے دشمن نے کوئی عادلانہ اقدام کیا ہے اور نہ ہی تمہارے مفاد کیلئے کوئی قدم اٹھایا ہے اور نہ ہی ان سے تمہیں خیر اور بھلائی کی کوئی توقع و امید ہے مگر وہ حرام فتنہ جو انہیں نے تمہارے حلقوں میں ڈالا ہے اور مختصر ذلت باز زندگی ہے جس پر تم نے لچائی ہوئی آنکھیں گاڑ رکھی ہیں تھوڑا سوچو راسکون کرو آرام سے بیٹھو تم پر بغوس ہے کہ تم نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے اور ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے بغیر کسی وجہ سے نہ تو ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے اور نہ ہی تم نے ہم سے غلط فیصلہ یا غلط عقیدہ کا مشاہدہ کیا ہے جس وقت نکواریں نیام میں تھیں دل پر سکون تھے راہی اور عقیدہ اپنی جگہ پر موجود ثابت تھا اس وقت تم نڈی دل کی مانند ہر طرف سے ہمارے پاس ہجوم کر آئے اور پروانوں کی طرح ہر طرف سے ہمیں گھیرے میں لے لیا تمہارے چہرے سیاہ ہوں کہ تم اس امت کے سرکشوں سے ہو تم فاسد جماعتوں کے بچے کچھ ہو کہ جنہوں نے قرآن کو پیٹھ کر دی ہے شیطانی سوچ تم پر مسلط ہے اس راستہ سے وارد ہوئے ہو تم جانیکاروں سے ہو، مجرم ہو، کتاب خدا کی تحریف کرنے والے ہو، سنتوں کو خاموش کرنے والے ہو، پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرنے والے ہو پیغمبروں کے اوصیاء کی نسل کشی کرنے والوں سے ہو، تم ان سے ہو جو رنڈاڑوں کو اپنے ساتھ ملتے جلتے کرنے والے ہیں، مومنوں کو اذیت اور تکالیف پہنچانے والے ہیں اور پریشان حالوں کی فریاد کو کچنچنے والے رہبروں کا مذاق اڑاتے والے ہیں ان کے ساتھ ہو گئے ہو جنہوں نے قرآن کا مذاق اڑا اور اس کا تمسخر اڑایا

وانتم ابن حرب واشياعه تعتمدون واتانا تخذاون اجل والله الخذل فيكم معروف وشجت عليه عروفيكم وتوارثه اصولكم وفروعكم ونبتت عليه قلوبكم وغشيت به صدوركم فكنتم اخيث شجرة شجي للناظر واكلة للغاصب الا لعنة الله على الناكجين الذين ينقضون الايمان بعدتو كيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا فانتم والله هم الا ان الدعي بن الدعي قدر كر بين التين بين السلة ولذلة وهيئات منا الذلة يابى الله لنا ذلك ورسوله والمؤمنون وحجور طات وطهرت واتوف حمية ونفوس أبية من ان تؤثر طاعه الشام على مصارع الكرام الا اني قد اعذرت وانذرت الا اني زاحف بهذه الاسرة على قلة العدد وخذلان الناصر.

فان نهزم فهزامون قلما وان نهزم فقير مهزينا
وما ان طبنا جبن ولكن متايانا وحولة اخرينا
فقل للشامتين بسنا افسقوا مبلقى الشامتون كما لقينا
ازاما الموت رقع عن اتاس بكلكله اناخ باخرينا

امسا والله لا تلبثون بعد الا كريثما يركب الفرس حتى تدور بكم دور الرحي
وتقلق بكم قلق المحور عهده عهده الى ابي عن جدى رسول الله
فاجمعوا امركم وشر كائنكم جم لا يكن امركم عليكم عمة ثم اقضوا الى والا
تنظرون انى توكلت على الله ربي وربكم ما من دابة الا هو اخذنا صيتها ان
ربي على صراط مستقيم.

اللهم احبس عنهم قطر السماء وابعث عليهم سين كسنى يوسف وسلط
عليهم غلام ثقيف يسقيهم كاما مصبرة فلا يدع فيهم احدا قتلة وضربة بضربة
ينتقم لى ولا وليسائى ولا هل بيتى واشياعى منهم فانهم كذبونا وخذلونا وانت
ربنا عليك توكلنا واليك المصير.

﴿خطبہ کے دوسرے حصہ کا ترجمہ﴾

امام حسین علیہ السلام نے اس خطبہ کے پہلے حصہ میں منطقی انداز سے کوئیوں کو بھجوا رہے ہیں اور ان کی کوتاہ اندیشی، انکے انحراف، باطل پرستوں کے ساتھی بننے کا تذکرہ کیا ہے اور یہ کہ انکا یہ فیصلہ بغیر کسی دلیل کے ہے، وہ گمراہ ہیں اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے اس کے اگلے حصہ میں فرماتے ہیں اس وقت تم فرزند حرب (یزید بن معاویہ بن ابوسفیان حرب) اور اس کے شیعوں پر اعتماد کر چکے ہو اور تم نے ہماری مدد و نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے جی ہاں خدا کی قسم ایسا ہی ہے تم سے غداری، دھوکہ دہی معروف ہے تمہارے رگ و پے میں عہد شکنی اور بے وفا کی راسخ ہے تمہاری اصل ہو یا فرع تم ایسا خبیث درخت ہو جو غداری اور دھوکہ دہی پر پروان چڑھا ہے تمہارے وال اس بری عادت پر قائم ہیں تمہارے افکار اسی پر استوار ہیں اور تم تو مابی کے اس نامبارک میوہ کی مانند ہو جو اپنے باغبان کے گھوگھرے جبکہ ظالم و ستمگر چور کیلئے اس کا ذائقہ شیریں اور لذت بخش ہے خدا کی لعنت ہے بیان شکنی کرنے والوں پر جنہوں نے تاکید در تاکید کرنے کے باوجود اپنے عہد و بیان کو توڑ ڈالا ہے، تم نے تو اپنے عہد و بیان پر خدا کو کفیل و ضامن اور گواہ قرار دیا تھا، خدا کی قسم تم بیان شکنی کرنے والوں سے ہو۔

آگاہ ہو جاؤ اس رذیل کینے (عبید اللہ) کینے اور رذیل (زیاد) کے بیٹے نے مجھے دو ہاتھوں میں ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے یا تم کو یا ذلت یہ بات ہم سے بہت دور ہے کہ ہم ذلت قبول کر لیں کیونکہ خداوند کے لیے پیغمبر اکرمؐ اور مومنین کیلئے یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ ہم ذلت قبول کریں، پاکیزہ ماؤں کی پاکیزہ گودیاں اور باغیرت باباؤں کے باغیرت افکار ہمارے لئے یہ اجازت نہیں دیتے کہ ہم ذلت قبول کریں اور کینوں، رذیلیوں اور گھنیا صفت والوں کے آگے جھک جائیں اور ان کی اطاعت کر لیں ہم اس پستی کو با کرامت مہتل پر مقدم نہیں کر سکتے تم سب آگاہ ہو جاؤ میں اس چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ اور اپنے ناصران کی قلت کے باوجود اور مدد و وعدہ کر کے چھوڑ جانے والوں کے باوجود جہاد کیلئے تیار ہوں۔

اس کے بعد امام نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

۲۱۔ اگر ہم اپنے دشمن پر ظاہری طور پر کامیاب ہو گئے تو کل بھی تو ہم ہی کامیاب ہوئے تھے اور اگر ظاہری شکست کھا جائیں تو بھی شکست ہمارا مقدر نہیں ہے اور نہ ہی ڈر ہمارا شیوہ ہے لیکن اس وقت حالات و واقعات ایسے رونما ہو چکے ہیں کہ ظاہری طور پر ہمارے دشمن کو فائدہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔

۳۔ جو آج ہماری مذمت کر رہے ہیں اور ہمیں ملامت کرتے ہیں ان سے یہ بات کہدو کہ تم بھی تیار رہو کل تمہیں بھی ہماری طرح شامت و ملامت کرنے والوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۴۔ کیونکہ جب موت اپنے اونٹ کو ایک دروازہ سے اٹھا لیتی ہے تو وہ اس اونٹ کو دوسرے دروازہ پر جا کر بٹھا دیتی ہے۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

”آگاہ ہو جاؤ اس جنگ کے بعد تمہیں مہلت نہیں دی جائے گی تاکہ تم اپنی مراد کی سواری پر سوار ہو سکو مگر اتنی دیر کہ جس قدر ایک گھوڑے سوار اپنے گھوڑے پر سوار رہتا ہے یہاں تک کہ حوادث کی بچگی آپ کو گھمائے گی اور بچگی کے مرکزی پتھر کی مانند تم اس گرداب میں آؤ گے اور تم مضطرب و پریشان ہو گے یہ وہ عہد و بیان ہے جو میرے بابا علی علیہ السلام نے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لئے بیان کیا ہے پس تم اپنے ہم فکرؤں کے ہاتھوں میں ہاتھ دو اور اپنے باطلانہ فیصلہ کو میرے بارے جاری کرو جبکہ تمہارے اوپر روشن ہو چکا ہے کہ تم اپنے اقدام میں سخت غلطی پر ہو اور تم مجھے اب مہلت مت دو میں اپنے رب پر جو کہ تمہارا بھی خدا ہے توکل اور بھروسہ رکھتا ہوں ہر حرکت کرنے والے کا اختیار اسی کے پاس ہے میرا خدا صراطِ مستقیم پر موجود ہے۔“

﴿روز عاشور﴾ حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا ﴿﴾

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیئے اور اس طرح اپنے رب سے عمر بن سعد کے لشکر یوں پر نفرین کی۔
اے خدا ہارش کے قطرات کو ان سے چھین لے۔

اے خدا یوسفؑ کے زمانہ کے سخت سالوں کو ان پر مسلط فرما۔

اے خدا ان پر ایک تھقی نو جوان کو غلبہ دے جو ان کو ذلت کے تلخ ترین کا سے چکھائے اور ان میں سے کسی ایک کو اس کے عمل کی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے قتل کے مقابل انہیں قتل کرے، مار کے مقابلے انہیں مار دے اور ان سے میر اور میرے خاندان کا انتقام لے کیونکہ انہوں نے ہمیں جھٹلایا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔

اے خدا تو ہی ہمارا رب ہے۔

اے خدا ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا ہے۔

اے خدا ہماری بازگشت اور واپسی تیری جناب میں ہے۔

﴿نکات﴾

۱۔ اس خطاب میں مولا حسین علیہ السلام نے حرام غذا کے برے اثرات سے آگاہ کیا ہے۔

۲۔ اسلام کی طاقت کو دشمن نے اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے اور باطل ہمیشہ دین کے راستہ سے میدان میں اترتا ہے اور دین کے راستہ حق کی پامالی کیلئے اقدام اٹھالیا ہے۔

۳۔ مقتل کے حالات سے آگاہ فرمایا ہے کوفیوں کے برے انجام کو بیان کیا ہے مختار ثقفیؑ کے قیام اور جو کچھ اس نے کرنا ہے اس کی بابت بیان کیا ہے اور جو کچھ انائمؑ نے فرمایا وہ سچ ہوا۔

۴۔ خدا پر اعتماد و توکل، اپنی پاکیزگی و طہارت اور برحق ہونے کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۵۔ ہمارے لیے بھی پیغام ہے کہ تم اپنے زمانہ کے امام کے ساتھ عہد شکنی نہ کرنا اور ان کی نصرت سے ہاتھ نہ کھینچنا وگرنہ تمہارا حال بھی کوفیوں جیسا ہوگا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر ابن سعد سے گفتگو﴾

روز عاشورہ دوسرے خطبے کے بعد اتمامِ جنت کے لئے عمر ابن سعد (ملعون) کے ساتھ دوسرے مرتبہ آپ نے ملاقات کی اور اسے سمجھایا اور فرمایا کہ جتنا بھی حیرامانی نقصان ہوا ہم پورا کریں گے لیکن عمر بن سعد کے ذہن میں رے کی حکومت حاصل کرنے کا جوا لُچ تھا اس نے اسے روک دیا کہ وہ اپنی بات کا شلے پہلی ملاقات کے بعد امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کو ان الفاظ کے ساتھ نظرین کی۔

﴿امام کی نفرین﴾

اللہ تجھے تیرے بستر پر ذبح کرے اور تیرے اوپر ایسا شخص مسلط ہو جو تیرے بستر پر تیرے سر کو جدا کرے اور قیامت کے دن خدا تجھے معاف نہ کرے۔ مجھے امید ہے کہ عراق کی بہت تھوڑی گندم تجھے نصیب ہوگی۔

جس پر ازراہ مذاق عمر بن سعد نے کہا تھا میرے لئے عراق کے جوہی کافی ہیں۔
دوسری مرتبہ مولانا نے پھر اسے نصیحت کی اور جب اس نے انکار کیا تو مولانا نے کہا۔

ای عمرو اتزع انک تفتلی و بولیک ابن الدعیٰ بلاد الری و حر جان واللہ لا تنہاء بذلک هذا عهد معہود فاصنع ما انت صانع فانک لا تفرح بعدی بلذیاء لا آخرۃ وکلنی برأسک علیٰ قصبة بترامہ الصبیان بالکوفۃ فقتلوا غرضاً بینہم ترجمہ: اے عمر ابن سعد! کیا تو خیال کرتا ہے کہ [کہنے اور زبیل کا بیٹا] مجھے قتل کر دینے کے بعد تجھے رے اور جرجان کی حکومت دے گا۔ خدا کی قسم! یہ بڑا انعام تجھے نصیب نہ ہوگا اور نہ ہی رے کی گورنری تجھے ملے گی یہ اللہ کی طرف سے ایک طے شدہ معاملہ ہے تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے تجھے میرے بعد دنیا و آخرت کی خوشی نصیب نہ ہوگی میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے سر کو کونے کے بچے سرکنڈے کی نوک پر رکھ کر ادھر ادھر گھما رہے ہیں اور اس پر پتھر برس رہے ہیں۔

عمر بن سعد یہ سن کر اپنے لشکر کی طرف نصے سے لوٹ گیا

اور پھر زمانے نے دیکھا کہ امام حسینؑ نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں ویسے ہی ہوا

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی کوفیوں سے ایک اور گفتگو﴾

فان كنتم فى شك من هذا القول فلتشكون الى ابن بنت نبيكم فوالله ما بين
المشرق والمغرب ابن بنت نبي غيري فيكم ولا فى غيركم ويحكم اطفالونى
بقتيل قتلته او مال استهلكه او بقصاص حراة يا شئت ابن رعى ويا
حجار بن ابحر ويا قيس بن الاشعث ويا يزيد بن الحارث الم تكتبوا الى ان قد
ايئعت الثمار واخضر الجناب وانما تقدم على جند لك محبدة

لا والله لا اعطيهم بيدى اعطاء الذليل ولا افر منهم فرار العبيد باعباد الله اتى عدت
بربى وربكم ان ترجعون اعوذ بربى وربكم من كل متكبر لا يؤمن بيوم الحساب
اگر تمہیں میرے اور میرے بھائی کے متعلق پیغمبر اکرم کی گفتگو بارے شک و تردید ہے تو کیا تم
اس واقعیت کے متعلق بھی مشکوک ہو کہ میں تمہارے پیغمبر اکرم کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور پوری دنیا
میرے اور تمہارے درمیان کیا پیغمبر اکرم کا اس پرے جہاں میں کوئی اور فرزند میرے سوا موجود ہے؟
پہنکار ہو تم پر افسوس ہے تمہاری اس فوج پر کیا میں نے تمہارے کسی فرد کو قتل کیا ہے کہ جس کا
خون لینے کے لئے تم میرے خلاف اس جگہ اکٹھے ہو گئے ہو کیا میں نے تم میں سے کسی کا مال لوٹا
ہے کہ جس کا بدلہ مجھ سے لینا چاہتے ہو۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو زخمی کیا ہے کہ جس کا تادان تم
مجھ سے چاہتے ہو۔

جب امام حسین علیہ السلام کی گفتگو اس مقام پر پہنچی تو پورے لشکر پر سکوت طاری تھا، سناٹا چھایا ہوا
تھا کسی قسم کا رد عمل دوسرے سامنے نہیں آ رہا تھا۔ امام حسین نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو
آپ نے کوفہ کے لشکر میں بعض معروف افراد جو موجود تھے کہ جنہوں نے آپ کو کوفہ آنے کی دعوت
دی تھی ان کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا اے شبث بن ربعی اے حجار بن الجبر اے قیس بن اشعث
اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے خط نہیں لکھا تھا تمہارے خط کی عبارت یہ نہیں تھی کہ پھل تیار ہے
درخت سرسبز و شاداب ہیں لو ہا گرم ہے جلدی آئیں ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں اور دقیقہ شماری کر

رہے ہیں آپ کے لئے کوفہ میں لشکر موجود ہے۔

ان افراد کے پاس امام حسینؑ کے سوال کا جواب موجود نہ تھا کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے اس قسم کا خطرہ روا نہ نہیں کیا۔

اس موقع پر قیس بن اشعث نے بلند آواز میں کہا اے حسینؑ تم اپنے چچا کے بیٹے کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے۔ تاکہ اس مصیبت سے جان چھڑالو، کہ اس صورت میں جو تم چاہو گے وہی ہوگا اور ذرا برابر آج کو نقصان نہیں پہنچے گا۔
امام حسینؑ علیہ السلام کا اٹل فیصلہ:

اس مقام پر ایک بار پھر امام حسینؑ علیہ السلام اپنے اٹل اور تاریخی فیصلہ کا اعلان فرمایا جس کا ذکر آپ مدینہ میں ولید کے دربار سے لے کر اب تک کرتے آئے ہیں آپ نے فرمایا۔
خدا کی قسم میں ذلت کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں نہ دوں گا اور نہ ہی غلاموں کی مانند میدان جنگ سے فرار کروں گا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت موسیٰؑ کے سامنے فرعون کی ہٹ دھرمی اور لجاجت کے وقت جو کچھ حضرت موسیٰؑ نے پڑھا تھا وہی آپ نے پڑھا۔
میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم میری حقیقت پر مبنی گفتگو کو دور بھینک رہے ہو اور پناہ مانگتا ہوں اس منکبر اور مغرور سے جو روزِ جزاء پر ایمان نہیں رکھتا۔

﴿عمر و بن حجاج کو امام حسینؑ کا جواب﴾

اس کے ہمراہ چار ہزار افراد تھے اور یہ اپنے سپاہیوں سے کہہ رہا تھا اس کے خلاف جنگ لڑو جس نے دین کو چھوڑ دیا ہے اسے قتل کرو جو مسلمانوں کی صفوں سے نکل گیا ہے۔

و یحک یا عمرو اعلیٰ تحرض الناس اُنحن مرفقا من الدین وانت تقیم علیہ؟ مستعلمون اذا قارقت ارواحنا اجسادنا من اولیٰ صلی النار
حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے اس ملعون کے اس جملہ کو سن کر یوں فرمایا۔

بربادی ہو تجھ پر اے عمرو! کیا تو اس بہانے ہم پر تہمت لگاتا ہے؟ کہ ہم نے خدا کے دین سے

خروج کیا ہے لوگوں کو ہمارے خون بہانے پر اکسارہا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی کیا ہم خاندان نبوت کہ جن کے گھر میں وحی اور دین الہی اترتا ہے اور ہمارے خاندان کے افراد کے جہاد سے دین مضبوط ہوا ہے۔ ہم دین سے نکل گئے ہیں؟ اور تو جو حق اور باطل کی پہچان نہیں رکھتا تو خدا کے دین پر باقی ہے۔؟

نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے جس دن ہماری جانیں ہمارے بدنوں سے جدا ہو جائیں گی اس دن تم سمجھو گے کہ آگ میں جلنے کے لائق کون ہے اور آگ کس کا مقدر ہے؟



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

میری خاندانی نسبتیں جانتے ہوئے بھی میرے خون کو کس طرح مباح قرار دیتے ہو؟

میرے اصحاب ... زیادہ صبر کرنے والے اور وفادار ساتھی ہیں

اللہ تعالیٰ تم پر ثقیفی شخص کو مسلط کرے گا جو تم میں سے کسی کو نہیں

چھوڑے گا

میں موت کو ایک سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو

تکلیف دہ سمجھتا ہوں

اے معبود! اس قوم پر گواہ رہنا ان پر اپنی برکات اراضی روک لے

اے اہل عراق! اگر تم مجھ سے انصاف نہ کرو گے تو یہ تمہارے اپنے ہی

خلاف ہوگا

روز عاشور:

﴿جنگ کے آغاز پر حضرت امام حسینؑ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب﴾

امام حسین علیہ السلام جب عمومی خطبے دے چکے اور عمر بن سعد سے ملاقات بھی ہو چکی تو عمر بن سعد نے پہلا تیر امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف چلا دیا اور یہ جملہ کہا کہ اے میرے سپاہیو! تم حاکم کے پاس میرے حق میں گواہی دینا کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے حسینؑ کے خیام کی طرف تیر پھینکا ہے۔

عمر بن سعد کی طرف سے تیر چلانے کے بعد ہزاروں تیر خیام کی طرف بارش کے قطروں کی طرح گرے۔ سوائے چند افراد کے آپ کے تمام ساتھیوں کے ٹیموں میں تیر آ کر لگے حتیٰ کہ خیام میں مستورات تک بھی تیر پہنچے مولا حسینؑ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اور فرمایا۔

قوموا ایہا الکرام الی الموت الذی لا بدمنہ فان ہذہ سہام رسل القوم
الیکم فواللہ ما بینکم و بین الجنۃ والنار الا الموت یعبر بہؤلاء الی جناتہم و
بہؤلاء الی نیراتہم

ترجمہ اے صاحبان عزت کرامت! آٹھو! موت کی طرف آگے بڑھو وہ موت جس کا سامنا ہر صورت میں کرنا ہے۔ اس کا سامنا کرو کیونکہ یہ تیر ان لوگوں کی طرف سے تمہارے لئے موت کا پیغام ہیں۔

خدا کی قسم! تمہارے اور جنت اور جہنم کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے یہ موت آپ کو بہشتوں کی طرف لے جائے گی۔ اور یہ ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے آگ کے شعلوں کی طرف لے جائے گی۔

مقتل کی کتابوں میں موجود ہے کہ اس مرحلے پر امامؑ کے ساتھیوں نے جوابی حملہ کیا اور دونوں لشکروں میں سخت جنگ ہوئی اور جب جنگ کی گرد بیٹھ گئی تو پچاس افراد امامؑ کے ساتھیوں سے شہید ہو چکے تھے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کے انصار اور حضرت رسول اکرمؐ کے تعریفی کلمات﴾

ایک دن رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کی جماعت کے ہمراہ مدینہ کے گلی کوچوں میں سے گزر رہے تھے کہ آپؐ نے چند چھوٹے چھوٹے بچوں کو کھیلتے دیکھا حضور پاکؐ ان بچوں کے پاس گئے اور ایک بچے کا ہوسہ لیا اور اس کے ساتھ پیار کیا اور پھر اسے بغل میں اٹھایا اور پیار کرنے لگے صحابہ نے دریافت کیا اس بچے کے ساتھ آپؐ اتنی محبت کیوں فرما رہے ہیں ؟ تو حضور پاکؐ نے فرمایا میں نے ایک دن دیکھا کہ یہ بچہ امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ کھیل رہا تھا اور حسینؑ کے پاؤں کی مٹی اٹھا تا اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں اور چہرے پر لگاتا تھا۔ مجھے یہ بچہ پیارا ہے کیونکہ یہ بچہ حسینؑ سے پیار کرتا ہے۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ نے فرمایا جبرائیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ بچہ عاشورہ کے دن امام حسینؑ علیہ السلام کے ناصرین میں شامل ہوگا۔ اس واقعہ سے امام حسینؑ کے انصار کی عظمت و جلالت اور ان کی بزرگواری کا اندازہ ہوتا ہے۔



حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا

❖ مال کے لالچ میں بھی عین الٹکنہ نہ کرنے والے علماء کی اللہ تعالیٰ سرزنش کرتا ہے
❖ سب سے بڑی ذلت انسان کے لیے یہ ہے کہ وہ مجبوری کی زندگی بسر کرے
❖ میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو اذیت سمجھتا ہوں
❖ شریف انسان کے لیے موت اس وقت ذلت نہیں جب کہ اس کا مطمع نظر نیکی ہو
❖ خدا یا تو جانتا ہے کہ میرا قیام نہ سلطنت کے لیے ہے نہ حصول دولت کے لیے

﴿خدا کے ناراض ہونے کے اسباب﴾

اشتد غضب اللہ علی اليهود اذ جعلواہ ولدًا واشتد غضبه علی النصارى اذ جعلوہ ثالث ثلاثہ واشتد غضبه علی المجوس اذ عبدوا الشمس والقمر و نہ واشتد غضبه علی قوم اتفقت کلمتهم علی قتل ابن بنت نبیہم۔

اما واللہ لما اجیبہم الی شئی مما یریدون حتی القی اللہ وانا مخضب بدمی اما من مغیث یغیثنا اما من ذاب یدب عن حرم رسول اللہ

(جب امام حسینؑ کے چچا کے قریب ساتھی پہلے حملے میں شہید ہو گئے۔ تو آپؑ نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑ کر یوں گفتگو فرمائی)

ترجمہ: خدا ایہودیوں پر ناراض ہوا۔ یہ ناراضگی اس وقت سخت ہو گئی جب وہ لوگ اللہ کے بیٹے کے قاتل ہوئے۔ عیسائیوں پر خدا کا غضب ہو گیا جب وہ تین خداؤں کے قاتل ہوئے اور مجوسیوں پر خدا کا غضب سخت ہوا جب انھوں نے خدا کی جگہ آفتاب اور مہتاب کی پرستش شروع کر دی ایک وہ قوم ہے کہ جس پر سخت ترین عذاب ہے یہ وہ قوم ہے جو اپنے پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے جمع ہو گئی ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے واضح الفاظ میں فرمایا۔

آگاہ رہو خدا کی قسم! میں ان کی کسی ایک بات کا بھی مثبت جواب نہیں دوں گا یہاں تک کہ میں اس داڑھی کو اپنے خون سے خراب کر کے خدا کی ملاقات کے لئے جاؤں۔

اس کے بعد امامؑ نے استغاثہ بلند کیا اور فرمایا۔

ہے کوئی مددگار جو ہماری فریاد کو پہنچے؟ کیا کوئی شخص موجود نہیں ہے جو رسول خداؐ کے حرم کا دفاع کرے؟ جب استغاثہ کی یہ آواز خواتین نے سنی تو انھوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

ایک طاقت کے مطابق مولائے حضرت عباسؑ کو بھیجا کہ انہیں خاموش کرائیں یہی ان کے دے کا وقت نہیں ہے۔

امامؑ کا استغاثہ نہ کر عمر بن سعد کے لشکر میں سے دو بھائی سعد اور ابوالوفاء عمر بن سعد کے لشکر سے نکل کر امام حسینؑ کی طرف آ گئے اور آپؑ کے ہمراہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام..... بعض اصحاب کے پاس وقت آخر﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام واضح ہیں جو ترکی ہیں امام ان کے مرنے سے پہلے ان کے سر ہانے جاتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اور اس کے چہرے کا بوسہ لیتے ہیں اور یہ غلام امام سے اس قدر پیار و محبت کو دیکھتا ہے تو خوش ہو کر کہتا ہے کہ مجھ جیسا کون ہے؟ جس کے رخساروں پر رسول اللہ کے فرزند کے رخسار ہوں اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی کا نام مسلم بن عویجہ ہے جو کہ کوفہ کے رہنے والے تھے بہت بہادر تھے۔ رسول پاک کے صحابی تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کے بعد کوفہ سے آ کر امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ جب یہ میدان میں گئے تو مولانا کو سلام کیا۔

السلام علیک یا بن رسول اللہ اے فرزند رسول خدا! آپ پر سلام ہو

جب حضرت مسلم بن عویجہ خون سے لٹ پٹ ہو کر زمین پر گر پڑے تو امام حسین آپ کے سر ہانے پہنچے اور مسلم کو کہا رحمۃ اللہ یا مسلم اے مسلم خدا آپ پر رحم کرے اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی۔

لَمَنَّهُمْ مِنْ قَضَىٰ نَجْوَىٰ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَلُوا أَتَبَدَّلَا

ترجمہ: کچھ لوگ وہ ہیں جو اپنا وقت گزار گئے اور اپنے عہد و پیمان پر عمل کیا اور کچھ وہ ہیں جو انتظار میں ہیں اور انھوں نے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔



﴿مسلم بن عوسجہ اور حبیبؓ ابن مظاہرؓ کی آپس میں گفتگو﴾

حبیبؓ نے خطاب کرتے ہوئے مسلمؓ سے کہا آپؐ کا قتل ہونا میرے لئے رنج و غم کا باعث ہے لیکن میں آپؐ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد آپؐ جنت میں ہونگے۔ مسلمؓ نے حبیبؓ کے جواب میں فرمایا۔

خدا آپؐ کو جزا و خیر دے حبیبؓ نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔
اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ میں تھوڑی دیر تک میدان میں جاؤں گا تو میں یہ بات پسند کرتا کہ آپؐ مجھے کوئی وصیت کرتے تو مسلمؓ نے کمزور آواز کے ساتھ امام حسینؑ علیہ السلام کی طرف دیکھا آپؐ کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا۔

اے حبیبؓ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم خون کے آخری قطرہ تک امام حسینؑ کو نہ چھوڑنا۔
حبیبؓ نے یہ جواب دیا خدا کی قسم میں تیری وصیت پر عمل کروں گا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ مسلمؓ کی روح پرواز ہو گئی۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

﴿میں فرض کی پکار پر ضرور لبیک کہوں گا﴾

﴿میرے لیے قتل گاہ کا انتخاب ہو چکا ہے﴾

﴿دنیا میں خدا سے ڈرنے والے کو قیامت کے دن امن و امان حاصل ہوگا﴾

﴿میں تو صرف نانا کی امت کی اصلاح کی غرض سے جا رہا ہوں﴾

﴿مجھے اپنے اسلاف (کی ملاقات) کا والہانہ اشتیاق ہے جیسے یہ یحییٰؑ کو یوسفؑ کا تھا﴾

﴿عبداللہ بن عمیر کی اپنی والدہ سے گفتگو اور عمیر کی بیوی کی شہادت﴾

کلبی قبیلہ کا شخص جس کا نام عبداللہ ہے اور یہ شخص عمیر کا بیٹا ہے اس کی کنیت ابو وہب ہے اور یہ امام حسین علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہے۔ وہ اپنی بیوی اور ماں کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے کربلا میں آگیا۔

شرعین کی کمان میں جو فوجی دستہ تھا اس نے امام حسینؑ کے بائیں جانب سپاہیوں پر حملہ کیا اس حملہ میں عبداللہ نے بہت بہادری دکھائی اور بہت سارے سواروں اور پیادہ سپاہیوں کو واصل جہنم کیا اور اس کا دایاں ہاتھ اور پاؤں کٹ گیا اور یہ دشمن کی قید میں آگیا دشمن نے بہت وحشت ناک طریقے سے اس کا بدن نگرے نگرے کر دیا جب عبداللہ کی بیوی خیمے سے باہر آئی اور قتل گاہ میں گئی تو اپنے شوہر کی لاش کے ٹکڑوں پر خود کو گرادیا۔ اور سر اور چہرے کو اس کے پاکیزہ خون سے رنگین کیا اور کہتی چارے تھی۔

هَيْئَاتُكَ الْجَنَّةِ اَسَالُ اللّٰهَ الَّذِي رَزَقَكَ الْجَنَّةَ اَنْ يُّصَحِّبَنِي مَعَكَ

آپ کے لئے جنت نصیب ہو میری درخواست ہے اس خدا سے جس نے آپ کو جنت عطا کی ہے وہ مجھے بھی آپ کے ساتھ جنت میں پہنچا دے۔

اس حالت میں اس کی بیوی اس کے نعش کے ٹکڑوں پر بین کر رہی تھی تو شرماعون کا غلام رستم شرعین کے حکم سے ایک چابک لے کر بڑھا اور اس نے عبداللہ کی بیوی کے سر پر اتنے زور سے مارا کہ اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہاں پر اس نے اپنے شوہر کے ساتھ شہادت پائی اور یہ وہ واحد عورت ہے جس نے کربلا میں شہادت پائی اور پھر شمر نے عبداللہ کے سر کو الگ کیا اور اسے خیموں کی طرف پھینکا تو اس کی ماں نے اس کے چہرے سے خاک و خون اور گرد کو صاف کیا اور اس کا بوسہ لیا اور اس کے سر کو دشمن کی طرف واپس پھینک دیا اور خیمے کی ایک چوب ہاتھ میں اٹھائے ہوئے دشمن کی طرف بڑھی تاکہ دشمن پر حملہ کرے۔

امام حسین علیہ السلام نے جب اس بوڑھی ماں کو دیکھا تو اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ

اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

جزیت من اہل بیٹی خیراً ارجعی الی النساء و حکم اللہ فقد وضع عنک
الجهاد لا یقطع اللہ رجایک جزیت من اہل بیٹی خیراً۔

ترجمہ: اہل بیت کی ولایت میں جو تکلیفیں آپ نے اٹھائی ہیں خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے
محسوس کی طرف واپس چلی جاؤ آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔
عبداللہ کی ماں امام کے حکم کے مطابق واپس آگئی اور یہ کہہ رہی تھی۔

اللہم لا تقطع رجائی۔

اے اللہ میری امید کو ختم نہ کرنا۔

امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا۔

لا یقطع من رجائک۔

ترجمہ: خدا آپ کی امید کو ختم نہیں کرے گا۔ یعنی آپ کی قربانی قبول ہے اور آپ کے لیے بھی
اجر عظیم ہے۔ خدا کی رضایت ہے۔ رسول اللہ اور آل رسول کی رضایت و خوشنودی ہے۔ امام
وقت پر راضی ہیں۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

❁ قیامت کے دن لواءِ حمہ میرے ہی والد کے ہاتھ میں ہوگا

❁ میدانِ محشر میں ایک مجلس ہوا ہوگی جس میں شہید کر بلا موجود ہوں گے

❁ کیا میرے بارے میں رسول اللہ کی احادیث تمہیں یاد نہیں رہیں

❁ زائر حضرت امام حسینؑ کے چہرے سے طلوع ہونے والے نور سے اہل

محشر کی آنکھیں خیر ہوں گی

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام سے ابو ثمامہ صاندی کی درخواست﴾

ابو ثمامہ صاندی کا نام عمرو بن کعب تھا یہ امام کے صحابہ میں سے ہیں جب یہ متوجہ ہوئے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو وہ امام کی خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں۔

میری جان آپ پر قربان اگرچہ یہ لوگ تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں لیکن خدا کی قسم! جب تک یہ لوگ ہمیں قتل نہیں کر دیں گے آپ تک نہیں پہنچ سکتے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس حالت میں اپنے رب سے ملاقات کروں کہ ایک اور نماز بھی آپ کی امامت میں ادا کر لوں۔

﴿نماز کی اہمیت از فرمان امام﴾

ذَكَرْتُ الصَّلَاةَ جَعَلَكَ اللَّهُ مِنَ الْمُصْلِينَ الذَّاكِرِينَ نَعَمْ هَذَا أَوَّلُ وَفْتِهَا سَلَوْهُمْ أَنْ يَكْفُوا عَنَّا حَتَّى نَصَلِّيَ تَقَدَّمَ فَاتَانَا لِحَقُونِ بِكَ عَنْ سَاعَةٍ.

ترجمہ امام نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ ٹھیک ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے نماز کو یاد کیا ہے خدا آپ کو نماز پڑھنے والوں اور ذکر کرنے والوں میں شمار کرے۔ دشمن سے کہو کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ کو روک دے تاکہ ہم نماز پڑھ سکیں۔

جب کوفیوں کو وقتی طور پر جنگ بندی کی تجویز پیش کی گئی تو دشمن کی فوج کے سالار حصین نے کہا کہ تم جو نماز پڑھنا چاہتے ہو یہ نماز خدا قبول نہیں کرے گا۔

حبیبؑ نے اس کے یہ جملے سنے تو اسے سخت جواب دیا اور کہا اے کینے اتھاری نماز قبول نہیں ہوگی ہم تو فرزند رسولؐ کے ساتھ ہیں۔

جنگ جاری رہی اور امامؑ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حالت جنگ میں نماز خوف باجماعت ادا کی۔

امام عالی مقامؑ کے کچھ ساتھی آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دشمن کے تیر سامنے سے بارش کے قطرے کی طرح آپ کی طرف آرہے تھے۔ آپ کے چادران حیدرؑ کو اپنے سینے پر لے رہے تھے اور آپ کے سامنے سپرین کر کھڑے تھے۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو امامؑ کے کچھ ساتھی

شہید ہو گئے۔

ابو ثمامہ جیسے ہی نماز کا فریضہ ادا کر چکا تو وہ فوراً آگے بڑھا اور مولاً سے عرض کی۔

اے ابا عبد اللہ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں آپ کو اپنے اہل و عیال کے درمیان تہجدیکھوں اور اسی حالت میں آپ مارے جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔ آگے بڑھو دشمن پر حملہ کرو ہم بھی آپ کے پیچھے آ رہے ہیں۔

﴿ابو ثمامہ کا تذکرہ﴾

ابو ثمامہ جو حضرت علی علیہ السلام کے مشہور شیعوں میں سے تھے سب جنگوں میں مولانا علی کے ہمراہ رہے امام حسین علیہ السلام نے ان کی طرف خط لکھ کر انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا تھا۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ میں تھے تو شیعوں سے مانگنا کرنے کی ذمہ داری ان ہی کو دی تھی اور جب حضرت مسلم بن عقیل شہید ہو گئے تو آپ نافع بن ہلال کے ساتھ کربلا میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہو گئے۔

ابو ثمامہ نے امام سے اجازت ملنے کے بعد دشمن پر حملہ کیا آپ نے بڑی جنگ کی آپ اپنے چچا کے بیٹے قیس بن عبد اللہ سعدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

﴿ابو ثمامہ کے اخلاص کا ایک واقعہ﴾

کثیر بن عبد اللہ نے عمر بن سعد کو پیغام دے کر امام کے پاس بھیجا کثیر نے عمر بن سعد سے کہا اگر تم مجھے حکم دو تو میں اسے قتل کر آؤں۔

عمر بن سعد نے کثیر سے کہا کہ میں تجھے ان کے قتل کے لئے نہیں بھیج رہا بلکہ ان سے جا کر سوال کرو کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟

کثیر — امام حسین علیہ السلام کے خیام کی طرف بڑھا جیسے ہی ابو ثمامہ نے کثیر کو آتے ہوئے دیکھا تو مولاً سے عرض کیا۔ یا ابا عبد اللہ! خدا آجکے دشمن کے ہر شر سے بچا کر رکھے یہ جو آدمی آ رہا

ہے یہ روئے زمین کا بدترین۔ کمینہ ترین سفاک شخص ہے۔

ابو ثامہ نے یہ کہا اور بڑھ کر کثیر کے آگے کھڑا ہو گیا اور کثیر سے کہا اگر مولّا سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو تلوار کو زمین پر رکھ دو کثیر نے جواب دیا۔

خدا کی قسم میں یہ ذلت قبول نہیں کروں گا میں ایک پیغام لایا ہوں اگر اجازت ہو تو پیغام پہنچا دوں ورنہ واپس لوٹ جاؤں گا۔

ابو ثامہ نے کہا اگر ایسا ہے تو تیری تلوار کے قبضے پر میرا ہاتھ رکھے گا اور تو یہ پیغام پہنچا دے کثیر نے ابو ثامہ کی یہ تجویز بھی قبول نہ کی تو ابو ثامہ نے کہا کہ یہ پیغام مجھے دے دو۔ میں اہل مکہ پہنچا دیتا ہوں میں تجھ جیسے کہنے اور سفاک شخص کو امام کے خیمے میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔

بہر حال کثیر کو ذلت اور رسوائی سے واپس جانا پڑا اور وہ بغیر پیغام پہنچائے واپس آ گیا تو عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا۔

زیارت ناحیہ میں امام زمانہ (عج) نے ابو ثامہ کو اس طرح یاد فرمایا ہے۔

السلام علیٰ ابی ثامہ عبد اللہ الصائدی

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی سعید سے گفتگو﴾

جب مولّا نے نماز شروع کی اور دشمن نے جنگ بند نہ کی تو امام حسینؑ کے چند ساتھی مولّا کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنے سینوں کو سپر قرار دے دیا ان میں سے دو صحابی سعید بن عبد اللہ اور عمر بن قرظہ کھسی تھے جو بھی تیرا تابع یہ دونوں اپنے سینوں پر لیتے تھے نماز مکمل ہونے کے بعد یہ دونوں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ سعید بن عبد اللہ نماز کے بعد خون آلود اور کمزور بدن کے ساتھ جب زمین پر گر پڑے تو یہ جملے کہے۔

”خدا دندا! ان لوگوں پر لعنت بھیج اور عذاب بھیج جو عذاب تو نے قوم عاد اور قوم ثمود پر بھیجا اور میرا سلام اپنے پیغمبر کو پہنچا دے۔ یہ تکلیف جو مجھے پہنچی ہے اس سے اپنے پیغمبر کو آگاہ فرما کیونکہ اس فداکاری اور جان بازی سے میرا مقصد اور یہ سب رنج و تکلیف اٹھانے کی غرض یہ تھی کہ میں تیرے پیغمبر کے فرزند کی مدد کر کے تجھ سے اجر و ثواب حاصل کروں۔“

یہ جملے کہنے کے بعد سعید نے اپنی آنکھیں کھولیں اور امام کے چہرے کی زیارت کی پھر عرض کیا
اَوْفَيْتُ يَا اَبْنَ رَسُولِ اللّٰهِ۔

اے فرزند رسول! کیا آپ کے حوالے سے جو میری ذمہ داری بنتی تھی وہ میں نے ادا کر دی
ہے؟

امام نے ان کے جواب میں فرمایا۔ نعم انت امامی فی الجنة
جی ہاں! تم نے اپنا اسلامی اور انسانی فریضہ جیسی طرح انجام دے دیا ہے تم مجھ سے پہلے جنت میں
چارہے ہو۔

﴿عمر و بن قریظہ کنسی کو امام کا جواب﴾

عمر و بن قریظہ کنسی نے سعید کے ہمراہ اپنے سینے کو امام کے وجود کے سامنے پر قرار دیتے
ہوئے شہادت پائی اور آپ کے جسم پر بھی اتنے حیرانگہ لگے کہ آپ زمین پر گرے اور سعید کی گھنگوڑ
سن رہے تھے عمرو نے بھی وہی سوال اپنے مولّا سے کیا۔ کیا میں نے آپ کے معاملہ میں اپنی ذمہ
داری ادا کر دی ہے؟ تو مولّا نے جواب میں فرمایا جی ہاں تو نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے
میرے آگے تم بہشت میں ہو اور یہاں پر مولّا نے اس جملہ کا اضافہ کیا ہے۔

نعم انت امامی فی الجنة فاقرء رسول اللہ منی السلام واعلمہ انی فی الاثر
ہاں تو بھی میرے آگے بہشت میں ہو گا میرا سلام رسول خدا تک پہنچا دینا اور ان کو بتا دینا کہ
میں بھی آپ کے بعد حضرت کے دیدار اور ملاقات کے لئے آ رہا ہوں۔

قریظہ بن کعب رسول کے صحابہ میں سے ہیں جنگ احد کے میدان میں شامل تھے جنگ احد
کے علاوہ دیگر جنگوں میں بھی حضور پاک کے ہم رکاب رہے اور امیر المومنین کے ساتھ بھی رہے۔
جنگ صفین میں مولّا علی کے پرچم بردار تھے۔ مولّا علی نے انہیں فارس کا گورنر بنایا ۱۵ ہجری میں
فوت ہوئے یہ پہلی شخصیت تھے کہ جن پر کوفہ میں فوج خوانی کی گئی اس کے دو بیٹے تھے عمر و اور علی۔
جب مولّا حسین کربلا میں پہنچے تو اس وقت عمرو بھی کربلا میں پہنچے عاشور کے دن دشمن کا مقابلہ
کرنے کے لئے آپ اجازت لے کر چلے گئے جنگ کرنے کے بعد واپس آئے اور نماز کی حالت

میں مولاً کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے جب کہ اس کا بھائی علی عمر بن سعد کے لشکر میں کوفہ سے مولاً حسینؑ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آیا جب اس کا بھائی شہید ہو گیا تو اس ملعون نے مولاً کو خطاب کر کے آپ کی خدمت میں گستاخی کی اور یہ کہا۔

یا حسینؑ! اغررت اخی واضللتہ فقتلہ

ترجمہ اے حسینؑ آپ نے میرے بھائی کو دھوکہ دیا اور اسے گمراہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

مولاً نے جواب میں یہ کہا۔

انی لم اغرر احاک وما اضللتہ ولكن هداه الله واضلک

ترجمہ مجھے میں نے تیرے بھائی کو دھوکہ نہیں دیا۔ اور میں نے اسے گمراہ نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کی ہدایت فرمائی اور تو گمراہ ہو گیا۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

میرے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ تم پر دردناک عذاب کا اضافہ کرے گا

دنیا کی زیب و زیبائش پر دھوکہ نہ کھاؤ

ہم نے تو اپنی جانوں کو تلواروں کے لیے ہبہ کر دیا ہے

افواج کوفہ و شام! بے شک تم پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے

ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

میرا اس شہید پر سلام جس کی شہ رگ کاٹ دی گئی

﴿سعد بن حارث اور ابوالحوتوف کی شہادت﴾

سعد بن حارث اور ابوالحوتوف یہ دونوں خارجی تھے۔ امیر المومنین کے مخالف تھے یہ دونوں عمر بن سعد کے لشکر میں آئے ہوئے تھے جب مولا حسینؑ کے تمام اصحاب شہید ہو گئے اور مولا حسینؑ نے نصرت طلبی کی فریاد بلند کی اور فرمایا۔

هل من ناصر ينصرنا هل من معيث يعيثننا

کیا کوئی مدد کرے گا جو ہمیں ہے؟

خیام سے بچوں اور خواتین کے رونے کی آواز آئی۔

اس چیز نے ان دونوں بھائیوں میں ایک انقلاب برپا کیا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں ہے اور کیا ایام حسینؑ ہمارے پیغمبر کا بیٹا نہیں ہے؟ کیا ہمیں قیامت کے دن اس کے جد کی شفاعت کی امید نہیں ہے؟ ہم کیسے اس کے ساتھ جنگ کریں؟ اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم رسول پاکؐ کو کیا جواب دیں گے؟ وہ اس وقت دشمن کے درمیان تہاء ہیں اس غربت میں وہ بے یار و مددگار ہیں۔

دونوں نے ابن سعد کے لشکر کو چھوڑا تلواریں اپنے نیاں سے نکالیں اور امام حسینؑ کے نزدیک آ گئے اور آپؑ کے سامنے دشمن سے جنگ کرنا شروع کی کچھ قتل اور کچھ کو زخمی کیا دونوں بھائی ایک ہی جگہ گرے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حرمی طرح سعادت مند بنے اور ان کا انجام اچھا ہو گیا۔



﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی زہیر بن قین سے گفتگو﴾

یہ اپنے قبیلہ کا بڑا شخص تھا خلیفہ موئم عثمان کے حامیوں سے تھا امیر المومنین علیؑ کا مخالف تھا مکہ اور کربلا کے درمیان سفر میں مولا حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ہدایت پا گیا زہیر نے دشمن کے ساتھ جنگ لڑی ایک دفعہ بحر موٹا کی خدمت میں پہنچے اور دوبارہ آپ سے اجازت طلب کی اور یہ شعر پڑھے۔

فدتک نفسی هادياً مهدياً اليوم القى حدك النبیاً
وحسناً والمرضى علیاً وذا جنا حین الفتی الکمیاء
واسد الله الشہید الحیاء

ترجمہ: مجھ میری جان آپ پر قربان کہ جس نے ہدایت پائی اور ہدایت کو اختیار کر لیا آج وہ دن ہے کہ جس میں آپ کے نام سے ملاقات کروں گا۔ امام حسنؑ سے، امیر المومنین علیؑ سے، ملاقات کروں گا جو دو پروں والے ہیں اس مرد جعفر طیار سے جا کر ملاقات کروں گا، اللہ کے شہید حمزہ سے ملوں گا وہ شہید ہے۔ زعمہ ہے ان سے آج جا کر ملاقات کروں گا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا میں بھی آپ کے بعد ان سے آ کر ملاقات کروں گا جب زہیر زمین پر گر پڑے اور آخری سانسیں تھیں تو مولا حسینؑ آپ کی لاش پر پہنچے اور یہ جملے کہے۔

وانا القاهم علی الثرک لا یعدنک الله یا زهیر و
لن الله قاتلیک لمن الدین مسخوا قِرْدَةً وخنایزیر

لا یعدنک الله یا زهیر

ترجمہ: خدا اپنی رحمت کو تجھ سے دور نہ کرے تیرے قاتلوں پر خدا کی لعنت ہو اس طرح کی لعنت کہ جیسی لعنت خدا نے گزشتہ زمانے کے قاتلوں پر بھیجی کہ وہ مسخ ہو گئے اور بندراور خنزیر کی شکل میں آ گئے۔

﴿جنابِ حرّی شہادت﴾

حبيبؑ کے قتل کے بعد نمازِ ظہر سے پہلے زہیر کے ہمراہ اہلِ کربلا پر حملہ کیا اور جب ان دو میں سے ایک دشمن کے محاصرہ میں آ جاتا تو دوسرا محاصرہ سے نجات دلاتا۔ یہاں تک کہ دشمن نے حر کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے۔ حر نے پیدل جنگ کی۔ دشمن کے کافی سارے سپاہیوں کو واصل جھنم کیا۔ دشمن کے پیادہ دستے نے حر پر حملہ کر دیا اور حر زخمی حالت میں زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؑ کے کچھ ساتھیوں نے حملہ کر کے خود کو حر کے پاس پہنچا دیا اور حر کے شہم جان بدن کو اٹھا کر خیموں کے قریب دیگر شہداء کے پہلو میں آ کر لٹا دیا۔

امام حسینؑ اس جگہ حر کی لاش کے پاس پہنچے آپ اس وقت یہ جملہ دہرا رہے تھے۔

قتلة مثل قتلة النبیین و آل النبیین.

یہ لوگ نبیوں اور نبیوں کی اولاد کے قاتلوں کی مانند ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے حر کے سر کو گود میں لیا اور اس کے سر سے خون صاف کیا اور پیار سے یہ جملہ فرمائے۔

نعم یتوب اللہ علیک ویغفر لک قتلة مثل قتلة النبیین انت الحر کما سمنک

امک وانت الحر فی الدنیا والاخرۃ

تو حر ہے اور آزاد مرد ہے جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے۔ تو اس قافی دُنیا میں آزاد ہے اور

جادوئی دُنیا میں بھی آزاد ہے۔

اس کے بعد امامؑ نے مرثیہ پڑھا۔

لنعم الحر حر بنی رباح صبور عند مشتبک الرماح

ونعم الحر اذ نادى حسیناً و جاد بنفسه عند الصباح

فیابری اضفہ فی جنان و زوجہ مع الحور الملاح

۱۔ ”حر ریاچی کتنا اچھا مرد ہے۔ صابر ہے جنگ اور نیزوں کی کثرت میں حوصلے والا ہے۔

۲۔ حر کتنا اچھا مرد ہے کہ جب حسینؑ نے اسے آواز دی تو اس نے حسینؑ کی دعوت کے وقت اپنی

جان حسینؑ پر قربان کی۔

۳۔ پرونگارا! بہشت بریں میں اس کی پڑ بولی فرما۔ خوبصورت اور نمکین رنگ خوروں سے اس کی ازادان فرما۔

روایت میں ہے کہ جنابِ حر کا سر زخمی تھا ان کا خون نہیں رک رہا تھا۔ مولانا نے جنابِ سیدہؑ کے ہاتھ

کا تیار کردہ رد مال اپنی جیب سے نکالا اور اس سے حر کے سر کو باندھ دیا جس سے خون رک گیا۔

﴿حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت﴾

(حضرت علی اکبرؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے مشہور ہے کہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی حضرت ابوطالبؑ کی اولاد سے آپ پہلے شہید ہیں جب حضرت علی اکبرؑ مولاً سے اجازت لینے آئے۔ تو مولاً نے اپنی داڑھی کو ہاتھوں میں لے کر آسمان کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھی)

اللھم اشھد علیٰ ہولاء القوم فقد برز الیہم اشبه الناس برسولک محمدؐ خلقاً وخلقاً ومنطقاً وکما اذا اشتقنا الی رؤیة نبیک نظرنا الیہ اللھم فامنعمہم برکات الارض وفرقہم تفریقاً ومزقہم تمزیقاً واجعلہم طرائق قداداً ولا ترض ولایۃ عنہم ابداً فانہم دعونا لیتصرون ثم عدوا علینا لیقاتلون ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین خیرۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم مالک قطع اللہ رحمک کما قطعت رحمی ولم تحفظ قرابتی من رسول اللہ وسلط علیک من یدبحک علی فراشک

قتل اللہ قوماً قتلوک یا بنی ما جراہم علی اللہ وعلی انتحاک حرمة رسول اللہ علی الدنیا بعدک العفاء

ترجمہ اے اللہ اس قوم پر گواہ رہنا کہ جس کی طرف ایسا جوان جا رہا ہے جو اخلاق میں خلقت میں، گفتار میں، تمام لوگوں سے زیادہ تیرے رسول محمدؐ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ ہمیں جب یہ شوق ہوتا تھا کہ اے اللہ تیرے نبی کا دیہہ کر دیں تو ہم اس کے چہرے کی طرف دیکھتے تھے

﴿امامؑ کی نفرین﴾

یہ جملے کہنے کے بعد امامؑ نے یوں دشمنوں پر نفرین کی۔

اے اللہ! ان لوگوں پر سے زمین کی برکت روک دے اور ان کے درمیان سخت اختلاف ڈال دے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ان کے راستے مختلف قرار دے اور کبھی بھی ان سے ٹکرائوں کو خوش نہ فرما۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہمیں دعوت دی تاکہ وہ ہماری مدد کریں۔ پھر انہوں نے

ہمارے خلاف چڑھائی کردی پھر جنگ شروع کر دی پھر قرآن کی آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے عالَمین پر آدم کو حضرت نوح کو آل ابراہیم اور آل عمران کو برتری عطا فرمائی ایسی روایات ہیں جو بعض سے دوسرے بعض سے ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اس کے بعد عمر بن سعد کو مخاطب کر کے آپ نے اس طرح فرمایا۔

اے عمر بن سعد تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تیرے رشتے توڑے تیری نسل کو ختم کرے تیرے معاملات اور کاروبار میں برکت نہ ڈالے اللہ تیری نسل کو اس طرح ختم کرے جس طرح تو نے میرے رشتے کو کاٹا ہے اور علی اکبر سے میری نسل کو ختم کیا ہے۔ اور میری رسولؐ سے قرابت کا لحاظ تم نے نہیں کیا۔

پھر انہم نے بلند آواز سے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ کی تلاوت فرمائی۔ ترجمہ ﴿بہ تحقیق اللہ نے آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو زمین پر چن لیا ہے ان کے بعض ہیں جو دوسروں کی اولاد ہیں اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ حضرت علی اکبرؑ میدان جنگ میں گئے اور یہ جزیہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ ﴿میں علی اور حسین کا بیٹا ہوں اللہ کے گھر کی قسم میں نبیؐ کے گھر سے زیادہ قریب ہوں۔ ۲﴾ خدا کی قسم کہینے کے بیٹے کا حکم ہم پر نہیں چلے گا اور میں تمہارے سینوں میں نیزہ اتا چلاؤں گا یہاں تک کہ نیزہ ٹیڑھا ہو جائے۔

۳﴾ میں اپنے باپ کا دفاع کرتے ہوئے ایک ہاشمی نوجوان کی تلوار تمہارے اوپر چلاؤں گا اور تمہاری گردنیں اڑاؤں گا۔

حملہ کرنے کے بعد علی اکبرؑ اپنے والد گرامی کے پاس آئے اور کہا۔

﴿حضرت علی اکبرؑ کا امام حسین علیہ السلام سے پانی مانگنا﴾

اے بابا! بیاس نے مجھے مار ڈالا ہے لوہے کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے کیا ایک گھونٹ پانی میرا سکتا ہے؟ تاکہ اس پانی کے ذریعہ ان دشمنوں کے خلاف جی طاقت استعمال کر سکوں اور ان کو آپ سے دور کر سکوں۔

﴿امام حسینؑ کا جواب﴾

اے پیارے بیٹے، محمدؐ اور علیؑ اور تیرے بابا پر یہ بات گراں ہے کہ تم ان کو بلاؤ اور وہ تجھے جواب نہ دیں اور تم انہیں فریاد کرو اور وہ تیری فریاد کو نہ سنیں۔ اے پیارے بیٹے اپنی زبان کو میرے منہ میں رکھ دو۔ جناب اکبرؑ نے جب زبان آپ کے منہ میں رکھی تو ایک معنوی طاقت تو آپ کو اس عمل سے ضرور ملی ہوگی البتہ آپ نے فوراً یہ جملے کہے کہ بابا جان اب میں پیاسا نہیں رہا۔ شاید مولانا نے یہ اس لیے کہا ہو کہ میرے باپ تو مجھ سے بھی زیادہ پیاسے ہیں اس کے بعد مولانا نے اپنی انگلی دی اور فرمایا اس کو اپنے منہ میں رکھ لو اور واپس اپنے دشمن سے جنگ کرو۔ مجھے اُمید ہے کہ شام تک تیرے نانا تجھے پانی سے بھرا ہوا جام کوثر پلائیں گے کہ جس کے بعد تم بھی پیاسے نہیں رہو گے۔

دوسری روایت میں ہے مولانا نے فرمایا۔ ہائے فریاد پیارے بیٹے اتھوڑی دیر اور جنگ کرو بہت ہی جلدی اپنے نانا محمدؐ سے ملاقات کرو گے وہ آپ کو جام کوثر سے سیراب کریں گے۔ حضرت علی اکبرؑ نے کافی دیر تک جنگ کی۔ مقتد بن مرہ نے آپ کے سر پر اتنے زور کی تلوار ماری کہ آپ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور دشمن کے سپاہی تلواریں لے کر آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کے دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن میں آ گئے اور آپ کے نازک بدن کو دشمن نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جب دشمنوں سے چور چور ہو کر علی اکبرؑ زمین پر گر پڑے تو ان الفاظ کے ساتھ بابا کو سلام کیا۔

اے بابا جان ایہ میرے نانا رسول اللہؐ ہیں انہوں نے مجھے اپنا ہالب جام مجھے پلایا ہے کہ میں ان کے پاس پیاسا نہیں رہوں گا اب جلدی کریں جلدی کریں آپ کے لئے بھی جام کوثر موجود ہے تاکہ آپ آ کر اسے پئیں۔“

مولانا نے جب علی اکبرؑ کی یہ آواز سنی تو فوراً اپنے بیٹے کی لاش پر پہنچے البتہ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے امام حسینؑ جب بھی کسی شہید کی لاش پر پہنچتے تھے تو اس کے ساتھ آپ کے جانثار

دشمن کے ساتھ جنگ کرتے اور دشمن سے آپ کا دفاع کرتے اور آپ خود لاش اٹھا کر لے آتے یا پھر چند اور جانثار آپ کے ہمراہ ہو جاتے آپ نے اپنے پیارے بیٹے کی لاش پر پہنچ کر اس طرح بین کئے اللہ نقل کرے اس قوم کو جنہوں نے تجھے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کتنی بڑی جرات دکھائی ہے؟ رحمت ہو اللہ کے رسول پر۔ تیرے قتل پر انہوں نے رسول کی حرمت پامال کی ہے اے پیارے بیٹے تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔

اور آپ نے علی اکبرؑ کو اپنی گود میں لے لیا آپ کے چہرے کے بوسے لے کر فرما رہے تھے۔ اے پیارے بیٹے! تم تو دنیا کے غموں سے راحت میں پہنچ گئے اور دنیا کی غمتوں سے نجات پا گئے اور تیرا بابا دشمنوں کے درمیان تہوارہ گیا خدا لعنت کرے ان پر جنہوں نے تجھے قتل کیا میں بھی جلد ہی تیرے ساتھ آٹلوں گا اور اسی طرح سے علی اکبرؑ کو اللوداع کیا۔

اے میرے دل کے چین! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اے میری آنکھوں کا نور! مجھے تنہا چھوڑ کر جا رہے ہو؟

بعض روایات میں ہے کہ جب علی اکبرؑ زمین پر آئے تو جوانان بنی ہاشم نے حملہ کر کے دشمنوں کی فوجوں کو دو درو در تک بھگا دیا اور خیام سے ایک پردہ دار بی بی نکلی وہ بی بی جن کے ہارے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شریکۃ الحسنینؑ جناب سیدہ نعبہؑ (صلوات اللہ علیہا) تھیں وہ اپنے بھائی سے پہلے علی اکبرؑ کی لاش پر پہنچ کر اس طرح بین کر رہی تھیں۔

اے میرے پیارے! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! میرے دل کا نور! آپ کے فراق پر ہم رنجیدہ دل ہیں ہائے اکبرؑ ہائے بیٹے اپنے بابا کو تمہا کر گئے جب علی اکبرؑ کی لاش پر امام پانچے تو بیٹے کی لاش کو چھوڑ کر اپنی پردہ دار بہن کو خیموں کی طرف پلٹا یا اور پھر امام نے نو جوانان بنی ہاشم سے فرمایا بیٹو آگے بڑھو اور اپنے بھائی کی لاش کو اٹھا کر مظل کی طرف لے جاؤ۔

﴿نکتہ﴾

بعض قاتل نویسوں نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم نے جناب علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد دشمن کے ساتھ گھمسان کی جنگ کی اور میدان بالخصوص خیام کے قریبی حصہ سے جہاں پر علی اکبرؑ کی لاش پڑی تھی دشمن افواج کو دور بھگا دیا اور مولا امام حسینؑ اپنے جوان بیٹے کے غم میں غڑھال تھے اور جناب سیدہ زینب (صلوٰۃ اللہ علیہا) کیونکہ محافظہ امام بی بی فاطمہؑ اس لیے خود خیام سے باہر لاش تک آئیں تاکہ بھائی جب بہن کو جناب علی اکبرؑ کی لاش پر دیکھیں تو ان کا غم تقسیم ہو جائے اور ان کی توجہ دوسری طرف ہو جائے بہر حال اگر یہ روایت درست ہے تو اس کی شرعی حیثیت بھی موجود ہے اور یقینی بات ہے کہ مندرجات عصمت کے پردوں کے محافظہ حضرت عباسؑ علمدار نے اس کا انتظام بھی کر لیا ہوگا۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

﴿سب سے زیادہ سچی وہ ہے جو ان کو دے جن سے اس کو کوئی اُمید نہ ہو﴾

﴿جس کی نیت حق ہے اور جس کا بچھونا تقویٰ ہے اسے کوئی پرواہ نہیں﴾

﴿غیر اہل فکر سے بحث و مباحثہ اسباب جہالت کی علامت ہے﴾

﴿اے لشکر شیطان! اے گروہ کفار! تم اولاد انبیاء کو قتل کرنے والے ہو﴾

﴿حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد دیگر آل ابوطالب﴾

حضرت عبداللہؑ مسلم کے بیٹے امیدان میں آئے اور میدان میں انہوں نے یہ شعر پڑھا
آج میں اپنے بابا مسلم کے ساتھ ملاقات کروں گا اور ان نوجوانوں کے ساتھ ملاقات کروں گا جو
پیغمبرؐ کے دین کے راستے میں شہید ہوئے ہیں۔

تین مرتبہ اس نوجوان نے دشمن پر حملہ کیا دشمن کے کافی افراد ہلاک کئے حدید بن زرقاء
نے آپؑ کی پیشانی پر تیر مارا اور آپؑ کا قاتل پیشانی سے تیر کو کھینچ کر لے گیا لیکن تیر کا پھل آپؑ کی
پیشانی میں بیوست رہا اسی حالت میں محمدؐ اور عروہؓ عبداللہؑ بن جعفرؓ کے بیٹے اور محمد بن مسلم
تینوں اکٹھے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

امامؑ نے ان جوانوں کو میدان جنگ میں دیکھ کر یوں فرمایا۔

اے میرے بچے! اے میرے اہل بیت! موت کے سامنے صبر اور استقامت سے ڈٹ
جاؤ خدا کی قسم آج کے بعد کبھی بھی ذلت اور رسوائی نہ دیکھو گے۔

۱۔ ﴿شہزادہ حضرت قاسم﴾

(اہل بیت کے چند نوجوانوں کی شہادت کے بعد حضرت قاسمؑ شہادت کے لئے آگے
بڑھے۔ آپؑ کا سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا آپؑ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا
تھا آپؑ کے بدن پر عربی قمیص تھی آپؑ کے پاؤں پر تسمے والی نعلین تھی آپؑ کے پاس تلوار تھی جب
امامؑ سے اجازت لینے کے لئے آئے تو ایک غمناک منظر تھا مولاً نے پہلے اجازت نہ دی حضرت
قاسمؑ نے اپنے چچا کے ہاتھوں اور پاؤں کا بار بار بوسہ لیا اور روتے رہے کہ مجھے اجازت دے
دیں بالآخر بعض روایات کے مطابق حضرت قاسمؑ نے اپنے باپ کا ایک وصیت نامہ جو کہ تعویذ
کی شکل میں آپؑ کے پاس تھا وہ اپنے چچا کے حوالے کیا مولاً اپنے بھائی کی تحریر پڑھ کر بہت
ردئے اور مولاً نے قاسمؑ کو گلے سے لگایا اور آپؑ قاسمؑ کی کتنی کد کچھ کراپنے بھائی حسنؑ کی یاد میں
رو پڑے کیونکہ جناب قاسمؑ اپنے بابا کی ہو بہو شبیہ تھے یہی وجہ ہے کہ امام حسنؑ علیہ السلام کے باقی

فرزندوں سے زیادہ تذکرہ حضرت قاسم کا ہوتا ہے جب کہ امام حسن کے اور فرزند بھی تھے جو کربلاء میں شہید ہوئے جب کہ امام حسن کے بڑے فرزند حسن ثانی جو کہ امام حسین علیہ السلام کے داماد بھی تھے اور آپ کا ایک بیٹا عبداللہ بھی تھا آپ میدان کارزار میں گئے اور زخمی حالت میں شہداء کی لاشوں میں پڑے رہے آپ کا ایک بازو بھی قلم ہو گیا لیکن خدا کا وعدہ پورا ہوا اور آپ بچ گئے اور امام حسن علیہ السلام کی نسل آپ سے اور آپ کے ایک بیٹے سے چلی

بعض کا کہنا یہ بھی ہے آپ قاسم کو دیکھ کر اتنے روئے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی خود ہی مولائے آخر کار قاسم کو گھوڑے پر سوار کیا۔ سر پر عمامہ باندھا۔ قحت الہنک باندھی۔ قمیض کو کٹھن کی مانند دو نیم کیا اور اس حالت میں قاسم کو میدان میں روانہ کیا۔

جب قاسم زمین پر گرے تو مولیٰ حسین قاسم کی زخمی لاش پر پہنچے اور فرمایا۔

خدا کی رحمت ان سے دور ہو جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے قیامت کے دن تیرے نانار رسول خدا اور تیرے دادا علی ان کے دشمن ہوں اور آپ کے پاپا حسن ان کے دشمن ہوں۔

اس کے بعد فرمایا۔

تیرے چچا کے لئے یہ بات سخت ہے تو ان کو مدد کے لئے پکارے اور وہ اس کا جواب نہ دے سکیں اگر آئیں تو تجھے قاتل نہ پہنچا سکیں۔

خدا کی قسم تیری نصرت طلبی کی آواز ایسے شخص کی آواز ہے کہ جس کے قبیلے کے بہت سارے افراد قتل ہو چکے ہوں۔ اور اس کے یار و مددگار کم ہوں۔

امام حسین علیہ السلام جناب قاسم کے زخمی لاش کو دیکر شہداء کے ہمراہ خیمہ میں لائے اور آپ کی لاش کو جناب علی اکبر کی لاش کے ساتھ رکھا اور کوفہ والوں پر اس طرح نفرین فرمائی۔

”اے اللہ ان سب کو مصیبت میں گرفتار کر۔ کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ اور ان کو بالکل معاف نہ فرما اور نہ ہی ان پر اپنی بخشش نازل فرما۔“

پھر اپنے اہل بیت کی طرف رخ کر کے فرمایا اے میرے اہل بیت آج کے دن کے بعد تم بھی ذلت و خواری نہیں دیکھو گے۔

﴿شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد مولّا کی اعداء پر نفرین﴾

جب مولّا امام حسین علیہ السلام تہارہ گئے تمام یارو انصار مارے گئے۔ شہید ہو گئے تو امام نے نصرت طلبی کی صدا بلند کی۔

”ہے کوئی جو رسول اللہؐ کے حرم کا دفاع کرے؟ کوئی توحید پرست ہے جو ہمارے خاندان کے حوالے سے خدا خوفی کرے؟ کوئی فریاد رس ہے جو ہماری نصرت کے ذریعہ اللہ کی رحمت کا امیدوار بنے؟ کوئی مددگار ہے جو اللہ کے ہاں سے ثواب حاصل کرے؟

جب امام حسین علیہ السلام کی یہ صدا بلند ہوئی تو خیام سے عورتوں اور بچوں کے رونے کی آواز آئی امام حسین علیہ السلام اپنے خیموں کی طرف آئے آپؑ نے اپنے شیر خوار بیٹے علی اصغرؑ کو ہاتھوں پر لیا اور دشمن سے ان الفاظ کے ساتھ پانی طلب کیا۔

کہ یہ بچہ شیر خوار ہے جان بلب ہے پیاس کی وجہ سے جان بلی کی حالت میں ہے۔ آپ کے یہ جملے سن کر ایک مرتبہ فوج اشقیاء کے دل کانپ اٹھے عمر بن سعد اس حالت سے پریشان ہو گیا اس نے حملہ کا حلیٰ ملعون کو حکم دیا کہ حسین کی بات کا جواب دو ظالم حمل نے پانی کی بجائے تیر علی اصغرؑ کی چھوٹی سی گردن میں پیوست کر دیا۔

اس تیر کے بارے میں امام معصومؑ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا تیر تھا جو علی اصغرؑ کے ایک کان سے دوسرے کان تک گزر گیا اور علی اصغرؑ کا ننھا سا گلہ کٹ گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے علی اصغرؑ کا حق خون اپنے ہاتھوں پر لیا اور فرمایا۔ کہ یہ میرے لئے بڑی مصیبت ہے جو اللہ کے سامنے ہے۔

یہاں پر مولّا نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی۔

”پروردگار! دنیا میں آسانی مدد نہ لینے کے بدلے میں ہمارے لئے وہ کچھ قرار دے جو اس سے بہتر

ہے اور ان خونخوار لوگوں سے ہمارا انتقام لے اور جو کچھ اس دنیا میں ہمارے اوپر مصائب اترے

ہیں انہیں آخرت میں ہمارے لئے ذخیرہ فرما۔“

علی اصغرؑ کے علاوہ چار اور نابالغ بچے بھی شہید ہوئے۔

۱۔ عبداللہ بن حسن شنی بن امام حسن مجتبیٰ

۲۔ محمد بن ابی سعد بن عقیل

۳۔ عمرو بن جنادہ

جب امام حسین علیہ السلام کافی طولانی جنگ کے بعد اپنی مثل گاہ میں پہنچے تو جناب عبداللہ جن کی عمر دس سال تھی جنھوں نے اپنے بابا حسنؑ کو نہ دیکھا تھا۔ مولا حسین علیہ السلام کے پاس پرورش پائی اپنی ماں اور پھوپھی سے دامن چھڑا کر بابا، بابا کہتے ہوئے مولیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

دوسری روایت کے مطابق حسن شنی کے بیٹے تھے اور مولا حسین علیہ السلام کے نواسے تھے ان کی عمر پانچ یا چھ سال تھی۔ عبداللہ مولیٰ کی گود میں تھے۔

حجر بن کعب ملعون نے امام حسینؑ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا جناب عبداللہ نے یہ دیکھ کر اسے کہا۔

اے کمین عورت کے بیٹے! تم میرے بابا کو مارنا چاہتے ہو اور اپنا ہاتھ سامنے کیا اس ظالم کی تلوار سے عبداللہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ عبداللہ نے آواز بلند کی۔

ہائے میرے بابا اور امام کے پاس آ کر گلے سے لپٹ گئے۔ مولیٰ نے یہ دیکھ کر فرمایا اے میرے بیٹے! میرے پیارے! اے میرے لاڈلے! اس مصیبت پر صبر کرو جو آپ پر اتاری ہے کیونکہ آپ اپنے آباء طاہرین صالحین رسول اللہ، حمزہ، جعفر، حسن کے پاس پہنچ جائیں گے جناب عبداللہ نے اپنے چچا کی گود میں سر رکھا۔ دشمن نے حیر مارا اور عبداللہ نے اپنے چچا یا نانا کی گود میں جان دے دی۔

مولیٰ نے اس حال میں ان الفاظ کے ساتھ ظالموں پر نفرین فرمائی

اے اللہ! ان سے آسمان کی بارش روک دے، اے اللہ زمین کی برکتیں انھیں نصیب نہ ہوں اگر ان کو زندگی عطا کی ہے تو ان کو جہاد اچھا کر دے۔ حکمرانوں کو کبھی بھی ان سے راضی نہ فرما۔ کیونکہ انھوں نے ہمیں دعوت دی تاکہ یہ لوگ ہماری مدد کریں ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے

دشمن کے ساتھ مل کر انہوں نے ہمارے ساتھ جنگ شروع کر دی۔

امام حسن بھی علیہ السلام کے تین بیٹے کر بلا میں شہید ہوئے۔

امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک بیٹے کا نام حسن ثنی تھا اور جناب حسن ثنی جیسا اوپر بیان ہوا ہے امام حسین علیہ السلام کے داماد تھے اور امام کے ساتھ کر بلا میں موجود تھے۔ زخمی ہوئے اور پھر علاج سے صحت یاب ہو گئے۔

اختصار کے پیش نظر اصحاب مولا امام حسین علیہ السلام اور جو انان بنی ہاشم کے دیگر شہداء کے حالات و واقعات کو درج نہیں کیا مطلق کی کتابوں سے آپ پڑھ سکتے ہیں۔



حضرت امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کا حتمی ہونا

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں

اگر دنیا سے کچھ باقی نہ رہ جائے مگر صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ

اس دن کو طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک مرد خروج

کرے گا وہ زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور

سے بھر چکی ہوگی میں نے حضرت رسول اللہ کو اسی طرح فرماتے ہوئے

﴿حضرت عباسؓ علمدار کی شہادت﴾

جب امام حسین علیہ السلام کے تمام یارو انصار اور بنی ہاشم شہید ہو گئے۔ حضرت عباسؓ، مولانا حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ سے جہاد کی اجازت مانگی۔

امام حسین علیہ السلام نے جب حضرت عباسؓ کو دیکھا تو فرمایا۔ انت صاحب لوائی توں تو میرا پرچم دار ہے، میرے لشکر کا سالار ہے۔

جب حضرت عباسؓ نے اپنے مولانا سے یہ جواب سنا تو آپ نے اس انداز سے اجازت طلب کی اے آقا! سردار میرا دل تنگ ہو چکا ہے میں زندگی سے اکتا گیا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے کافی دیر بعد آخر کار حضرت عباسؓ کو یہ کہہ کر اجازت دے دی کہ جاؤ اور پانی لے آؤ۔ غازی عباسؓ میدان میں آئے اور یہ شعر پڑھا۔

یا نفس من بعد الحسینؑ ہولی۔ وبعده لا کنت ان تکونی۔

هذا الحسینؑ واردا المنون وتشرین بارد المعین

تالله ما هذا لفعال دینی

اے نفس! حسین علیہ السلام کے بعد تیرے لئے ذلت اور رسوائی ہو حسینؑ کے بغیر۔ تو زندگی نہیں چاہتے اور نہ ہی تو زندہ رہے۔

اس وقت امام حسین علیہ السلام میدان جنگ میں موت کے مہمان ہیں اور تو ٹھنڈا پانی پینا چاہتا ہے۔ خدا کی قسم! ہمارا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ ہمارے آقا اور ان کے بچے پیاسے ہوں اور میں

پانی پیوں پس فرات کے بتے ہوئے پانی کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور پھر زمین پر پھینک دیا۔

اے پھر جب مشک پانی سے بھر کر خیام کی طرف چلے تو یہ شعر پڑھے۔

مجھے موت سے ڈر نہیں جس وقت موت کی آواز میرے کانوں میں پہنچے تو مجھے ڈر نہیں یہاں تک کہ

میرا بدن میدان جنگ میں گواروں کے درمیان چھپ جائے۔

۲؎ میری جان مصطفیٰؐ کے پاک بیٹے پر قربان ہو جائے میں عباسؓ ہوں اور اس مشک کو خیام تک

ضرور لے جاؤں گا۔

۳ آج جنگ کا دن ہے مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں ہے۔

زید بن رقعہ نے جب آپ کا دایاں ہاتھ قلم کیا تو آپ نے ہمت نہ ہاری اور یہ حماسی اشعار پڑھے۔

خدا کی قسم اگر تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹا ہے تو میں جب تک زندہ ہوں اپنے دین کا دفاع کروں گا۔
اپنے امام اور پیشوا کا دفاع کروں گا جو کہ نبی کے بیٹے اور پاک دامین ہیں۔

اسی ملعون نے چپ کر آپ کا بایاں ہاتھ قلم کیا تو حضرت عباسؓ نے پانی کی مٹک کو اپنے سینے کے نیچے لیا اور خیام کا رخ کیا تو ایک ملعون ضعیف نے آپ کے سر پر گرز مارا اور تیر مٹک میں لگا پانی زمین پر بہہ گیا حضرت عباسؓ نے گھوڑے کو نہر علاقہ کی طرف موڑ دیا حضرت عباسؓ تیروں اور تلواروں میں چپ گئے دشمن نے تباہ توڑ حملے کئے یہاں تک کہ حضرت غازی عباسؓ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور اپنے مولاً پر یوں سلام کیا۔

اے ابا عبد اللہ آپ پر میرا سلام ہو۔

امام حسینؓ فوراً حضرت عباسؓ کی الاش پر پہنچے اور یہ مرثیہ پڑھا۔

۱ کچھ تم بدترین لوگ ہو دشمنی اور ظلم کے راستے میں بہت آگے بڑھ گئے ہو۔ ہمارے خاندان کے متعلق پیغمبرؐ کے حکم کی تم نے مخالفت کی۔

۲ کچھ تم تمام موجودات سے بدترین موجودات ہو کیا پیغمبر اکرمؐ نے تمہیں ہمارے متعلق وصیت نہیں کی تھی؟ کیا میرے نانا احمدؓ اللہ کے منتخب رسول نہیں تھے؟

۳ کچھ کیا فاطمہؓ اثر ہر اہل (ملوۃ اللہ علیہا) میری ماں اور علیؓ میرے باپ نہیں ہیں؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ میرے بابا سب لوگوں سے زیادہ نیک اور پیغمبرؐ کے بہترین بھائی تھے؟

۴ کچھ تم لوگوں نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے تمہارے اوپر سخت لعنت ہے اور اسی لئے تم اس جرم کی وجہ سے ذلت میں گرفتار ہو چکے ہو۔ اور عقرب ایسی آگ کی طرف جاؤ گے جس کی گرمی سخت ہے۔

۵ کچھ امام حسینؓ سلام حضرت عباسؓ کی الاش پر پہنچے تو یہ فرمایا ”اب میری کمرٹ گئی ہے“

اور جب عباس کا علم و مشکیزہ خیام میں لائے تو تمام بیبیوں نے بین کئے اور جناب سیدہ شریکہ الحسین نے بلند آواز میں کہا ۔ ہائے میرا پردہ ۔

﴿ عظمت حضرت عباس کے متعلق ایک واقعہ ﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام نے حضرت عباس کے بیٹے عبید اللہ کو مدینہ منورہ میں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے فرمایا رسول اللہؐ پر جنگ اُحد کے روز سخت ترین صدمہ تھا جب آپ کے چچا حضرت حمزہؓ ، اللہ کے سفیر اور رسول اللہ کے شیر شہید ہوئے ۔

اور اس کے بعد سخت دن جنگ موتہ کا دن تھا جس میں آپ کے چچا زو بھائی حضرت شہید ہوئے اور پھر فرمایا میرے بابا حسین علیہ السلام کے لیے اس دن جیسا کوئی سخت دن نہیں تھا جس دن 30 ہزار کے لشکر نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کر دی اور وہ سب یہ خیال کرتے تھے کہ امام حسین کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کر رہے ہیں جبکہ حسین علیہ السلام انھیں اللہ کی یاد دلاتے رہے ۔

لیکن انھوں نے فصاحت نہ سنی پھر فرمایا ۔۔۔ کہ اللہ رحمت نازل کرے میرے چچا! حضرت عباسؓ پر کہ انھوں نے بڑی قربانی دی اور اپنے آپ کو بھائی پر قربان کیا۔ حالانکہ ان کے ہاتھ کٹ گئے اور اللہ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے بدلے میں پر عطا کئے جن کے ساتھ وہ جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباسؓ کو بھی دو پر عطاء کئے جن سے وہ ہمہ وقت فرشتوں کے درمیان محو پرواز ہیں اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔

کہ میرے چچا عباسؓ کا اللہ کے ہاں ایسا مرتبہ و شان ہے کہ قیامت کے دن سب شہداء عباسؓ کے اس مقام کو دیکھ کر رشک کریں گے ۔

حضرت عباسؓ کے تین مادری بھائی تھے جو حضرت عباسؓ سے پہلے شہید ہوئے ایک کا نام عبداللہ ہے جن کی عمر مبارک 25 سال تھی دوسرے کا نام عثمان ہے جن کی عمر مبارک 23 سال تھی تیسرے کا نام جعفر ہے ان کی عمر مبارک 24 سال تھی ۔ جب کہ حضرت عباسؓ کی عمر مبارک 34 سال تھی ۔ حضرت مولا علیؓ کے ایک اور فرزند بھی شہید ہوئے جن کا نام محمد تھا ۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا مخدرات عصمت سے آخری وداع﴾

ثم انه ودع عياله وامرهم بالصبر وليس الا زرو قال استعدوا للبلاء واعلموا ان الله حاميك وحافظكم وسينجيكم من شر الاعداء ويجعل عاقبة امركم الى خير وبعذب عدوكم بنائواع العذاب ويعوضكم عن هذه البلية بانواع النعم والكرامة فلا تشكوا ولا تقولوا ابالستكم ما ينقص من قدركم.

امام حسین علیہ السلام کا اپنے پردہ داروں سے آخری وداع بہت ہی سخت تھا اور روز عاشورہ کے ممکن ترین واقعات میں سے سب سے زیادہ کرہناک اور دردناک واقعہ تھا مولاً خیمے میں آئے دختران پیغمبران، چادرِ تطہیر کی مالک بیٹیاں، اپنے سامنے یہ منظر دیکھ رہی تھیں کہ ان کا کوئی یار و مددگار اس دیار میں باقی نہ رہا۔ سب کے سب شہید ہو گئے۔ جوان مارے گئے، ان کے آخری پیشوا امامؑ اور آخری امید بھی آخری وداع کے لئے آئے ہیں اور ایسے وداع کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ دہائیں کبھی نہیں آئیں گے۔ بیٹیوں کے سامنے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہزاروں دشمن ہیں، ایک امام مجاہد ہیں جو بظاہر بیمار و تھکا ہوا اور بیمار ہیں، بے کسی و غربت ہے۔ بیٹیاں سوچ رہی ہوں گی کہ ان کی شہادت کے بعد ان کا کیا ہوگا؟ کیا دشمن ان کو بھی شہید کر دیں گے؟ اور ان کے پردے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا کیا ہوگا؟ اپنا دفاع کیسے کریں گی؟ ان شریکوں سے اپنی آمد کا تحفظ کیسے کریں گے؟ کیونکہ مخدرات عصمت کے سامنے ایسے خونخوار دشمن کی تصویر تھی جو انسانی قدروں سے نا آشنا دین سے دور، یہاں تک کہ ان میں عرب کی غیرت تک کا وجود بھی نہیں تھا۔ ایسے تصورات و خیالات کے ہمراہ اپنے سربراہ آقا و امامؑ کی جدائی کا صدمہ سب پر مسکتے طاری ہے۔ پریشان ہیں کوئی رو رہی ہیں۔ کوئی اپنے امامؑ کے چہرے کی زیارت کرنے میں مصروف ہیں یہی وجہ تھی کہ تمام مخدرات عصمت امام حسین علیہ السلام کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے تھیں مولاً کے دامن کو پکڑے ہوئے تھیں۔ امامؑ کا جسم زخمی ہے۔ آپ کے بدن سے خون جاری ہے ایک عجیب و غریب دیوانگ منظر ہے جس تصور سے انسان کا جگر پھٹتا ہے۔ مہربان و شفیع امامؑ جسمہ غیرت

ان کی طرف حسرت دیاس سے دیکھ رہے ہیں اور ان کے اندر کے احساسات و جذبات کو بھی پڑھ رہے ہیں

ان کی آہ و زاری اور ول خراش آوازیں واہ اہتاہ، ہائے بابا، ہائے بابا کی آوازیں خواتین کی حالت یہ ہے کہ غم و اندوہ کی وجہ سے وہ حیران اور خاموش ہیں اور سمجھ میں نہیں آ رہا کہ امام سے کیا کہیں؟ اور امام کے جانے کے بعد ان کا کیا بنے گا؟

مصائب کی شدت اور حادثات کی عظمت نے سب کو حیران و پریشان کر دیا ہے کسی طرف سے آواز آئی ہوگی ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے ساتھ یہ کمینہ دشمن کیا سلوک کرے گا؟

کسی نے رو کر کہا ہوگا ہمیں انجاز امامت سے اپنے تئیں شہر مدینہ واپس پہنچا دیں۔ پیاری بیٹی نے کہا ہوگا بابا آپ کے جانے کے بعد میں آرام کیلئے کس کے سینے کو حاش کروں گی؟

کسی نے کہا ہوگا کہ اس صحراء میں ان وحشی درندوں کے درمیان ہمارا کیا بنے گا؟ کسی نے کہا ہوگا ہمارے پردے کا محافظ کون ہوگا؟ یہ ایسی طلت ہے کہ جسے زبان بیان نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی یہ منظر ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔

آپ اس منظر کو سوچیں تو بہت درد بھرا منظر ہے سو گوارہاں ہے اور یہ ماتم کا منظر ہے، ایک طرف نوجوانوں کا غم ہے، تو ایک طرف شیر خوار کے ذبح ہونے کا غم اور ساتھ ہی اگلے مرحلے کی فکر بھی ہے کس کا ہمارا کیا بنے گا؟ اس دردناک منظر میں امام کیا کہیں گے؟ خواتین کا کاروان ہے جو بنیادی طور پر نرم دل، حساس طبیعت و مزاج کی مالکہ ہوتی ہیں سب ہستہ ہیں کہ مولاً ان کے ساتھ کس طرح گفتگو کریں گے۔ اس ماحول میں امام عالی مقام نے جو تشفی و دلاسا کے لیے فرمایا اس میں حوصلہ اور مستقبل کی منصوبہ بندی ہے، خواتین کو ان کی ذمہ داری کے بارے میں آگاہ فرمایا گیا ہے اس میں صبر کا پختام بھی ہے، دشمنوں کے انجام کا تذکرہ بھی ہے، خواتین کو جو خطرات تھے کہ ان کے پردوں اور جانوں کا کیا ہوگا؟ اس کا جواب بھی ہے بلکہ اس میں ان کی حفاظت کا اہتمام بھی ہے اور ان بڑے مصائب کی برداشت کے اجر و ثواب کا تذکرہ بھی ہے۔ علماء نے اس آخری دواغ کو اس طرح بیان کیا ہے۔

﴿امام حسین علیہ السلام کا خانوادہ تطہیر سے آخری خطاب﴾

اہم نے سب مستورات کو حکم دیا کہ تم سب ازریہن لو۔ (ازریہ جمع آزار کی ہے یہ عربی لفظ ہے اور ایسے لباس کو کہا جاتا ہے جو عورتیں سفر کے دوران پہنتی ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ سفر کا لباس زیب تن کر لیں) یہ حکم دینے کے بعد مولانا نے مستورات کے ذہنوں میں آنے والے تمام سوالات کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

آپ کے لیے بڑا امتحان ہے تم سب اس کی تیاری کرو واعلموا اور جان لو کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمہارا نگہبان اللہ ہے تمہارا حامی و ناصر رب رحمان ہے دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تم سب الٰہی حفاظت میں ہوں گی خدائی نظام کے تحت تمہارے پروے کی بھی حفاظت ہوگی۔
واللہ سامعکم وحافظکم اللہ تمہارا حامی اور حافظ ہے۔

﴿وضاحت﴾

مولاً نے یہاں دو الفاظ استعمال کئے ہیں ایک لفظ حامی ہے اور دوسرا لفظ حافظ ہے یہ دونوں لفظ مولاً نے اس جگہ ایک معنی میں استعمال نہیں کئے بلکہ یہ دونوں ستورات کے اذعان میں موجود سوالوں کا جواب ہے۔ ایک سوال کا جواب حامی ہے۔ دوسرے سوال کا جواب حافظ ہے۔

یعنی مولاً یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ تم اس وقت پہن لوگی اور جو کچھ تمہارے بدن سے دشمن کا ہاتھ نہیں پہنچ سکے گا اور دوسرے سوال کا جواب حافظ سے دیا ہے کہ تمہیں اپنی جان کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں خداوند تمہارا نگہبان ہے اور تم خدا کی حفاظت میں ہو اس لیے کوئی شکایت کا ایسا لفظ منہ سے نہ نکالنا جو تمہارے شایان شان نہ ہو تمہیں یقین کامل رہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ان دشمنوں کے شر سے نجات دلوائے گا باقی یہ بات کہ دشمنوں کا انجام کیا ہوگا؟ اور تمہارا انجام کیا ہوگا؟ تو یقین جانو تمہارے معاملہ اور امر کا انجام خیر پر ہے اور تمہارے دشمن کا انجام برا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت کے بدلہ میں مختلف قسم کی نعمتوں سے نوازے گا اور کرامت و شرف و

بزرگی عطاء کرے گا آخر میں خصوصی حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں میرے جانے کے بعد اب اپنے اعصاب کو آپ کا یہ خطاب انتہائی اہم ہے جس میں مستقبل میں خواتین کے لیے دستور العمل ہے اس بیان کی روشنی میں ان بیانات کی تردید ہو جاتی ہے جن میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ ملعونین کے نجس ہاتھ مندرات عصمت کے چہرہ تک یا بالوں تک پہنچے ان پردہ داران کی اسیری ایک مقصد کے لیے تھی جسے برداشت کیا گیا لیکن اللہ کی خصوصی حفاظت ہر جگہ موجود تھی جو آپ کی کامیابی کا خاصا تھی۔



امام مہدیؑ کا تلوار استعمال کرنا

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں

جب امام مہدیؑ عجل اللہ فرجہ الشریف خروج کریں گے آپ کے اور عربوں اور قریش کے درمیان نہیں ہوگی مگر تلوار ہو امام مہدیؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خروج کی جلدی نہیں چاہتے ہیں خدا کی قسم آپ کا لباس نہیں ہوگا مگر موٹا جھوٹا ہوگا اور آپ کی غذا نہیں ہوگی مگر جو اور آپ کا اقدام نہیں ہوگا مگر تلوار اور موت تلوار کے سائے تلے ہوگی۔

﴿حضرت امام سجاد علیہ السلام سے آخری وداع﴾

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روز عاشور میرے بابا میرے پاس آئے تھے اور مجھے سینے سے لگایا تھا اور ان کے بدن سے خون جاری تھا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا!

”اے میرے پیارے بیٹے! میں تمہیں وہ دعا تعلیم کرنا چاہتا ہوں جسے مجھے میری ماں جناب سیدہ زہراء (علیہا السلام) نے تعلیم دی ہے۔“

اور انہیں ان کے باپ حضرت رسول اللہؐ نے اور حضرت رسول اللہؐ کو حضرت جبرائیلؑ نے اللہ کی طرف سے بتایا ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت ہو یا کوئی اہم کام ہو تو یہ دعا پڑھو۔

سحق یس و القرآن الحکیم و بحق طہ و القرآن العظیم یا من یقدر علی حوائج
السائلین یا من یعلم ما فی الضمیر یا منفس عن المکر وین یا مفرج عن
المغمومین یا راحم الشیخ الکبیر یا رزاق الطفل الصغیر یا من لا یحتاج الی
التفسیر صل علی محمد و آل محمد و افعل بی کذا و کذا

تجھے یسین اور قرآن حکیم کا واسطہ! تجھے طہ اور قرآن عظیم کا واسطہ! اے وہ ذات جو سوال کرنے والوں کی حاجات کو پورا کرنے پر قادر ہے۔ اے وہ ذات جو انسان کے دل کا بھید جانتی ہے۔

اے تکلیف والوں کی تکلیف کو دور کرنے والے! لوگوں کی پریشانیوں کو حل کرینو! اے غم زدہ کے غموں کو دور کرنے والے! اے بوڑھوں پر رحم کرینو! اے چھوٹے بچوں کو روزی دینے والے! اے وہ جو تفسیر کا محتاج نہیں ہے۔ محمدؐ و آل محمدؑ پر صلوات بھیج۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کہ جب میرے باپ علیؑ ابن الحسینؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے اپنے

سینے سے لگایا اور فرمایا۔

”اے میرے بیٹے! میں آپ کو وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے باپ نے مجھے اپنی شہادت

کے وقت جب انکے بدن سے خون جاری تھا مجھے کی تھی اور وہ وصیت یہ تھی۔
 اے میرے پیارے بیٹے! خبردار کہ تم اس پر ظلم نہ کرنا جس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو۔
 بعض روایات میں ہے کہ امامؑ نے وقت آخر امامت کے متعلق جتنی بھی وصیتیں کی تھیں وہ
 کہیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو امامت سے مخصوص میراث ہے جیسے انبیاء کے صحف اسلحہ اور
 باقی تبرکات وہ تمام جناب امام سہمی کے پاس ہیں انہیں مدینے واپس جا کر ان سے لے لینا۔



ظہور امام زمانہ کے بارے امام حسینؑ کے فرامین

﴿1﴾

جب آپ آسمان میں یہ نشانی دیکھیں کہ مشرق کی طرف سے بڑی
 آگ ظاہر ہو راتوں میں طلوع ہو اس وقت کے لوگوں کے لیے فرج اور
 کشادگی ہے یہ سب امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد سے پہلے
 ہوگا۔

﴿2﴾

جب کوفہ کی مسجد کی دیوار منہدم ہو جو دیوار عبداللہ بن مسعود کے گھر کے
 پیچھے ہے تو اس وقت قوم کی بادشاہات کا زوال ہوگا اور اس کے زوال
 کے وقت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کا وقت ہے۔

﴿میدان شہادت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام﴾

۱ ﴿موت بہتر ہے تنگ و عار سے اور تنگ و عار بہتر ہے آتش جہنم سے۔

۲ ﴿میں علیؑ کا بیٹا ہوں میں نے ملے کیا ہے کہ میں جبکوں گا نہیں میں اپنے باپ کے اہل و عیال کا دفاع کروں گا اور یں یمنین پر باقی رہوں گا اور اسی پر مارا جاؤں گا۔

۳ ﴿میں آل ہاشم سے علیؑ کا بیٹا ہوں جو کہ آل ہاشم سے سب سے بہترین ہے اگر میں فخر کرنا چاہوں تو میرے فخر کے لئے یہی کافی ہے۔

میرے باپ علیؑ میرے نانا نبیؐ ہیں جو سب باکرامت، باعزت ہیں۔

ہم زمین میں اللہ کے چمکتے ہوئے چراغ ہیں قاطعہ (ملہ: اللہ سبحانہ) میری ماں ہے جو محمد مصطفیٰؐ کی دختر ہے۔ اور میرے چچا دو پروں والے جعفرؑ ہیں۔

اللہ کی کتاب ہمارے پاس ہے جو روشنی دینے کے لئے اُتری ہے ہدایت اور وحی ہمارے پاس ہے نیکی اور اچھائی کا ذکر جو ہوتا ہے وہ بھی ہم میں ہے ہم ساری مخلوق کے لئے اللہ کی امان ہیں اور اس بات کو ہم لوگوں کے درمیان کبھی مخفی انداز سے بیان کرتے ہیں اور کبھی اعلانیہ۔ ہم حوض کوثر کے مالک ہیں اور وہاں پر اپنے ماننے والوں کو جام پلائیں گے اور سیراب کر نوا لا حوض کوثر ہی ہے۔ اور بروز قیامت ہمارے محبت ہماری وجہ سے خوش بخت ہوں گے۔

اور ہمارے دشمن خسارے اور گھائلے میں ہوں گے۔

۳ ﴿لوگ کفر کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور یہ آج سے نہیں پہلے بھی تھا تمام جن وانس کا مالک خدا ہے جس کا ثواب و عذاب تیار شدہ ہے۔

اس سے انہوں نے منہ پھیر لیا۔

پہلے بھی انہوں نے علیؑ و ابن علیؑ حسنؑ کو دھوکہ دیا جو کہ نیک سیرت تھے۔

اور اب حسینؑ بن علیؑ کے قتل کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں جو میرے باپؑ اور ناناؑ کے بعد مخلوق

میں سب سے بہترین ہیں۔ اور میں ایک برگزیدہ ترین مرد کا بیٹا ہوں۔

﴿امام حسین علیہ السلام کا عالمی منشور﴾

امام حسینؑ جب سخت جنگ کے بعد قتل گاہ میں اتر گئے تو دشمن کے سپاہی آپ کے اور خیام کے درمیان آگئے تو آپ نے یہ دیکھ کر بلند آواز میں کربلا کی قتل گاہ سے یہ تاریخی جملہ فرمایا

﴿اے ابوسفیان کی اولاد کے شیعو﴾

اگر تمہارے لئے کوئی دین نہیں اور تم قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنی دنیا میں آزاد بنو اور اپنے سابقہ بزرگوں کے کارناموں پر نظر ڈالو۔

اور اگر تم عرب ہو تو اس کا تم خیال کرو یعنی مولانا سے فرما رہے ہیں کہ اگر تم میں عربیت ہے عرب کی غیرت ہے تو عربوں کی کچھ روایات ہیں انکا تو خیال رکھو۔

اگر تمہیں خوف نہیں ہے اور کوئی تمہارا مذہب نہیں ہے تو آزاد مرد بنو غیرت مند بنو بے غیرتی نہ کرو تو شمر نے یہ سن کر کہا۔

کہ حسینؑ تم کیا کہہ رہے ہو؟

تو امام عالی مقام نے اس کے جواب میں فرمایا۔

کہ میں تمہارے ساتھ جنگ کر رہا ہوں تم میرے ساتھ اور عورتوں پر کوئی حرف نہیں ہے انکا کوئی جرم نہیں ہے۔

اس گستاخ لشکر کو روکو کہ جب تک میں زندہ ہوں وہ میرے اہل بیت کے درپے نہ ہوں۔

شمر ملعون نے اس کے جواب میں کہا۔

اے فاطمہ الزہراءؑ کے بیٹے۔

ایسا ہی ہوگا جیسے آپؑ نے کہا پھر شمر ملعون نے سپاہیوں کو آواز دی کہ اس شخص کے پردہ داروں

کے قریب نہ جاؤ اور اپنے حملے کا رخ فقط اسی کی طرف کرو شمر لعن کہتا ہے۔

مجھے اپنی جان کی قسم ایک شریف مقابلہ کرنا والا ہے۔

ادعواک محتاجاً میں تجھے پکار رہا ہوں کہ میں تیرا محتاج ہوں۔
 وارغب الیک فقيراً میں تیری طرف رغبت رکھتا ہوں کیونکہ میں فقیر ہوں
 والفزع الیک خائفاً تیرے حضور خوف کی حالت میں فریادی ہوں۔
 وابکی مکروباً غمگین ہوں تیرے سامنے گریہ کرتا ہوں۔
 واستعین بک ضعیفاً تجھ سے مدد کا طالب ہوں کہ میں ناتواں ہوں۔
 واتوکل علیک کافياً میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں کہ تو ہی کافی ہے
 اللہم احکم بیننا و بین قومنا اے اللہ ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما
 فانہم غرونا ہمیں دھوکہ دیا ہے
 وخذلونا انہوں نے ہمیں رسوا کیا
 وغدر وابتنا ہمارے ساتھ انہوں نے غداری کی ہے
 وقتلونا انہوں نے ہمارا قتل کیا ہے
 ونحن عترۃ نیک وولد حیک ہم تو تیرے نبی کی عزت اور تیرے حبیب کی اولاد ہیں
 محمد الذی اصطفیٰ بالرسالة، واتمنتہ علی الوحی وہ محمد جنہیں تو نے اپنے
 پیغام کے لیے انتخاب کیا جنہیں تو نے اپنی وحی کا امین بنایا ہے
 فاجعل لنا من امرنا فرحاً ومخرجاً یا ارحم الراحمین اے ارحم الراحمین!
 ہمارے معاملات میں ہماری کشمکش فرما! ہمیں ان حادثات سے چھٹکارا عطا فرما۔
 صبراً علی فضاک یا ربی اے پروردگار میں تیری قضاء و قدر کے سامنے صابر ہوں
 لا الہ سواک تیرے سوا کوئی معبود نہیں
 یاغیاث المستغیثین اے فریاد کرنے والوں کی فریاد کو بخشنے والے
 مالی رب سواک میرا تیرے سوا کوئی رب نہیں
 ولا معبود غیرک اور تیرے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں
 صبرا علی حکمک میں نے تیرے فیصلہ پر صبر کیا

یا غیاث من لا غیاث لہ، اے اس کافر یا درس جس کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہیں
 یا دالماً لانفاد لہ، اے ہمیشہ رہنے والے اے وہ جس کی سلطنت کا اختتام نہیں ہے
 یا محیی الموتی، اے مردوں کو زندہ کرنے والے
 یا قائماً علی کل نفس، اے وہ خدا جو تمام بندگان کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے
 بما کسبت، جو اس نے کمائی کی
 احکم بنی و بینہم وانت خیر الحاکمین، میرے اور ان کے درمیان فیصلہ
 صادر فرما اور تو ہی تو بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔
 اور اس کے بعد اپنی پیشانی کو زمین کر بلا پر رکھ دیا اور فرمایا۔

بسم اللہ وبالله وفي سبیل اللہ وعلى ملة رسول اللہ
 ترجمہ ”اللہ کے نام سے اور اللہ ہی کی مدد سے اور اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی
 ملت پر رہتے ہوئے (اے رب تیری جناب میں حسین حاضر ہے)۔“



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

● سلام کرنے کے ستر ثواب ہیں ۶۹ ثواب سلام کرنے والے اور ایک
 ثواب جواب دینے والے کو ملتا ہے۔

● سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ان کو بھی دے جن کو ان سے کوئی امید نہ ہو
 ● عقل صرف حق کی پیروی کرنے سے کامل ہوتی ہے۔

● خوف خدا میں گریہ و زاری کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا مومنین کے لیے ناصحانہ خطاب﴾

امام حسین علیہ السلام کے تمام کلمات بیانات اور خطبات کو یکجا کرنے کے لیے ایک ضخیم موسوعہ درکار تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہم نے رجب ۶۰ھ تا عاشور ۶۱ھ کے دوران امام حسین علیہ السلام نے جو بیانات، خطبات، وصایا کئے اور خطوط لکھے ان سب کو یکجا کیا ہے ہم نے قارئین کے استفادہ کے لیے کتاب کے آخر میں امام حسین علیہ السلام کے انسانیت ساز کلمات، بیانات اور حکیمانہ کلمات کو بھی درج کر دیا ہے۔ جو انہوں نے مختلف اوقات میں ارشاد فرمائے۔

آپ کی طرف سے ایک ناصحانہ بیان منسوب ہے جس میں آپ اس طرح موعظہ فرماتے ہیں۔
میں تمہیں خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔

اور خدا کے عذاب سے تمہیں خبردار کرتا ہوں۔

خداوند کی طرف سے راہنمائی کے جو پرچم و نشانات ہیں میں انہیں آپ کے لیے کھول کر بیان کرتا ہوں۔

زیادہ وقت باقی نہیں کہ ہولناک اور وحشتناک موت آپ کے پاس آنیوالی ہے۔ ایسے امور جن کے آنے سے تم خوش نہیں ہو وہ تمہارے درپیش ہیں اور جو چیزیں آپ کے لیے تلخ ہیں انکا ذائقہ آچکھتا ہے اور یہ چیزیں تمہارے دلوں کے ساتھ چسپاں ہوں گی جو آپ کے درمیان اور آپ کے عمل کے درمیان حائل و رکاوٹ بنیں گی پس یہ مہلت جو اس وقت آپ کے پاس ہے یہ زندگی جو آپ کے نصیب ہے اور بدنی سلامت جس سے تم اس وقت بہرہ ور ہو۔ جلدی کرو اچانک مصائب، حادثات تمہارے اوپر شب خون ماریں گے ایسا مرحلہ آجائے گا کہ تمہیں زمین کے حکم سے باہر نکالیں گے بلندی سے پستی، الفت و مانوسیت سے وحشت و تنہائی، آرام و راحت و روشنائی سے تاریکی بے چینی، کھلے ماحول سے تنگ و تاریک ماحول میں پہنچائیں گے۔ وہ جگہ تو ایسی ہے جس میں ندرشتہ دار ملاقات کے لیے آئیں گے نہ ہی بیمار کی عیادت کرنے والا کوئی ہوگا نہ

ہی پریشان حال اور فریاد کر نیوالے کی فریاد کو کوئی آئے گا خداوند ہماری اور آپ کی اس دن کی ہولناکی کے لیے مدد فرمائے اور اپنی سزا سے نجات عطا فرمائے۔ ہمیں اور آپ کو بہت زیادہ ثواب مرحمت فرمائے۔

بندگان خدا ذرا سوچو اگر اس حسرتی اور وجود کا اختتام موت پر ہی ہوتا۔ اور اس زندگانی کا آخری اور انتہائی مقصد موت، سمرات الموت، قبر اور اس کی مشکلات ہی ہوتیں تو بھی ایک کارکن اور مختص شخص کے لیے ان حالات کو یاد کر کے غصے کے گھونٹ چینا اور اسی پر پریشان رہنا ہی کافی تھا اور وہ اس چند روزہ دنیاوی زندگی سے بالکل غافل ہو جاتا اور آنیوالی غمتیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے بے انتہا فکر مند رہتا جب کہ یہ تو منزل راہ کا شروع ہے مقصد کا آغاز ہے اس کے بعد یہ انسان اپنے عمل اور کردار کا گروہ ہوگا اور حساب و کتاب کے لیے وہ گرفتار ہوگا کیونکہ اس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے جو اسے عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی دفاع کے لیے اس کے پاس کوئی پناہ ہے وہ جگہ ایسی ہے کہ اس دن جو شخص پہلے سے ایمان نہیں لایا یا حالت ایمان میں اس نے اپنے لیے خیر اور عمل صالح کا ذخیرہ نہیں کیا تو اسے اس دن کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا

قرآن میں ارشاد ہے (اے رسول!) ان سے کہہ دو چشم برادر ہیں ہم بھی ہنسنے ہیں

آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو خداوند نے یہ اس کے لیے ضمانت دی ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرے خداوند اس کی ناخوشی کو خوشی میں بدبختی کو خوش بختی میں بدل دے گا۔ ایسی جگہ سے روزی دے گا جس کا اسے گمان نہیں ہے۔

اے سامعین! یہاں نہ ہو کہ دوسروں کے گناہوں کو دیکھ کر تو آپ کو غصہ لگے جب کہ خود کو اپنے گناہوں کے بارے آسودہ خیال کرو۔ کیونکہ بہشت کو خدا سے دھوکے کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا خدا کی اطاعت اور بندگی کے بغیر خدا کی نعمت اور اس کے ثواب تک نہیں پہنچا جاسکتا۔



﴿رومی وفد کے سوالات کا جواب﴾

ایک وفد روم سے آپ کے پاس پہنچا اس نے آپ سے درج ذیل سوالات کئے۔ آپ نے انہیں جوابات مرحمت فرمائے۔ قارئین کے استفادہ کے لیے اس جگہ سوالات مع جوابات دے رہے ہیں۔

وفد روم: کہکشاں سے کیا مراد ہے، اور ان سات چیزوں کے بارے بیان کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا ہے لیکن ماں کے رحم میں انہیں قرار نہیں دیا۔
امام حسین علیہ السلام: اس سوال پر امام حسن علیہ السلام مسکراتے ہیں۔
رومی وفد: آپ کیوں مسکراتے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام: اس لیے کہ آپ نے ایسے سوال کئے ہیں جن کی حقیقت علم کے مقابل ایک خاشاک کی سی ہے اور مستدرجے کراں میں ایک جھکا کی ہے۔
امام حسین علیہ السلام: کہکشاں سے مراد اللہ کی کمان ہے اور سات چیزیں جو رحم مادر کے بغیر وجود میں آئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ آدمؑ ۲۔ حواؑ ۳۔ کوا جو حاتل کی موت پر آیا۔ ۴۔ اسماعیل کے لیے جو ذبحہ حضرت ابراہیم کے پاس آیا۔ ۵۔ ناقہ صالح جو کہ ایک معجزہ تھا۔ ۶۔ موسیٰ کا عصا جو اڑدھا بن جاتا تھا۔ ۷۔ پرندہ جو حضرت عیسیٰ نے بنایا اور پھر وہ مر گیا۔

وفد روم: ہند گان کی روزی کہاں سے ہے۔
امام حسین علیہ السلام: ہند گان کی روزی کا سلسلہ چوتھے آسمان سے متعلق ہے
وفد روم: مومنین کے ارواح کس جگہ اکٹھے ہوں گے۔
امام حسین علیہ السلام: بیت المقدس کے پتھر کے نیچے شب جمعہ۔

لیکن کافروں کی ارواح حضرت موت شہر میں جو کہ یمن کی پشت پر ہے اور یہ اسی دنیا میں ہوتا ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ ایک آگ مغرب سے اور ایک آگ شرق سے اٹھائے گا کہ ان کے درمیان جو

دویریں ہیں تمام لوگ اسی چٹان کے ارد گرد کھجوں گے اس چٹان کے بائیں اس زمین کی گہرائی میں
تختیں اور آگ اس میں ہے عام لوگ اس چٹان سے لگ جائیں گے جس کے لیے جنت ہے وہ
اس چٹان سے باہر آ جائے گا اور جس کے لیے جہنم ہے وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔



حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

✽ اس قوم کو کبھی بھی فلاح نہیں مل سکتی جس نے خدا کو ناراض کر کے
مخلوق کی مرضی خرید لی

✽ قیامت کے دن اسی کو امن و امان حاصل ہوگا جو خدا سے ڈرتا رہا ہو
✽ میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو اذیت سمجھتا ہوں
✽ میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے دین کے معاملہ کو پیش کرنا چاہتا ہوں
✽ میرا خروج نہ تو کسی خود پسندی نہ اکڑ، نہ فساد اور نہ ہی ظلم کے لیے ہے
✽ میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے مظلوم بندوں کے لیے امن و
امان قائم کرنا چاہتا ہوں

✽ اے آل ابوسفیان کے شیعو! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے تو کم از
کم دنیا ہی میں شریف بنو

✽ خوف خدا میں گریہ و زاری کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے حضرت امام مہدی (عج) کے بارے فرمودات:

1 ﴿ایک ہی رات میں حکومت قائم ہوگی﴾

میری اولاد میں سے نوے (امام مہدی علیہ السلام) کے اندر کچھ حضرت یوسفؑ کی سنت ہوگی اور کچھ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کی اور وہی ہم اہل بیت میں سے (امام) قائم ہوگا اور اللہ تبارک و تعالیٰ صرف ایک رات میں ان کی حکومت قائم کر دے گا۔

2 ﴿امام مہدی (عج) کی تقسیم میراث﴾

اس امت کا قائم میری اولاد میں سے نواں (امام) ہوگا۔ جو صاحب غیبت ہوگا۔ اور اس کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم ہو جائے گی۔

3 ﴿زمانہ غیبت میں صبر کرنے والوں کی منزلت﴾

ہم میں بارہ مہدی ہوں گے جن میں پہلے حضرت امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور آخری میراثوں فرزند ہوگا۔ وہ امام قائم بالحق ہوگا۔ اللہ اس کے ذریعے سے زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندگی بخشے گا۔ اور وہ حق کو اس کے ذریعے سے سارے ادیان پر غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں اس کے زمانہ غیبت میں بہت سی قومیں مرتد ہو جائیں گی اور کچھ اپنے دین پر قائم رہیں گی اور آپ کا ظہور چاہیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کی غیبت میں مصائب اور لوگوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی منزلت وہی ہوگی جو حضرت رسول اللہؐ کے سامنے تمہارے جہاد کرنے والے کی ہوگی۔

4 ﴿ظہور امام مہدیؑ بہر حال ہوگا﴾

اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ اس میں ایک مرد میری اولاد میں سے ظہور کرے اور زمین کو عدل و قسط سے اس طرح بھر دے جس

طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی یہ حدیث میں نے حضرت رسول اللہ سے سنی تھی۔

5 ﴿امام مہدی (ع) آٹھ ماہ تک شمشیر بردوش رہیں گے﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا آپ صاحب الامر ہیں؟
تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ صاحب الامر وہ ہوگا جو آبادیوں سے دور
شہر بدر رہے گا اور اس کے آباء کے خون کا انتقام اس وقت تک نہ لیا گیا ہوگا تو وہ آٹھ مہینے تک
مسلل اپنی تلوار اپنے کاندھے پر رکھے گا۔

6 ﴿لاکھوں بنی امیہ قتل ہوں گے﴾

ایک مرتبہ بنی امیہ مسجد نبوی میں حلقہ جمائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا
ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ادنیٰ اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ ہم
لوگوں میں سے ایک ایسے مرد کو نہ بھیج دے جو تم لوگوں میں سے ہزار اور ہزار اور ہزار اور ہزار
نہ قتل کر دے۔

راوی نے عرض کیا میں آپ پر قربان ان لوگوں کی اولاد میں اتنی کثیر تعداد تک تو پیدا
بھی نہ ہو سکیں گی؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر دائے ہو اس وقت تک ایک آدمی کے صلب
سے اتنی اتنی تعداد میں آدمی پیدا ہوں تو اس قوم کے غلام بھی تو انہیں میں شامل ہوں گے۔

7 ﴿حضرت امام مہدی (ع) امام حسینؑ کی اولاد سے﴾

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب نے اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف
دیکھ کر فرمایا: یہ میرا فرزند تم لوگوں کا سید و سردار ہے اس کا نام حضرت رسول اللہ نے رکھا ہے اور
اسی کے صلب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کا نام تمہارے نبی کا نام ہوگا اس کا خلق حضرت نبی اکرم
کے مشابہ ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری
ہوئی ہوگی۔

8 ﴿حضرت امام مہدی (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے اوصاف﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک سائل نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنین! آپ اپنے مہدی کے بارے میں کچھ بتائیں آپ نے فرمایا۔

وہ بنی ہاشم سے ہوں گے عرب کے بلند ترین پہاڑوں کی بلند ترین چوٹیوں میں سے ہوں گے علوم و فیوض کے بحرِ ذخار ہوں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں تو خود ان کی قوم ان پر آمادہ جہاد ہوگی۔ جب سارا معاشرہ گندگی سے بھر جائے گا تب وہ معدنِ صدق و صفا ظاہر ہوں گے۔ مومن ان کی پناہ میں جائے گا تو وہ ان کو پناہ دیں گے وہ سب پر غالب ہوں گے فتح یاب ہوں گے وہ شیرِ نر ہوں گے۔ سب (ظالموں) کو کاٹ کر رکھ دیں گے ان کی شکابوئی کر دیں گے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں گے وہ اعلیٰ درجے کے نبی اعلیٰ ترین مرتبے کے سردار، معاملہ فہم، صاحبِ عزت و شرف ہوں گے خبردار ان سے منہ نہ موڑنا خواہ کوئی کچھ کہے۔ وہ سب سے زیادہ حسنِ سلوک کرنے والے ہوں گے۔ پروردگار ان کی بیعت سے لوگوں کے غموں کے دور کر کے امت کے منتشر شیرازے کو یکجا اور جمع کر دیں گے۔ اور اگر تمہیں موقع میسر آئے اور ان کا جہاں کہیں بھی تمہیں علم ہو جائے تو ضرور جانا اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کرنا ان سے منہ نہ موڑنا قرون اور صدیوں کے بعد جب مومنین کی قلت ہوگی حق کی آواز پر لبیک کہنے والے چلے جائیں گے تو اس وقت امام مہدی (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کا ظہور ہوگا۔

(بحوالہ بحار الانوار، اکمال الدین، غنیۃ طوسی)

﴿حضرت امام حسینؑ کی زیارت پڑھنے کا ثواب﴾

شیخ کلینیؒ نے کافی میں حسین بن ثور سے روایت کی ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں، یونس بن ظلیان، مفضل بن عمر اور ابوسلمہ سراج امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، میرے اور یونس بن ظلیان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی جو عمر میں ہم سے بڑے تھے، انہوں نے امامؑ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ پر قربان ہو جاؤں! کبھی کبھار میں بنی عباس کی مجلس میں جا بیٹھتا ہوں، پس اس وقت مجھے کو کیا پڑھنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم ان کے ہاں جاؤ اور وہاں ہمیں یاد کرو تو یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الرَّخَا وَ السُّرُوْرَ

اے معبود! ہمیں آسائش و مسرت کا وقت دکھا

تاکہ جو ثواب تم چاہتے ہو وہ ہماری رجعت میں حاصل کر لو، اس نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں! میں امام حسین علیہ السلام کو بہت یاد کرتا ہوں، اس وقت مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت یہ پڑھا کرو:

صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

خدا رحمت کرے آپ پر اے ابو عبد اللہ

کہ اس سے آپ پر دور و نزدیک سے سلام پہنچ جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ جس زمانے میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آپؑ پر سات آسمانوں، سات زمینوں اور ہر اس شے نے گریہ کیا جو ان میں ہے اور جو ان کے درمیان ہے۔ نیز جو چیزیں جنت میں اور جو جہنم میں خلق کی گئی ہیں سب نے آپؑ پر گریہ و بکا کی سوائے تین چیزوں کے جنہوں نے آپؑ پر گریہ نہیں کیا میں نے عرض کی آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کوئی تین

چیزیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ بصرہ، دمشق اور آل عثمان ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے عرض کیا میں آپؐ پر قربان ہو جاؤں! میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جانا چاہتا ہوں تو وہاں جا کر کیا کروں اور کیا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب آنجناب کی زیارت کو جاؤ تو پہلے دریائے فرات پر غسل کرو، پاکیزہ لباس پہنو اور حرم پاک کی طرف ننگے پاؤں چلو کہ تم خدا اور اس کے رسولؐ کے حرموں میں سے ایک حرم کی طرف جا رہے، حرم کی جانب جاتے ہوئے بار بار یہ پڑھتے ہوئے چلو۔

اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ

خدا بزرگ تر ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور خدا پاک ترین ہے اس کے علاوہ ہر وہ ذکر و ہر اوست جس میں خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی کا بیان ہو۔ نیز محمد و آل محمدؐ پر درود بھیجتے جاؤ یہاں تک کہ حرم حسینی کے دروازے پر پہنچ جاؤ۔ پس اس وقت یہ کہو:

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت﴾

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللَّهِ وَابْنِ حُجَّتِهِ

اے حجت خدا آپؐ پر سلام اور اے حجت خدا کے فرزند آپؐ پر سلام

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَلَأْنِيكَ اللَّهُ

اے اللہ کے فرشتوں آپؐ پر سلام

وَرُؤُوسَ قُبُورِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ

اے اللہ کے نبیؐ کے فرزند کی قبر کی زیارت کرنے والوں آپؐ پر سلام

اس کے بعد دس قدم چل کر رک جاؤ اور تیس بار کہو: اللَّهُ أَكْبَرُ پھر قبر

مبارک کی طرف جاؤ اور امام حسین علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے مقابل پشت بہ قبلہ
نزدیک تر کھڑے ہو کر کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهِ

آپ پر سلام اے حجت خدا، اور حجت خدا کے فرزند

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا قَبِيْلَ اللّٰهِ وَابْنَ قَبِيْلِهِ

سلام آپ پر اے وہ جن کا قتل خود خدا کا قتل ہے اور اس کے فرزند کہ جن کا قتل اللہ کا قتل ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَارَ اللّٰهِ وَابْنَ نَارِهِ

سلام ہو آپ پر، اے وہ کہ جن کا خون خدا کا خون ہے اور خدا کے خون کے فرزند ہو

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا وَتَرَ اللّٰهِ الْمُتَوَتَّرَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے خون ناحق جسے زمین اور آسمانوں میں بہایا گیا

أَشْهَدُ أَنَّ دَمَكَ سَكَنَ فِي الْخُلُقِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ کا خون خلد بریں میں جا ٹھہرا

وَأَفْشَعَتْ لَهُ أَظْلُمَةُ الْعَرْشِ

اور جس خون کی خاطر عرش کے سایوں میں لرزہ طاری ہو گیا

وَبَكَى لَهُ جَمِيعُ الْخَلَائِقِ

اور اس کے لیے تمام مخلوقات نے گریہ کیا

وَبَكَتْ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُونَ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ

اور اس کے لیے سات آسمانوں نے، سات زمینوں نے، اور جو کچھ ان میں ہے اور جو

کچھ ان کے درمیان ہے ان سب نے گریہ کیا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
اور ہمارے رب کی مخلوق سے جو کچھ جنت اور جہنم میں متحرک ہے اس نے گریہ کیا اور وہ مخلوق بھی روئی جسے دیکھا جاسکتا ہے اور وہ بھی روئے جسے دیکھا نہیں جاسکتا۔

أَشْهَدُ أَنْكَ حُجَّةُ اللَّهِ وَابْنُ حُجَّتِهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اور حجت خدا کے فرزند ہیں

وَأَشْهَدُ أَنْكَ نَارُ اللَّهِ وَابْنُ نَارِهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کا خون ہیں اور اللہ کے خون کے فرزند ہیں

وَأَشْهَدُ أَنْكَ وَتَرِ اللَّهُ الْمَوْتُورُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ آسمانوں اور زمین میں اللہ کا ایسا بہایا ہوا خون ہیں کہ جس کے خون کا بدلہ نہیں چکایا گیا۔

وَأَشْهَدُ أَنْكَ قَدْ بَلَغْتَ وَنَصَحْتَ وَوَفَّيْتَ وَأَوْفَيْتَ وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حق بات کو پہنچا دیا، آپ نے نصیحت کی اور خیر چاہی، آپ نے حق دار کو پورا اس کا حق دیا اور آپ نے جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔

وَمَضَيْتَ لِلدَّيْنِ كُنْتُ عَلَيْهِ شَهِيدًا وَمُسْتَشْهِدًا وَشَهِيدًا وَمَشْهُودًا

آپ اپنے نظریے پر قربان ہو گئے اس طرح کہ آپ شہید بھی ہیں طالب شہادت بھی ہیں شاہد بھی ہیں مشہود بھی ہیں

وَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَمَوْلَاكَ وَفِي طَاعَتِكَ

میں اللہ کا عبد، آپ کا غلام اور آپ کی اطاعت میں ہوں

وَالْوَافِدُ إِلَيْكَ

اور میں تمام تر واسطوں کے ساتھ حاضر ہوں

الْتَمِسْ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللَّهِ

میں اللہ کے ہاں کمال منزلت کا سائل ہوں

وَكُنْتَ الْقَدَمَ فِي الْهَجْرَةِ إِلَيْكَ

آپ کی بارگاہ میں حضوری کا دائمی ثبات چاہتا ہوں

وَالسَّبِيلَ الَّذِي لَا يَخْتَلِجُ دُونَكَ مِنَ الدُّخُولِ فِي كَفَالِكَ الَّتِي أُبْرَتْ بِهَا

میں آپ کی ضمانت و کفالت میں آنے کے لیے ایسے راستے کا خواہاں ہوں کہ جس پر

آنے کے بعد تیری ذات کے سوا کسی اور کا خیال تک باقی نہ رہے

مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بَدْءَ بِكُمْ

جس نے اللہ کا قصد کیا تو اس نے آپ کے وسیلہ سے ہی ایسا کیا

بِكُمْ يُبَيِّنُ اللَّهُ الْكُذِبَ

اللہ آپ کے وسیلہ سے جھوٹ کو آشکارا و واضح فرماتا ہے

وَبِكُمْ يُبَاعِدُ اللَّهُ الزَّمَانَ الْكَلْبَ

آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ زمانے کی سختیوں کو دور فرماتا ہے

وَبِكُمْ فَتَحَ اللَّهُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہی ذریعہ آغاز فرمایا

وَبِكُمْ يَخْتِمُ اللَّهُ

اور اللہ آپ ہی پر اختتام کرے گا

وَبِكُمْ يَمْحُو أَمَّا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ

اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے

وَبِكُمْ يَفْكُ الدُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا

اور آپ ہی کے وسیلہ سے اللہ ہماری گردنوں کو ذلت سے نجات دلاتا ہے

وَبِكُمْ يُدْرِكُ اللَّهُ تَبَرَةً كُلِّ مُؤْمِنٍ يُطْلَبُ بِهَا

اور آپ ہی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر مومن کے ناحق بہائے گئے خون کا بدلہ چکائے گا

وَبِكُمْ تُنْبِثُ الْأَرْضُ أَشْجَارَهَا

اور آپ کے ذریعہ زمین اپنے درختوں کو اگاتی ہے

وَبِكُمْ تُخْرِجُ الْأَرْضُ ثِمَارَهَا

اور آپ ہی کے ذریعہ زمین ثمر آوری ہوتی ہے

وَبِكُمْ تُنْزِلُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا وَرِزْقَهَا

اور آپ ہی کے ذریعہ آسمان پانی برساتا ہے اور روزی مہیا کرتا ہے

وَبِكُمْ يَكْشِفُ اللَّهُ الْكُرْبَ

اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو مالتا ہے

وَبِكُمْ يُنْزِلُ اللَّهُ الْغَيْثَ

اور آپ کے ذریعہ اللہ بارش برساتا ہے۔

وَبِكُمْ تُسَبِّحُ الْأَرْضُ الْبَنَى تَحْمِلُ أَبْذَانَكُمْ

جو زمین آپ کے مبارک بدنوں کی حامل ہے وہ آپ کے وسیلہ سے تسبیح کرتی ہے

وَتَسْتَغْفِرُ جَنَابَهَا عَنْ مَرَايِسِهَا

اور آپ ہی کے ذریعہ زمین کے پہاڑ اپنے انگڑوں پر قائم ہیں

إِرَادَةُ الرَّبِّ فِي مَقَادِيرِ أُمُورِهِ تَهَيِّطُ إِلَيْكُمْ

رب تعالیٰ کا ارادہ، اپنے تمام امور کے فیصلہ جات کے سلسلہ میں آپ کی طرف اترتا ہے

وَتَصْدُرُ مِنْ بُيُوتِكُمْ

اور اللہ کا ارادہ آپ کے گھروں سے نافذ ہونے کے لیے صادر ہوتا ہے

وَالصَّادِرُ عَمَّا فَصَّلَ مِنْ أَحْكَامِ الْعِبَادِ

اور اللہ کے بندگان کے بارے احکام آپ ہی کے ذریعہ سے جاری ہوتے ہیں

لَعِنْتُ أُمَّةً قَتَلْتُكُمْ

ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کو قتل کیا

وَأُمَّةً خَالَفَتْكُمْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کی مخالفت کی

وَأُمَّةً جَحَدَتْ وَلَا يَنْتَكُمُ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کی ولایت اور رہبری کا انکار کیا

وَأُمَّةً ظَاهَرَتْ عَلَيْكُمْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کے خلاف ہونے والی جنگ میں آپ کے

دشمنوں کی مدد کی

وَأُمَّةً شَهِدَتْ وَلَمْ تُسْتَشْهَدْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کے خلاف ہونے والے مظالم کو دیکھا لیکن اس

نے شہادت کے راستے کا انتخاب نہیں کیا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ النَّارَ مَا وَبَّهَتْ

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے آپ کے دشمنوں کا ٹھکانا آتش جہنم کو قرار دیا
وَبِئْسَ وِرْدُ الْوَارِثِينَ وَبِئْسَ الْمَوْرُودُ
اور یہ جہنم اپنے پاس آنے والوں کے لیے کتنی بری جگہ ہے اور اپنے اندر ٹھہرنے
والوں کے لیے کتنا برا ٹھکانا ہے

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
اور تمام حمد اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا رب ہے
پھر تین مرتبہ کہے:

وَصَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
اللہ کی صلوات ہو آپ پر اے اباعبداللہ
اس جملے کو تین مرتبہ پڑھے:

أَنَا إِلَى اللَّهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بِرِيءٌ

میں اللہ کی جناب میں ہر اس شخص سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جس نے آپ کی
مخالفت کی

نوٹ: جو شخص دور سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھنا چاہے تو وہ اپنے
سامنے امام حسین علیہ السلام کی ضریح کا نقش بنالے اور اس کو سامنے رکھ کر اوپر دی گئی
زیارت کو پڑھے۔

﴿حضرت علی اکبرؑ کی زیارت ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں﴾

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللّٰهِ

اے فرزند رسول اللہ آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَ اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے فرزند امیر المؤمنین آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

اے فرزند حسن و حسین (علیہما السلام) آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَ عَلِیْدِیَجَةَ وَ فَاطِمَةَ

اے فرزند خدیجہ و فاطمہ (علیہما السلام) آپ پر سلام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ

آپ پر اللہ کی صلوات، آپ پر اللہ کی صلوات، آپ پر اللہ کی صلوات

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ

اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کو قتل کیا

اور پھر تین مرتبہ کہے:

اِنَّا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بِرِیْءٌ

میں آپ کے قاتلوں سے اللہ کے حضور برأت کا اظہار کرتا ہوں

﴿زیارت شہداء کربلا﴾

ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

آپ سب پر سلام ہو، آپ سب پر سلام ہو، آپ سب پر سلام ہو

فُزْتُمْ وَاللّٰهُ، فُزْتُمْ وَاللّٰهُ، فُزْتُمْ وَاللّٰهُ

آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم، آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم، آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم

فَلَيْتَ اِنِّي مَعَكُمْ فَاَفُوزُ فَوْزًا عَظِيْمًا

کاش میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتا اور آپ کی طرح میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا

﴿زیارت حضرت ابوالفضل العباس علمدار﴾

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ

آپ پر سلام اے عبد صالح

وَالصِّدِّيقُ الْمُوَاسِي

آپ پر سلام اے صدیق ہمدرد

أَشْهَدُ أَنَّكَ أَمِنْتَ بِاللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا اللہ پر ایمان ہے

وَنَصَرْتَ ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں آپ نے فرزند رسول اللہ کی نصرت فرمائی ہے

وَدَعَوْتَ إِلَى سَبِيلِ اللّٰهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے سبیل اللہ (اپنے زمانے کے امام) کی طرف دعوت دی

وَوَاسَيْتَ بِنَفْسِكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے وقت کے امام کے لیے اپنی جان دے دی

فَعَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ

پس آپ پر اللہ کی جانب سے بہترین تحیت اور سلام ہو

پھر یہ جملے پڑھے

يَا بِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَاصِرَ دِينِ اللَّهِ

میں ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے دین کے ناصر

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاصِرَ الْحُسَيْنِ الصِّدِّيقِ

آپ پر سلام اے حسین صدیق (علیہ السلام) کے ناصر

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاصِرَ الْحُسَيْنِ الشَّهِيدِ

آپ پر سلام اے حسین شہید (علیہ السلام) کے ناصر

عَلَيْكَ مِنِّي السَّلَامُ مَا بَقِيَثُ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

میری طرف سے آپ پر مسلسل سلام جب تک رات اور دن باقی رہیں

﴿امام حسین علیہ السلام کی دعائیں﴾

صحیفہ نجات کی افادیت کو بڑھانے کیلئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف جو چھوٹی چھوٹی دعائیں منسوب ہیں ان کا ترجمہ دے رہے ہیں جو ان دعاؤں کا عربی متن پڑھنا چاہیے وہ صحیفہ حسینہ میں درج کریں۔

اس مقالے میں حضرت سید الشہداءؑ کی وحی آمیز زبان سے نکلی ہوئی دعائیں درج ہیں نیز اشیاء کے مظالم پر نکلے ہوئے نفرن کے کلمات بھی دیئے گئے ہیں۔ دعائے عرفہ، دعائے مشلول، دعائے عشرت تمام کتب میں درج ہیں اور علیحدہ بھی مہیا ہیں اس لئے انہیں درج نہیں کیا گیا عربی عبارت کی بجائے عام قاری کے مطالعے کی سہولت کیلئے صرف ترجمہ دیا جا رہا ہے تاکہ مفہوم دعا کو سمجھنے میں وقت نہ ہو۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی مناجات﴾

خصائص حسینہ جلد اول میں آیت اللہ جعفر حسینی لکھتے ہیں کہ سید الشہداءؑ امام حسین علیہ السلام اپنی جدہ خدیجہؑ الکبریٰؑ کی قبر پر آئے گریہ کیا کافی دیر تک نماز میں مصروف رہے بعد نماز قاضی الحاجات کی بارگاہ میں یوں مناجات کیں۔

﴿مناجات﴾

اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! تو میرا مولا ہے اس بندہ حقیر پر رحم فرما جو تیری پناہ چاہتا ہے اے بلند مکان! میں تجھ ہی پر تکیہ کرتا ہوں کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کا تو مولا ہے کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ جو پشیمان اور گریان ہے اور رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اپنے مصائب کا شکوہ کرتا ہے اس کی کوئی بیماری کا شکوہ ہے نہ علت کی شکایت ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے مولا سے زیادہ محبت چاہتا ہے جب بندہ اپنی مصیبت اور غصہ شکایت کرتا ہے تو اس کا خدا فوراً قبول کرتا ہے اور ہلک کہتا ہے جب وہ رات کی تاریکیوں میں گزر گزاتا ہے تو خدا اس کا احترام کرتا ہے

اور نزدیک بلاتا ہے اس کے بعد غیب سے یہ صدا سننے میں آتی ہے۔
راوی کہتا ہے کہ اسی وقت غیب سے یہ ندا آئی۔

﴿جواب مناجات﴾

لیک اے میرے بندے! تو میری پناہ میں ہے جو کچھ تو نے کہا وہ میرے علم میں ہے میرے فرشتے تیری آواز کے مشتاق ہیں تیری آواز ہی کافی ہے کہ ہم نے اسے سن لیا تیری دعا میرے حجاب ہائے عظمت سے ٹکرا رہی ہے تیرے لئے کافی ہے کہ ہم نے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جب ہماری رحمت کی ہوا تیری دعا کی طرف چلتی ہے تو ہلاکت نور کی بنا پر پردے گر پڑتے ہیں کسی ڈر اور خوف کے بغیر مجھ سے مانگ خوف نہ کھا بیٹک میں تیرا معبود ہوں۔

﴿قبر حضرت نبی کریمؐ سے وداع کے وقت دعا﴾

اے اللہ! یہ تیرے نبی محمدؐ کی قبر ہے اور میں تیرے نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور جو معاملہ مجھے درپیش ہے تو اس سے آگاہ ہے۔ اے اللہ میں معروف کو پسند کرتا ہوں اور منکر کو ناپسند کرتا ہوں۔ اے ذوالجلال والا کرام! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس قبر کے حق کے صدقہ میں یہ کہ تو میرے لئے اس کا انتخاب فرما جو تجھے اور تیرے رسولؐ کو پسند ہے۔

اے اللہ! جو بلند ہے قبر عظیم کا مالک اور اپنے معاملات کو پوری وقت سے انجام دینے والا مخلوق سے بے نیاز ہے جس کی کبریائی وسیع و عریض ہے اے اللہ! تو اپنی مشیت پر قادر ہے جس کی رحمت قریب اور وعدہ سچا ہے جس کی نعمتیں پھیلی ہوئی ہیں جس کی آزمائش اچھی ہے جب پکارا جائے تو وہ تو قریب ہے جسے تو نے خلق کیا ہے اس پر تو محیط ہے جو تجھ سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول کرنے والا ہے تو اپنے ارادے پر قادر ہے۔

جب تیرا شکر کیا جائے تو اس کا شکر کرتا ہے جو تجھے یاد کرے تو اسے یاد کرتا ہے میں تجھے پکار رہا ہوں کیونکہ میں تیرا محتاج ہوں میں نے تیرا ہی رخ کیا ہے کیونکہ میری نگاہ تیری ہی طرف ہوتی ہے میں تیرے خوف کے عالم میں میں تیرا ہی فریادی ہوں غمگین ساعتوں میں میں تیری ہی مدد کا طالب گارہوں

میرا تجھ پر توکل ہے کیونکہ میں تجھے ہی کافی سمجھتا ہوں۔

ہم تیرے نبی کی عزت ہیں جنہیں تو نے اپنی رسالت کیلئے منتخب فرمایا اور اپنی وحی کا انہیں امین قرار دیا۔

اس عالم قوم اور ہمارے درمیان تو ہی فیصلہ صادر فرما کیونکہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا ہے ہمارے لئے ہمارے امر کو خروج عطا فرما۔

اے ارحم الراحمین اے رب تیرے فیصلے پر صبر ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرے سوا میرا کوئی رب نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرے حکم پر صبر ہے اے مردوں کو زندہ کرنے والے اے ان کا فریاد رس جن کا کوئی مددگار نہیں اے دائم جس کیلئے اختتام نہیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اللہ کے نام سے اے دائم اے دیوم اے جی اے قوم، اے رخصن اے رحیم، اے تم کو نالے والے، اے پریشانی کو دور کرنے والے، اے رسولوں کو بھیجنے والے، اے وعدے کے سچے، اے اللہ اگر تیرے پاس میرے لئے کوئی رضوان ہے اور محبت ہے تو مجھے مغفرت عطا فرما اور میرے بھائیوں اور میرے شیعوں میں سے جو میرے پیروکار ہیں ان کیلئے مغفرت نازل فرما اور میری صلب میں جو ہے اسے ظاہر فرما اپنی رحمت کے صدقہ، اے ارحم الراحمین اور ہمارے سردار محمد اور ان کی ساری آل پر اللہ کی صلوة ہو۔

﴿عراق روانگی کے وقت دعا﴾

تمام حمد و ثناء اللہ کیلئے ہے جو وہ چاہے اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں اور رود ہواس کے رسول پر۔

﴿فرزدق کے سوال کے جواب میں﴾

معاملہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہے اگر نزول قضا ہماری خواہش کے مطابق ہے تو ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں وہی مددگار ہے۔

﴿ہر مہینہ کی پانچویں تاریخ کو امام حسین علیہ السلام کی تسبیحات﴾

پاک ہے تیری ذات، اے بلند، اے اعلیٰ پاک ہے تیری ذات اے عظیم، اے عظیم پاک ہے تیری ذات اے وہ جو اس طرح ہے اور اس طرح اسکا غیر نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی نہیں ہے جو اسکی قدرت کا اندازہ لگا سکے پاک ہے تیری ذات اے وہ جس کا اول ایسا علم ہے جس کی وصف نہیں کی جاسکتی اور اسکا آخر بھی ایسا ہے جس نے ختم نہیں ہونا۔

پاک ہے تیری ذات اے وہ جو مخلوقات پر اہمیت کے ذریعہ بلند فوقیت رکھتا ہے پس نہ تو کوئی آنکھ ہے جو اسکا ادراک کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی عقل اسکی تمثیل پیش کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی وہم و خیال اس کی تصویر بنا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی زبان ہے جو اسکی توصیف کر سکے ایسی توصیف جو کسی کیلئے بیان کی جاسکتی ہے پاک ہے تیری ذات اے وہ جو وحداء میں بلند ہے پاک ہے تیری ذات اے وہ جس نے بندگان کیلئے موت کا فیصلہ دیا ہے پاک ہے تیری ذات اے مالک، اے مقتدر پاک ہے تیری ذات اے مالک اے قدوس، پاک ہے تیری ذات اے وہ جو باقی ہے اے وہ جو دائم ہے۔

﴿اولاد اہل بیتؑ کو جمع کر کے دعا﴾

آپؐ نے اپنی اولاد بھائیوں اور اہل بیتؑ کو اکٹھا کیا ان پر نظر ڈالی اور کچھ دیر گریہ فرماتے رہے پھر فرمایا

اے معبود! ہم تیرے نبی محمدؐ کی عزت ہیں، ہم ستائے گئے جلاوطن کیے گئے اور اپنے نانا کے حرم سے نکالے گئے اور بنو امیہ نے ہم پر زیادتی کی اے معبود! ہمارے حق کا واسطہ ہمیں قبول فرما اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

﴿کعبہ شریف کے پاس آپؐ کی دعا﴾

اے میرے الہ تو نے مجھے نعمت عطا فرمائی تو تو نے مجھے شاکر نہ پایا تو نے مجھے امتحان اور آزمائش میں ڈالا تو تو نے مجھے صابر نہ پایا لیکن اسکے باوجود تو نے نہ تو شکر بجا نہ لانے کی بنا پر نعمت کو سلب فرمایا اور نہ ہی صبر کا دامن چھوڑنے پر سختی اور آزمائش کو تو نے جاری رکھا۔

اے الہ کریم اور بخشنے والے کرام کے اور کچھ بھی توقع اور امید نہیں ہوتی۔

﴿دعائے عرفہ سے اقتباس﴾

اے اللہ! جس نے تجھے کھودیا اسکو کیا ملا؟ جس نے تجھے کو پالیا کون سی چیز ہے جس کو اس نے حاصل نہیں کیا؟ جو بھی تیرے بدلے میں جس پر بھی راضی ہو او وہ تمام چیزوں سے محروم ہو گیا۔

﴿قبرستان میں آپ کی دعا﴾

اے اللہ تو نے ان فناء ہونے والے ارواح کا رب ہے تو بوسیدہ جسموں کا رب ہے تو پرانی اور ریزہ ریزہ شدہ ہڈیوں کا رب ہے۔

یہ ارواح جب دنیا سے گئے تو اس وقت یہ تیرے اوپر ایمان لانے والوں سے تھے اے اللہ ان پر اپنی جناب سے رحمت روانہ فرما اور میری جانب سے ان کو سلامتی عطا فرما اللہ تعالیٰ آدم کی خلقت کے زمانے سے لے کر اب تک مخلوق کی تعداد اور اب سے قیامت تک آنے والی مخلوق کی تعداد کے برابر نیکیاں درج فرمائے۔

﴿سجدہ کی حالت میں آپ کی دعا﴾

اے میرے سردار اے میرے مولا کیا تو نے لوہے کی ہتھکڑیوں اور زنجیروں کیلئے میرے اعضاء کو خلق کیا ہے۔ کیا تو نے جہنم کے کھولنے ہوئے جوش مار تے گرم پانی پلانے کیلئے میری استزیوں کو خلق کیا ہے اے میرے والد اے میرے معبود! اگر تو مجھ سے میرے گناہوں کی بابت مطالبہ کرے گا تو میں تجھ سے تیرے کرم کا کرم مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھے خطا کاروں اور گناہگاروں کے ہمراہ محبوس کر دیا تو میں ان سب کو بتا دوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اے میرے سردار تیری اطاعت کرتا تجھے فائدہ نہیں پہنچاتی اور نہ ہی میری نافرمانی کرنا تجھے کوئی نقصان پہنچاتا ہے پس مجھے وہ قرار دے جو تجھے فائدہ نہیں دیتا اور بخش دے میرے لئے اس جو تجھے نقصان نہیں دیتا ہے کیوں توں ارحم الراحمین ہے۔

﴿بارش طلب کرنے کی دعا﴾

اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو وسیع ہو ٹھہرنے والی ہو عموماً ہوں نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو ایسی بارش دے جو ہماری آبادیوں اور صحراؤں کو شامل ہو اس بارش کے ذریعہ ہماری روزی میں اور ہمارے شکر کرنے میں اضافہ فرما دے اے اللہ اسے ہمارے لئے ایمان کو روزی قرار دے اور ایمان کا عطیہ قرار دے اے اللہ ہمارے لئے اپنی عطا کو ممنوع قرار دے اے اللہ ہمارے اوپر ہماری سر زمین میں زمین کا سکون عطا فرما اور اس زمین میں ہر قسمی کھیت اگا اسے سرسبز و شاداب بنا۔

﴿پاؤں کے تلوے اور کونچوں کے درو کیلئے امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

آپ علیہ السلام نے فرمایا جب پاؤں کے تلوؤں میں درد محسوس کرو اور اٹھنے کے وقت آپ کی کونچیں درد کریں تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھو بسم اللہ واللہ والسلام علی رسول اللہ اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ پر اللہ کا سلام اسکے بعد سورہ زمر کی آیت ۶۷ پڑھو۔

وما قدر واللہ حق قدرہ والارض جميعا قبضته يوم القيمة والسموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون۔

انہوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہ کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا اور ساری زمین قیامت کے دن اللہ کے قبضے میں ہوگی اور تمام آسمان اللہ کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے اللہ کی ذات پاک ہے اور بلند ہے وہ ذات اس بات سے کہ لوگ اس کا شریک قرار دیں۔

﴿دانت کے درد کی دعا﴾

جس دانت میں درد ہو اس پر اپنی انگلی رکھیں اور پھر اس دعا کو پڑھیں اور سات مرتبہ اس دانت کی جانب پھونک ماریں اور دم کریں یہ دعا حضرت جبرائیل نے امام حسین علیہ السلام کیلئے آ کر دی اور وہ

دعا ہے۔

العجب کل العجب الدابة تكون في اللحم تاكل العظیم وتترك اللحم انا ارقى۔

حیرانگی ہے اور پوری حیرانگی ہے اس کیڑے سے جو کہ منہ میں ہوتا ہے ہڈی کھاتا ہے اور گوشت چھوڑ دیتا ہے میں دم کرتا ہوں۔

والله عز وجل الشافي الكافي لا اله الا الله والله شافي ہے اللہ کافی ہے کوئی اللہ کے سوا نہیں ہے واللہ رب العالمین اور تمام حمد اللہ رب العالمین کیلئے ہے اس کے بعد سورہ بقرہ کی آیت اے پڑھیں۔

ترجمہ :- اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا پھر ایک دوسرے پر اسکا الزام لگانے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔

مذکورہ آیت :- واز قتلتم نفسا فادار اثم فيها والله مخرج ما كنتم تكتمون فقلنا اضربوه ببعضها۔

﴿ہر فریضہ کے بعد امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اے اللہ تحقیق میں تجھے تیرے کلمات کا واسطہ دیکر تیرے عرش کے رالیلوں کا واسطہ دیکر تیرے آسمانوں میں رہنے والوں کا واسطہ دیکر تیری زمینوں میں رہنے والوں کا واسطہ دیکر تیرے انبیاء اور رسولوں کا واسطہ دیکر میں سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرما کیونکہ میرے معاملے نے مجھے سخت تکلیف میں ڈال دیا ہے پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر صلوات بھیج اور میرے امر و معاملہ کو آسان فرما دے۔

﴿شب قدر کی دعا﴾

اے اللہ شب قدر میں جو تو نے فیصلہ دینا ہے اور جو تو نے مقدر کرنا ہے حتیٰ امر سے اور جو کچھ تو نے امر حکیم سے پھیلاتا ہے ایسا فیصلہ جس میں نہ کوئی تبدیلی ہے اور نہ ہی اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے اے اللہ تو نے مجھے اس سال اپنے گھر کے حجاج سے قرار دے جن کا حج مقبول ہے اور جن کی سعی اور عبادت مشکور ہے جن کے گناہ بخشے ہوئے ہیں جن کی نافرمانیاں کفارہ شدہ ہیں اور اس رات جو تو نے فیصلہ دینا ہے اور جو کچھ مقدر کرنا ہے اس میں میری عمر کو طولانی فرما دے اور میرے لئے میری

روزی کو وسعت عطا فرما دے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کی سرزمین پر پہنچ کر یہ دعا مانگی﴾
اے اللہ! میں مصیبت اور پریشانی میں تیری پناہ مانگتا ہوں یہاں ہمارے اترنے کی جگہ ہے
اور خدا کی قسم یہی جگہ ہماری قبروں کیلئے ہے قسم بخدا! یہی ہمارا محشر ہے اور یہی ہمارے نذر ہونے کی
جگہ ہے اور یہی وہ بات ہے جس کا وعدہ میرے نانا رسول اللہؐ نے مجھے دیا اور ان کا وعدہ سچا ہے۔

﴿قنوت حضرت امام حسین علیہ السلام﴾

اے معبود کوئی شخص کسی طرف مائل ہوا میں تیری طرف مائل ہوں اور کوئی کسی کی پناہ لے میں تیری
پناہ لیتا ہوں۔ اے معبود رحمت فرما سرکار محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر اور میری آواز سن اور میری دعا قبول فرما
میری بازگشت اور ٹھکانہ اپنے ہاں قرار دے میری تمکیدی کرخت آزمائشوں، مشکل وقتوں
اور شیطان کی دخل اندازیوں میں، اپنی عظمت کے ذریعے جس میں نفس کی خواہش کا شائبہ نہیں نہ
بدگمانی کے کسی خیال کا گزر ہے اور نہ ہوشی کا خطرہ تاکہ تو مجھے اپنی طرف پلٹائے اپنے ارادے
سے نہ بدگمانی اور نہ تہمت کیساتھ نہ شک و شبہ کی حالت میں یقیناً تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا
ہے۔

﴿ہمشکل پیغمبرؐ حضرت علی اکبر علیہ السلام کے رخصت کرنے پر دعا﴾

اے اللہ! اس قوم پر گواہ رہنا! اب ان کی طرف ایک ایسا جوان مبارزت کیلئے بھیج رہا ہوں جو
تیرے رسول محمد مصطفیٰؐ کے خلق حیرت اور صورت، کردار و عمل میں اس جیسا ہے جب ہمیں اشتیاق
ہوتا تھا کہ تیرے نبیؐ کا دیدار کریں تو ہم اس کی طرد کیتے تھے۔

﴿عمر سعدؓ پر نفرین﴾

اے ابن سعد! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تیری نسل کو اسی طرح قلع کرے جس طرح تو نے (علی اکبرؓ
سے) میری نسل کو قلع کیا ہے تو نے رسول اللہؐ سے میری قرابت داری کا پاس بھی نہیں کیا اللہ تعالیٰ

تمہارے اوپر ایسے شخص کو مسلط کرے جو تجھے تیرے بستر پر قتل کرے۔

﴿حضرت علی اکبر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ان کے قاتلان کیلئے نفرین﴾
اے اللہ! اس قوم کو قتل کر جنہوں نے تجھے قتل کیا اے میرے پیارے بیٹے! انہوں نے اللہ پر کشتی
بڑی جرات کی اور اللہ کے رسول کی حرمت پامال کرنے پر کشتی جرات کی ہے اے میرے پیارے
بیٹے! تیرے بعد اس دنیا میں خاک رہ گیا ہے۔

﴿عبداللہ بن حصین از دی کیلئے نفرین﴾

اے اللہ! اسکو پیارہ قتل کر اور اسکو کبھی معاف نہ کرنا اور اسکی قطعاً مغفرت نہ کرنا (یہ ملعون پیارہ ہی
ہلاک ہوا)

﴿حضرت علی اکبر علیہ السلام کے قاتل پر نفرین﴾

اے اللہ! ان لوگوں سے زمین کی برکتیں روک لے اور ان کے درمیان منافرت ڈال دے (انہیں
جداجدا کر دے) حکمرانوں کو ان سے کبھی خوش نہ رکھ۔

﴿حظہ شبامی کیلئے دعا﴾

جب حظہ شبامی نے دشمنوں کی صفوں میں جا کر ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہوں نے کوئی اثر نہ لیا
تو امام نے حظہ کی حوصلہ افزائی ان دعائیہ جملوں میں فرمائی۔

اللہ آپ پر رحمت نازل کرے ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا کر اپنے لئے عذاب کا استحقاق
پیدا کر لیا ہے کیونکہ آپ نے انہیں حق کی دعوت دی اور وہ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی جانب
قتل کرنے کیلئے بڑھے اب ان کے ساتھ کیا کرنا ہے کیونکہ یہ تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے تیرے
صالحین بھائیوں کا قتل کیا ہے حظہ نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں آپ نے سچ فرمایا ہے
اس کے بعد حظہ نے ان الفاظ کے ساتھ مولاً سے اجازت چاہی۔

کیا ہم اپنے پروردگار کی طرف نہ جائیں اور اپنے بھائیوں کیساتھ ملحق نہ ہو جائیں امام نے فرمایا

ایسی خیر کی طرف جاؤ جو دنیا سے بہتر ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بھی بہتر ہے اور اس ملک کی طرف جاؤ جسے فائز میں اس کے بعد حفظہ نے مولاً کو یوں الوداع کیا۔

السلام علیک یا ابا عبد اللہ صلی اللہ علیک وعلی اہل بیتؑ و عرف بیننا وہینک فی جنتہ

اے ابا عبد اللہ آپؑ پر میرا سلام ہو آپؑ پر او آپؑ کے اہل بیتؑ پر میرا سلام ہو اور اللہ کی صلوة ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور آپؑ کی اپنی جنت میں پہچان کرائے امامؑ نے فرمایا آمین ثم آمین۔

﴿ابو شعشا کیلئے دعا﴾

امامؑ کے یہ صحابی معروف حیر اعمار تھے اور اسکے ترکش میں ۱۰۰ تیر تھے جب اس صحابی کا گھوڑا پے کر دیا گیا تو اس نے غیبی کے سامنے دوڑا نو ہو کر دشمن کو نشانہ بنایا اور تیر چلانا شروع کر دیے امامؑ نے اس صحابی کی چاٹھاری دیکھ کر دعا فرمائی اے اللہ! اسکے نشانے کو خطانہ کر اور اس کا ثواب جنت قرار دے۔

﴿سیف بن حارث اور مالک بن عبدود بھائیوں کیلئے دعا﴾

یہ دونوں نوجوان امامؑ کی خدمت میں آتے ہیں دونوں رو رہے ہیں مولاً نے ان سے دریافت کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! کس بات نے تم کو رلایا ہے؟ ان دونوں نے عرض کی ہم آپؑ پر قربان جائیں خدا کی قسم ہم اپنے اوپر تو نہیں رو رہے ہمارا گریہ تو آپؑ کیلئے ہے انکی وجہ یہ ہے کہ آپؑ اس وقت دشمنوں میں گھر چکے ہیں اور ہم آپؑ کا دفاع سوائے اپنی جانوں کے نہ کرنے کے نہیں کر سکتے مولاً نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا ”اللہ آپؑ دونوں کو جزائے خیر دے اے میرے بھائی کے بیٹو! تمہیں اللہ اس غم کا بدلہ بھی دے جس کا تم اظہار کر رہے ہو اور تم دونوں کو اس ہمدردی کی جزا بھی دے جو ہمدردی تم میرے ساتھ کر رہے ہو وہ جزا جو متقین کی بہترین جزا ہے اور تم دونوں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔“

﴿فرزند ان ابوطالبؑ اولاد عقیلؑ کیلئے دعا﴾

اے میرے چچا کے بیٹا! صبر کرو اے میرے اہل بیت صبر کرو خدا کی قسم! آج کے بعد تمہیں کبھی ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

﴿حضرت قاسم ابن حسنؑ کی شہادت پر فرمان﴾

اے اللہ! ان سب کو جن جن کو عذاب میں مبتلا فرما اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ رکھ ان کیلئے بھی اپنی بخشش عطا نہ کر اور انہیں کبھی بھی معاف نہ کر اس قوم کیلئے بربادی ہے جس نے تجھے (قاسم کو) قتل کیا ہے تیری وجہ سے قیامت کے دن ان کیلئے پھلکار ہے۔

﴿شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت پر فرمان﴾

اے رب اگر تو نے اس وقت (استحان میں) آسمان سے مدد نہیں بھیجی تو اس مدد کا بدلہ اس چیز کو قرار دے جو اس وقت کی مدد سے بہتر ہے اور ان ظالموں سے تو خود ہمارا انتقام لے اور جو کچھ اس وقت ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اسے ہمارے لئے آئندہ کا ذخیرہ قرار دے۔

﴿زہیر ابن قینؑ کیلئے دعا﴾

زہیر نے بڑی جنگ لڑی اور ایک دفعہ واپس خیمے میں آیا امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں کو امامؑ کے کندھوں پر رکھا اور دوبارہ اجازت جنگ چاہی اور یہ الفاظ کہے میری جان آپؑ پر قربان، آپؑ ہادی ہیں آپؑ مہدی ہیں آج میں تیرے نائباً سے ملاقات کروں گا جو نبیؐ ہیں تیرے بھائی حسنؑ سے ملاقات کروں گا اور اس سے ملاقات کروں گا جو اسلحہ سجائے ہوئے ہے اپنے جسم پر، اسد اللہ ہے شہید ہے زندہ ہے امام علیہ السلام نے انکے جواب میں فرمایا آپؑ چلیں میں بھی آپؑ کے پیچھے ان سب سے ملاقات کرنے آ رہا ہوں اور پھر ان دعائیہ الفاظ کے ساتھ امامؑ نے جناب زہیر کی ستائش فرمائی۔

اے زہیر! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو کبھی تجھ سے دور نہ کرے اور تیرے قاتلوں پر اللہ کی لعنت ہو گزشتہ زمانوں میں ان پر پڑی جو بندہ راہِ حق پر ہو گئے۔

﴿عمر سعد پر نفرین﴾

اے ابن سعد! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تجھے بہت جلد تیرے بستر پر فوج کرے اور جس دن تو محسوس ہو اللہ تجھے معاف نہ کرے خدا کی قسم میری یہ دعا ہے کہ تجھے عراق کی گندم زیادہ دیر کھانا نصیب نہ ہو۔

﴿ابو ثمامہ ساعدی کیلئے دعا﴾

ابو ثمامہ ساعدی نے روز عاشورہ مولانا سے عرض کی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو آپ نے اس کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

آپ نے نماز کو یاد کیا ہے اللہ آپ کو نمازیوں اور فرائضوں میں (شار کرے) قرار دے گی ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے ان سے کہو کہ وہ رک جائیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں۔

﴿صبح عاشور کی دعا﴾

اے اللہ! تو غم و اندوہ میں میری پناہ گاہ ہے اور ہر سختی اور پریشانی میں میری امید ہے اور جو معاملہ بھی مجھے درپیش ہے اس میں میرا اعتماد تو ہے اور تو ہی ہر اس غم اور فکر میں میرا سرمایہ ہے جس میں دل کمزور پڑ جاتے ہیں تدبیریں کم پڑ جاتی ہیں اور دوست رسوا کر دیتے ہیں اور دشمن شہادت کرتے ہیں اور میں اپنے تمام معاملات کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں اور ان تمام معاملات کی شکایت بھی تجھ سے ہی کرتا ہوں کیونکہ میری رغبت تجھ میں ہے میری چاہت تو ہے تو ہی ہمیشہ میرا مددگار رہا ہے اور میرے غموں کو مجھ سے دور کرتا رہا ہے تو ہی ہر نعمت کا ولی ہے اور تو ہی میری ہر خواہش کا منجبا ہے۔

﴿روز عاشور نفرین امام علیہ السلام﴾

جب قوم اشیاء نے امام علیہ السلام کی نصیحتوں پر کان نہ دھرے اور کوئی اثر نہ لیا تو آپ نے ان سب کیلئے ان الفاظ میں نفرین فرمائی۔

”اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی اہل بیتؑ ہیں اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی ذریت ہیں اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی قرابت دار ہیں تو ان کی کمر توڑ دے جنہوں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ہمارے حق غصب کیے کیونکہ تو سمیع بھی ہے اور قریب بھی ہے یہ جیلے سن کر محمد بن اسحق آگے بڑھا اور اس نے جسارت کرتے ہوئے یہ جملے کہے اے حسین! تیرے اور محمدؐ کے درمیان کوئی قرابت ہے امام حسین علیہ السلام نے جب اسکی گستاخی اور گھٹیا پن کا اعجازہ کیا تو یوں بد دعا فرمائی۔

اے اللہ! آج ہی اسے ذلت آمیز انجام سے دو چار فرما جیسے ہی مولّا کی زبان وحی ترجمان سے یہ جملے ادا ہوئے یہ ملعون جوان مجھ ضرور یہ سے فراغت کیلئے تھکے میں گیا وہاں ایک سیاہ رنگ کے آتشیں پتھر نے اسکو ڈنگ مارا اور وہ برہنہ حالت میں واصل جہنم ہو گیا۔

﴿نفرین نمبر ۲﴾

عبداللہ بن حوزہ ملعون نے لشکر سے باہر آ کر بلند آواز سے چیختے ہوئے یہ کہو اس کی تم میں حسینؑ ہے؟ تم میں حسینؑ ہے؟ بار بار وہ ملعون یہ جملہ دہرا رہا تھا مولّا کے اصحاب نے اشارہ کر کے کہا یہ ہیں حسینؑ تم ان سے کیا چاہتے ہو؟ یہ ملعون آگے بڑھا اور آگے بڑھ کر گستاخانہ کلام کی اس کے جواب میں امامؑ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے میں اپنے رب کے پاس پہنچوں گا جو غفور ہے جو کریم ہے جو مطاع ہے جو فقیح ہے تو کون ہے؟ کہنے لگا میں عبداللہ بن حوزہ ہوں مولّا نے فرمایا اے اللہ! اسے جہنم کی طرف بھیج مولّا کی نفرین پر اس ملعون نے گھوڑے کو تازیانہ مارا گھوڑا بد کیا یہ ملعون یوں گرا کہ پاؤں رکاب میں پھنس گئے اور گھوڑا ہمارا گتار ہاتا ایک یہ ملعون واصل جہنم ہو گیا۔

﴿عبداللہ بن حصین از دی پر نفرین﴾

اے اللہ! اس کو پیاسہ قتل کرو اور اسکو کبھی معاف نہ کرنا اور اسکی قطعاً مغفرت نہ کرنا۔

﴿عمر بن حجاج کیلئے نفرین﴾

عمر بن حجاج کی زیر کمان چار ہزار سپاہی تھے جن سے وہ کہہ رہا تھا کہ اس کے خلاف جنگ لاؤ جو دین سے پھر گیا ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہے امامؑ نے اس ملعون کے یہ جملے سن کر

فرمایا

اے عمر! خدا تجھے برباد کرے کیا تو لوگوں کو میرے خلاف بھڑکار ہے کیا ہم دین سے نکل گئے ہیں اور تم اپنے دین پر قائم ہو بہت جلد تم یہ جان لو گے جب ہماری رو جس ہمارے جسموں سے جدا ہوں گی کہ کون جہنم میں چلنے کا مستحق ہے۔

﴿حضرت جون کیلئے دعا﴾

اے اللہ! اسکے چہرے کو سفید فرما دے اس کے بدن کو خوشبودار بنا اور اسے ابرار کے ساتھ محشور فرما محمد و آل محمد اور اسکے درمیان انیت پیدا کر۔

﴿عبداللہ بن عمیر کی ماں کیلئے دعا﴾

جب شمر ملعون نے عبداللہ کا سر قلم کر کے خیموں کی طرف پھینکا تو عبداللہ کی ماں نے سر گود میں لیا خون آلود سر کو چوما اور پھر دو بارہ سر کو دشمنوں کی طرف پھینک دیا اور اسکے بعد خیمے کی چوب لے کر اعداد پر حملہ آور ہوئیں مولائے حکم سے اس خاتون کو واپس خیمے میں لایا گیا اور مولائے ان الفاظ میں اس بی بی کیلئے دعا فرمائی

آپ کو میرے اہل بیت کی جانب سے اچھا اجر نصیب ہو عورتوں کی طرف واپس چلی جاؤ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے کیونکہ آپ پر جہاد ساقط ہے۔

﴿امام کا اپنے اصحاب کو دعائیں دینا﴾

مسلم بن عوسجہ کو آپؐ نے یوں دعا دی جب مسلم بن عوسجہ آخری وقت میں زخمی حالت میں گرے مولائے ان کے سر ہانے پہنچے اور یوں فرمایا

بعض لوگ اپنے عہد و بیان کو پورا کر چکے اور بعض لوگ اپنی باری کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے عہد و بیان میں کسی قسم کی تہدیلی نہیں کی ہے۔

﴿دشمنوں سے خطاب کرتے وقت﴾

تم نے خدائے عظیم کی یاد بھلا دی پس تمہارا براہوتہمارے ارادوں کا براہو ہم اللہ کے بندے ہیں اور انکی طرف لوٹ جانے والے ہیں اس قوم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پس ظالموں کیلئے ہلاکت ہو۔

﴿شب عاشور امام حسینؑ کی دعا﴾

میں خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں بہترین حمد و ثناء کرتا ہوں اور اے حسینؑ ابن علیؑ کے خدا میں تیری حمد کرتا ہوں اے خدا تو نے ہمیں گرامی قدر فرمایا ہے اور اپنے رسولؐ کو برگزیدگی عطا کی ہے اور قرآن کو ہمارے لئے ہدایت قرار دیا ہے ہمیں علم عطا کیا ہے دین پر خلق فرمایا ہے سننے والے نصیحت حاصل کرنے والے کان عطا کئے ہیں چشم بیٹا عطا کی ہے اور جو کچھ تو نے خلایق کو عطا کیا ہے اس سے زیادہ ہمیں عطا کیا ہے اور تو نے ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں قرار دیا ہے۔

﴿سید الشہداءؑ کا اللہ سے مخاطب ہونا﴾

میرے خالق تو جانتا ہے کہ میرا قیام (جہاد) نہ تو سلطنت کے حصول کیلئے بلکہ ہم تیرے دین کے معاملہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور تیرے شہروں میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور تیرے مظلوم بندوں کیلئے امن و امان قائم کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تیرے فرائض و سنن و احکام پر عمل کیا جائے۔

﴿اشقیاء سے فرمایا﴾

کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو؟ کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے دوری اختیار نہیں کی جا رہی ہے ایسی صورت میں مومن کو حق ہے کہ لٹائے الہی کی طرف رغبت کرے۔

﴿روز عاشورہ جنگ سے پہلے دعا﴾

اے مجبور و اہر پریشانی میں تو ہی میرا بھروسہ ہے اور ہر مصیبت و تکلیف میں تو ہی میری امید ہے اور تو ہی میرے لئے مجھ پر نازل ہونے والے ہر مشکل امر (کو آسان بنا دینے) کا یقینی

وعدہ ہے کتنی ہی ایسی پریشانیاں ہیں جس میں دل کمزور ہو جاتے ہیں اور تدبیر بیکار ہو جاتی ہے اور دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن خوش ہوتے ہیں میں بھی تیرے پاس ایسی ہی پریشانی لے کر آیا ہوں تجھ ہی سے فرمایا کرتا ہوں تیرے سوا سب سے بے نیاز ہو کر صرف تجھ ہی سے لو لگا رکھیے پس تو اسے مجھ سے دور کر دے اور اسے رفع کروے بے شک تو ہی ہر نعمت کا مالک ہر نیکی کا مالک اور ہر آرزو کے پورا کرنے کی انتہائی قوت والا ہے۔

﴿حضرت شریکۃ الحسینؑ سے ارشاد﴾

اے بہن! سوائے صبر و شکر کے کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔

وقت آخر اصحاب کی یاد میں فرمایا

﴿حضرت سید الشہداءؑ نے اپنی ریش اقدس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا﴾

یہودیوں پر اللہ کا غضب اس وقت شدید ہوا جب انہوں نے اس کا بیٹا قرار دیا اور نصاریٰ پر اس وقت اللہ کا غضب شدید ہوا جب انہوں نے اس کا بیٹا قرار دیا اور مجوسیوں پر اس کا شدید غضب اس وقت ہوا جب انہوں نے اسے چھوڑ کر شمس و قمر کی عبادت کی اور اس قوم پر اس کا غضب شدید اس وقت ہوا جب یہ اپنے نبیؐ کے نور سے قتل کرنے کے عہد پر متفق ہوئے مگر اللہ کی قسم میں ان لوگوں کا جو کچھ یہ چاہتے ہیں کوئی جواب نہ دوں گا حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے خون میں خطاب کیا ہوا ملاقات کروں گا۔

﴿ساحل فرات پر دشمنوں سے خطاب﴾

اللہ نے دنیا کو مصائب کیلئے اور اہل دنیا کو فنا کیلئے خلق کیا پس اسکی جدید شے توجہ طلب اور اسکی نعمتیں دفعتاً غائب ہو جانے والی اور اسکا سرور غبار آلودہ ہے مختصر قیام کیلئے سرائے اور جڑ سے اکھڑنے والا گھر ہے پس زاوراہ اکٹھی کر لو اور بیچک بہترین زاوراہ تو تقویٰ ہے پس تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

﴿الشکر یزید کیلئے بدعا﴾

تم اس زعم میں ہو کہ میرے قتل کے بعد تم دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے اور تمہارے محل جہیں ایسے مصائب میں گھرے ملیں گے جن سے تمہارے جسم کے پٹھے کاٹنے لگیں گے تمہارے دل مرجائیں گے حتیٰ کہ تمہارے لئے نہ تو کوئی جاہ پناہ ہوگی نہ کہیں امان کا سایہ یہاں تک کہ تم امت میں ذلیل ترین ہو جاؤ گے اور ایسا مگر نہ ہوگا جبکہ تم نے دل سے قسم کھائی ہے کہ رسول اللہ کا خون بہاؤ گے حضور کی ذریت کو قتل کرو گے۔

﴿روز عاشور کی دعا﴾

روز عاشورہ جب آپ کی پیشانی پر ابوالخوف ملعون نے تیرا ماتو اس تیر کو آپ نے پیشانی سے نکالا اور یہ دعا اس وقت پڑھی

اے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ میں اس وقت تیرے نافرمان بندگان کے درمیان ہوں اے اللہ تو ان کی تعداد کو شمار فرما اے اللہ تو ان کو منتشر کر کے قتل فرما اور اے اللہ روئے زمین پر ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ اور کبھی بھی تو انہیں بخشش عطا نہ فرما۔

﴿مناجات روز عاشور﴾

کربلاء میں امام جب دشمنان اسلام کے مقابل آئے تو آپ نے اپنے رب سے ان الفاظ میں مناجات فرمائی اور یہ ایسی دعا ہے جس میں آپ نے اپنے انقلاب کے اہداف کو بیان فرمایا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہماری جانب سے اقدام ہوا ہے یہ سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ بدتری حاصل کرنے کا جھگڑا ہے اور نہ ہی دنیاوی ساز و سامان لینے کیلئے ہے لیکن یہ اقدام اس لئے کیا ہے تاکہ ہم تیرے دین کے نشانات کو دیکھیں اور تیرے شہروں میں اصلاح کو عام کریں اور تیرے مظلوم بندگان کو امن دیں تیرے فرائض و واجبات اور تیرے احکام و قوانین پر عمل کئے جائیں پس اے لوگو! اگر تم نے ہماری مدد نہ کی اور ہمیں انصاف نہ دیا تو تمہارے اوپر ظالموں کو غلبہ مل جائے گا اے اللہ انہوں نے تیرے نبی کے نور کو بجھانے کیلئے

کام کیا ہے اور اے اللہ تو ہی ہمارے لئے کافی ہے اور تیرے اوپر ہمارا توکل ہے اور اسی کی طرف ہمارا رجوع ہے اور اسی کی طرف ہمارا انجام اور بازگشت ہے۔

﴿امام حسینؑ کی مختصر دعا﴾

اے اللہ تو مجھے احسان کے ذریعہ ڈھیل دے اور نہ ہی مجھے آزمائش کے ذریعہ ادب سیکھا۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی دو پہر کے وقت دعا﴾

اے وہ ذات جو بڑائی اور جبروتیت کے اس مقام پر ہے جسے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اے وہ ذات جو عظمت اور بزرگی کے اس مقام پر ہے کہ جس کی کہنہ حقیقت کا دلوں میں تصور تک نہیں ہو سکتا اے وہ ذات جس نے اچھا احسان کیا ہے اے وہ ذات جس نے اچھے انداز سے تجاویز اور رگزر فرمایا ہے اے وہ ذات جس کی عفو اور معافی کا انداز اچھا ہے اے جو اے کریم، ک اے وہ ذات کہ انہی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اس کے شبیہ نہیں ہے اے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق میں ایسے اولیاء کو بھیج کر احسان کیا ہے جن اولیاء کو اس نے اپنے دین کیلئے پسند کیا ہے اور ان کے ذریعہ اپنے بندگان کو ادب سکھایا ہے اور ان کو اپنی جانب سے احسان کرتے ہوئے اپنی مخلوق پر دلائل قرار دیا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ولی حسین بن علی علیہ السلام کا واسطہ دیکر جو سبب ہیں اور تیری رضاؤں کے تابع ہیں اور تیرے دین کے خیر خواہ ہیں اور تیری ذات پر دلیل ہیں میں تجھ سے اس کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور میں انہیں اپنی حاجات کیلئے تیرے سامنے پیش کرتا ہوں میری خواہش تجھ سے یہ ہے کہ اطاعت پر میری مدد فرما اور اچھے کاموں کے انجام دینے پر میرے اعانت فرما اور ہر اس کام کیلئے میری مدد کر جو تجھے مجھ سے پسند ہے اور جو عمل مجھے تیرے قریب کر دیتا ہے اے ذوالجلال والاکرام اے فضل والے اے انعام والے اے وہاب اے کریم اور تو میرے لئے یہ پورا کر دے۔

﴿دعا جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو وصیت فرمائی﴾

یٰٰسین اور قرآن حکیم کے حق کا واسطہ طے کا واسطہ اور اعظم کا واسطہ اے وہ ذات جو سوالیوں کی

حاجات کو پورا کرنے پر قادر ہے اے وہ ذات جو اس سے آگاہ ہے جو کچھ ضمیر میں ہے اے پریشانوں میں گھرے ہوؤں کیلئے آسانی دینے والے اے غم زدوں کے غم کو ٹالنے والے اے بڑے بڑوں پر رحم کرنے والے اے شیر خوار بچوں کو روزی دینے والے اے وہ جو کسی تفسیر کا محتاج نہیں محمد و آل محمد پر درود بھیج۔

﴿حضرت امام حسینؑ نے خطبہ عاشور کے اختتام پر یہ دعا فرمائی﴾

اے اللہ! ان سے ہارش کے قطرے سلب فرما لے اور ان پر یوسفؑ کے زمانے جیسے قحط کے سال مسلط فرما اور ان پر قبیلہ ثقیف کے جوان کو غلبہ عطا فرما جو ان کو موت کے کڑوے گھونٹ پلائے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے قتل کے بدلے قتل کرے اور ضرب کے بدلے ضرب لگائے وہ ثقیفی نو جوان ان سے میرا انتقام لے میرے اولیاء کا انتقام لے میرے اہل بیت کا انتقام لے میرے شیعوں کا انتقام لے کیونکہ وہ جموئے لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں جھٹلایا ہے اور رسوا کیا ہے تو ہی ہمارا رب ہے ہمارا توکل ہے اور تیری ہی جانب ہماری بازگشت ہے۔

﴿نماز وتر میں امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اے اللہ! تو دیکھتا ہے اور تجھے دیکھا نہیں چا سکتا اے اللہ تو منظر اعلیٰ پر ہے اور تحقیق تیری طرف ہی بازگشت ہے اے اللہ تو ہی ابتدا و انتہاء کا مالک ہے اول اور آخر سب حیرے لئے ہے اے اللہ ہم ذلت اور رسوائی سے بچنے کیلئے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

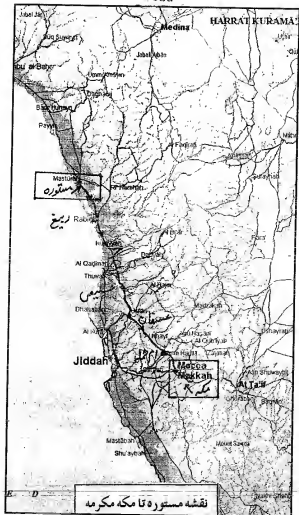
﴿اختتامیہ﴾

معروف سکالر جناب محمد صادق نجفی نے عثمان حسین ابن علی از مدینہ تارکربلا تالیف فرمائی اور حضرت امام حسینؑ کے بیانات، خطبات، مکتوبات اور مناجات کو جس عمدگی کے ساتھ اکٹھا کیا ہے یہ ان کا اپنا حصہ ہے اور اس قسم کی کتاب اس سے قبل موجود نہیں ہے۔ یا کم از کم میرے علم میں نہیں مدینہ سے کربلا تک جس ترتیب کے ساتھ انہوں نے امام حسینؑ کے بیانات کو مختلف کتب سے تلاش کر کے تحریر کیا ہے۔ اس کی مثال پہلے سے نہیں ملتی ہم نے اردو زبان جاننے والوں کے لئے جامعہ مبرہ خدیجہ (الکھرجی) طالبات کی آخری کلاس کے لئے ان تمام بیانات کا اردو میں ترجمہ چند سال پہلے کیا تھا البتہ علامہ نجفی صاحب نے عربی بیانات اور فارسی میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ جو تشریحات اپنی طرف سے دی ہیں ان سب کا ترجمہ کرنا ہم ضروری نہیں سمجھا بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں وضاحتی نوٹ طالبات کو تحریر کرائے گئے ہیں نیز کلمات امام حسین علیہ السلام نامی کتاب سے بھی کچھ استفادہ کیا گیا۔ بعد میں گرانمایہ کتاب کو چھاپنے کا پروگرام بن گیا۔ ہم نے اپنی طرف سے کافی کوشش کی کہ اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے اس کام میں مولانا محمد سعید جتوئی آف شاہپور اور شاعر آل عمران جناب صفدر حسین ڈوگر کا تعاون بھی شامل حال رہا خداوند انہیں جزائے خیر دے۔

خدا کا شکر ہے کہ اب یہ کتاب اردو زبان میں ویدی طلباء و طالبات اور ذاکرین و علماء و خطباء کے لئے شائع ہو گئی ہے امید ہے قارئین کرام اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں ضروری یاد رکھیں گے۔

اختتام 31.5.2001 بمطابق 7 ربیع الاول

1422ھ بروز جمعرات بوقت تقریباً 10:00



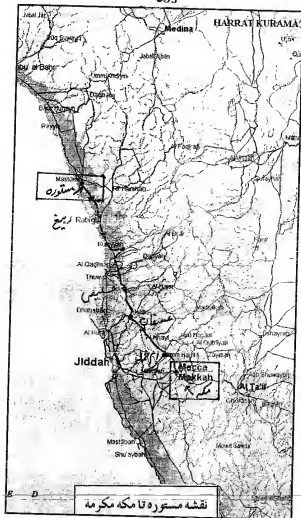
﴿اختتامیہ﴾

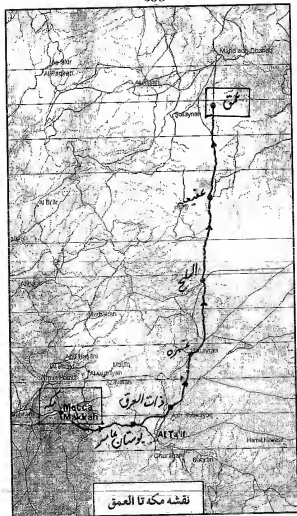
معروف سکالر جناب محمد صادق نجفی نے سخنان حسین ابن علی از مدینہ تا کربلا تالیف فرمائی اور حضرت امام حسینؑ کے بیانات، خطبات، مکتوبات اور مناجات کو جس عمدگی کے ساتھ اکٹھا کیا ہے یہ ان کا اپنا حصہ ہے اور اس قسم کی کتاب اس سے قبل موجود نہیں ہے۔ یا کم از کم میرے علم میں نہیں مدینہ سے کربلا تک جس ترتیب کے ساتھ انہوں نے امام حسینؑ کے بیانات کو مختلف کتب سے تلاش کر کے تحریر کیا ہے۔ اس کی مثال پہلے سے نہیں ملتی ہم نے اردو زبان جاننے والوں کے لئے جامعہ مبرہہ حندہ (الکھرجا کی طالبات کی آخری کلاس کے لئے ان تمام بیانات کا اردو میں ترجمہ چند سال پہلے کیا تھا البتہ علامہ نجفی صاحب نے عربی بیانات اور فارسی میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ جو تشریحات اپنی طرف سے دی ہیں ان سب کا ترجمہ کرنا ہم ضروری نہیں سمجھا بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں وضاحتی نوٹ طالبات کو تحریر کرائے گئے ہیں نیز کلمات امام حسین علیہ السلام نامی کتاب سے بھی کچھ استفادہ کیا گیا۔ بعد میں گرامر نامیہ کتاب کو چھاپنے کا پروگرام بن گیا۔ ہم نے اپنی طرف سے کافی کوشش کی کہ اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے اس کام میں مولانا محمد سعید جندی آف شاہپور اور شاعر آل عمران جناب صفدر حسین ڈوگر کا تعاون بھی شامل حال رہا خداوند انہیں جزائے خیر دے۔

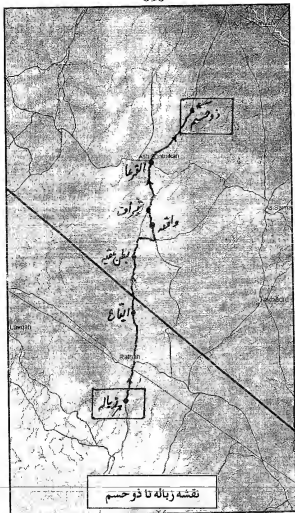
خدا کا شکر ہے کہ اب یہ کتاب اردو زبان میں دینی طلباء و طالبات اور ذاکرین و علماء و خطباء کے لئے شائع ہو گئی ہے امید ہے قارئین کرام اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں ضروری یاد رکھیں گے۔

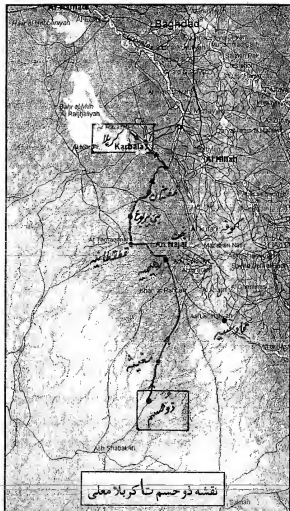
اختتام 31.5.2001 بمطابق 7 ربیع الاول

1422ھ بروز جمعرات بوقت تقریباً 10:00









ایلیا بکس کی نئی کتابیں

- | | | |
|-------|---|-------------------------|
| 200/- | مرتب حیدر جاوید سید | 1 اقوال علی |
| 120/- | مرتب حیدر جاوید سید | 2 مکتوبات علی |
| 150/- | سجاد انور نظر ثانی حیدر جاوید سید | 3 خطبہ غدیر خم |
| 200/- | ترجمہ غلام قحمر عمرانی، نظر ثانی سید افتخار حسین نقوی | 4 علی چہرہ یزداں |
| 300/- | ترجمہ سید افتخار حسین نقوی | 5 کلام امام حسینؑ |
| 120/- | سرائیکی دو حوڑے شاعر صفدر حسین ڈوگر | 6 اظہار مودت |
| 200/- | سید فیض الحسن موسوی | 7 اشتیاقے فرات |
| 180/- | سید فیض الحسن موسوی | 8 دربار یزید |
| 350/- | سید افتخار حسین نقوی | 9 محراب کربلا |
| 120/- | مرتب غلام قحمر عمران نظر ثانی سید افتخار حسین نقوی | 10 نماز معصومین |
| 30/- | سید انتصار مہدی نقوی | 11 نماز و مناجات |
| 120/- | غلام قحمر عمرانی نظر ثانی سید افتخار حسین نقوی | 12 موعود اہم |
| 300/- | مصطفیٰ صفدر حسین ڈوگر | 13 صحیفہ سادات |
| 180/- | اکرم شیخ | 14 سچائی کا زہر |
| 150/- | (سفر نامہ بھارتی پنجاب) اکرم شیخ | 15 سنہری محبت کی سرزمین |
| 180/- | (تصوف) حیدر جاوید سید | 16 یہ عشق نہیں آساں |
| 150/- | (شاعری) اختر عثمان | 17 کچھ بچا لائے ہیں |
| 160/- | حیدر جاوید سید (قیدی کے خطوط) | 18 دل و جاں کی بستیوں |
| 150/- | ترجمہ سید افتخار حسین نقوی | 19 آداب زندگی |